MG7 .S4885k
INSTITUTE
OF
ISLAMIC
STUDIES
41220
★
McGILL
UNIVERSITY

3425045

از من الشعر الحکمۃ و از من البیان السحرا

الحمد للہ والمنہ کہ نتیجۂ افکار گہربار عالیجناب معلے القاب راجۂ راجایان

مہاراجہ چندو لعل بہادر شادان مغفور وزیر اعظم دولت آصفیہ یعنے

کلیات شادان

حسب الحکم وزارت پناہ فلک دستگاہ راجۂ راجایان مہاراجہ سرکشن پرشاد بہادر شاد

سی۔ آئی۔ ای۔ یمین السلطنۃ پشتیکار و وزیر اعظم دولت آصفیہ دام اقبالہ

در مطبوعہ پریس حیدرآباد دکن جلوہ ظہور مشہود

از مزامیر الشعر الحکمۃ و از مزامیر البیان السحرا

الحمد للہ والمنہ کہ نتیجۂ افکار گہربار عالیجناب معلی القاب راجۂ راجایان

مہاراجہ چندولعل بہادر شادان مغفور وزیر اعظم دولت آصفیہ یعنے

کلیات شادان

حسب الحکم وزارت پناہ فلک دستگاہ راجۂ راجایان مہاراجہ سرکشن پرشاد بہادر شاد

سی۔ آئی۔ ای۔ یمین السلطنۃ پشکار و وزیر اعظم دولت آصفیہ دام اقبالہ

ترے محبوب پر لیتے ہیں ابا کر کے جلوۂ ظاہر و مستور دل

پریس میں

نصرت علی

MG7
S4885h

21/2/69

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ

اللہ سبحانہ کا شکر ہے کہ میرے جدِ اعلےٰ مرحوم مہاراجہ چندو لعل شادان وزیرِ اعظمِ سلطنتِ آصفیہ کا کلام اُردو طبع ہوکر آج شایع ہوا۔ اگرچہ اُنکے اور کارناموں کے سامنے جو یادگارِ زمانہ ہین یہ شاعری کوئی وقعت نہین رکھتی اور نہ اس کی حاجت ہے کہ مہاراجہ چندو لعل کا نامِ نامی بہ حیثیت ایک شاعر کے ملک کے روبرو پیش کیا جائے لیکن اشاعتِ کلام سے اتنا فائدہ ضرور ہے کہ اُنکے مذاقِ طبیعت سے جو لوگ ناواقف ہین وہ واقف ہوجائین گے اور جان لین گے کہ خمکدۂ سخن کے جُرعہ نوشون مین مہاراجہ چندو لعل کس رنگ سے شامل ہوئے تھے۔ مہذا مجھپر فرض تھا کہ مین اپنے جدِ مغفور کے کلام کی قدر کرون میرا قدر کرنا یہی ہے کہ تقریباً ایک صدی اُدھر کی گویائی

41220

کو جو مُردون مین شامل تھی مین آج نئے سر سے زندہ کرتا ہون اور اسکو اپنی سعادت سمجھتا ہون۔

یہ کلیات جو زیورِ طبع سے مزین ہوکر ملک کی نگاہ مین جلوہ گر ہوا ہے اصلی خیالات اور جذبات کا درحقیقت ایک آئنہ ہے جو مہراج کے مرکوزاتِ دلی اور اغراضِ زندگی کو صاف طور سے ظاہر کرتا ہے۔ اس موقع پر مین مناسب سمجھتا ہون کہ اُنکی پاکیزہ زندگی کے کچھ تاریخی حالات قلم بند کرون جس سے ناظرین کو اندازہ ہو سکے کہ مملکتِ آصفیہ کے دامن مین پلے ہو مہاراجہ نے اپنے ذاتی کمالات سے کتنا عروج حاصل کیا اور اپنے بعد ابنائے ملک کی تقلید کے لیے علمی و عملی امور کا کیسا ذخیرہ چھوڑا۔

نامور لوگون کے کارنامے اور زندگی کے معرکہ آرا حالات تمام عالم مین زبان زد ہوتے ہین اور وہ آنیوالی قومون کے لیے دستورالعمل قرار پاتے ہین۔ اُنکے حالات کا قلم بند کرنا صرف اُنکے معراجِ کمال ہی کو واضح نہین کرتا بلکہ حقیقت یہ ہے کہ مُردہ دلون کو ایک تازہ زندگی بخشتا ہے اور ترقی کے میدان مین اُنکو قدم بڑہانے پر آمادہ کرتا ہے لہذا جس قدر وقیع اور قابلِ مطالعہ سوانح عمری کو کہا جا سکتا ہے شاید اور کوئی علم و فن اس عزت کا مستحق نہین قرار دیا جا سکتا۔

پیدائش اور خاندانی حالات

راجہ چندو لعل ۱۱۷۵ھ مین پیدا ہوئے اُنکا خاندان ایک مشہور خاندان ہے جسنی دولتِ مغلیہ کے سایۂ عاطفت مین ہمیشہ بڑی ناموری اور عزت حاصل کی ہے راجہ ٹوڈرمل وزیر اعظم شہنشاہِ اکبر راجہ چندو لعل کے مورث اعلےٰ تھے جنہون نے نہ صرف اپنے ذاتی کمالات سے دربار مین رسوخ پیدا کیا بلکہ اپنے خاندان کو سلطنت کا ایک جزو ہمیشہ کے لیے بنا گئے اگرچہ اُنکے آبا و اجداد کا وطنِ مالوف لاہور تھا۔ مگر شہنشاہِ دہلی کے رکنِ اعظم ہونے کی وجہ سے پایۂ تخت دہلی مین اکثر قیام پذیر رہے شہنشاہِ اکبر کے فوت ہونے کے بعد راجہ ٹوڈرمل کے خاندان کے ممبر شہنشاہِ دہلی کی خدمت مین کمربستہ رہے اور محمد شاہ کے عہد تک نسلاً بعد نسلٍ شاہجہان آباد ہی مین ملکی خدمات سے سرفراز ہوتے رہے۔

قوم اور مذہب

راجہ چندو لعل مثل اپنے مورث اعلیٰ راجہ ٹوڈرمل کے جو قوم کھتری رسیاہی النسل کی سہسرآبدہ سورج بنسی اوراڈہائی گھر مہرہ کہلاتے تھے اُس قوم کے ماہِ کامل تھے۔ مذہب کے بالکل صوفی

اور محقق یگانہ تھے۔ مشرب اُنکا صلح کل تھا اور اس شعر کے پورے مصداق تھے۔

جنگ ہفتاد و دو ملت ہمہ را عذر بنہ　　چون ندیدند حقیقت رہِ افسانہ زدند

حیدرآباد دکن مین آنا

محمد شاہ کے وقت مین راجہ صاحب کے جدِّ امجد رائے مولچند دربار مین بہت رسوخ رکھتے تھے۔ اُنکی کاردانی اور مدبری کا دربار پر سکّہ بیٹھا ہوا تھا۔ جب نظام الملک فتح جنگ آصف جاہ بہادر دکن کی جانب روانہ ہوئے تو واقف کار لوگون نے اُنسے عرض کیا کہ رائے مولچند کو بھی ہمراہِ رکابِ سعادت انتساب لے چلیے۔ انتظامی امور مین اُنسے بڑی مدد ملے گی۔ چنانچہ نظام الملک بہادر نے رائے مولچند کو اپنے ہمراہ لیا اور دکن پہونچتے ہی کمشنر کروگیری کے معزز عہدے پر مقرر کر دیا اور جب تک رائے مولچند زندہ رہے اسی خدمتِ جلیلہ پر مامور رہے۔

اُنکے بعد لچھمی رام کو یہ موروثی عہدہ تفویض کیا گیا جو صلابت جنگ کے عہد تک کارِ مفوضہ انجام دیتے رہے۔ رائے لچھمی رام کے پانچ فرزند تھے۔ سب سے بڑے نانک رام تھے اُن سے چھوٹے راجہ چندولعل کے والدِ ماجد رائے نرائن داس تھے۔ تیسرے کا نام رائے رگھناتھ داس چوتھے کا رائے بھوانی داس پانچوین کا

نام رائے موہن لعل تھا۔ لچھمی رام کے انتقال کے بعد اُنکے سب سے بڑے بیٹے رائے نانک رام کو کمشنری کرور گیری کا عہدہ ملا جنہون نے راجہ چندو لعل کو اپنے آغوش عاطفت مین لیا اور اپنے بچون کی طرح اُنکی پرورش کی کیونکہ اُنکی عمر ہنوز دس ہی برس کی تھی کہ رائے نراین داس رحلت کر گئے۔

راجہ چندو لعل کے حالات

گو راجہ چندو لعل یتیم ہو گئے تھے مگر اُنکو ایسا شفیق مربی مل گیا جس نے اُنکے ترقی کن ذہنی قوی کی خوب پرداخت کی اور اپنے بیٹے لکھپت راو کے ساتھہ اُنکی تعلیم و تربیت برابر جاری رکھی اور اُنکو ہر طرح مدد دی کہ وہ آیندہ زندگی مین کامیابی سے قدم رکھنے کے لیے اپنے کو اچھی طرح تیار کر لین۔

ابتدائی ملازمت

راجہ صاحب نے سن شعور کو پہونچنے کے بعد ملازمت کے لیے سعی کی اُن کی ہوشیاری و فراست و دانائی نے نواب شمشیر جنگ کو اپنی طرف متوجہ کر لیا جنہون نے

اِس جوہر گرانمایہ کو قدردانی کے قابل سمجھ کر اپنی پیشی مین لے لیا۔ رائے نانک رام کے
فوت ہوتے ہی اُنکے خاندان کا حال ابتر ہوگیا تھا اور راجہ چندولعل مجبور ہوئے تھے
کہ ملازمت کی تلاش کرین خواہ وہ کسی حیثیت کی ہو چنانچہ وہ شمشیر جنگ اور بدیع اللہ خان
کمشنر کرورگیری کی ماتحتی مین کام کرتے رہے۔ جب نور محمد کمشنر کا زمانہ آیا تو راجہ صاحب
کو سبزی منڈی کی محرری پر مقرر کیا وہ بخوشی تمام اس کام کو کرتے رہے۔ صبح سے شام تک
منڈی مین بیٹھے رہتے تھے۔ مگر اُنکی بے نظیر فیاضی اور غربا پروری نے جسے کہنا
چاہیے کہ اُنکی گھٹی مین پڑی ہوئی تھی اُنکو بہت جلد بڑے مرتبے پر پہونچا دیا۔ جناب حضرۃ
بخشی بیگم صاحبہ غفران مآب کے بڑے محل نے راجہ صاحب کو بیلی کا کام عنایت فرمایا۔
اسکے بعد ہی سے راجہ چندولعل نے ترقی کرنی شروع کی شمشیر جنگ بہادر نے حضور
پرنور سے عرض کرکے تعلقہ مورونی کی کارپردازی پر مقرر کرادیا۔

سنہ ۱۲۱۲ھ مین حسب تحریک مشیر الملک بہادر راجہ صاحب موصوف کو خطاب
راجہ بہادر بارگاہ خسروی سے مرحمت ہوا اور قلعۂ سدوط و موضع کریہ و کنجی کوٹہ وغیرہ
کے انتظام کے لیے چار ہزار سوار اور چار ہزار پیدل کے ساتھ روانہ ہوئے۔ راجہ بہادر نے
اس مہم کو باحسن وجوہ سر کیا اور راجہ چتپول کو کہ دس ہزار سوار و پیدل کا سردار تھا مغلوب

کیا اور غداروں کو سرکشی کی سزا دی۔ اُنکی غیبت مین راجہ لکھپت رام نے کمشنری کرورگیری کا کام انجام دیا۔ راجہ بہادر مہم سے واپس ہوکر جب بلدے پہونچے تو چند غلط فہمیون کی وجہ سے زمانہ ناموافق ہوگیا لیکن اُنکی قسمت نے بہت جلد پلٹا کھایا اور شمس الامرا کی جمعیتِ پائگاہ اُنکے سپرد ہوگئی اس خدمت کو بھی بڑی سرگرمی وقابلیت سے انجام دیا اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ راجہ لکھپت رام کے فوت ہوتے ہی کمشنری کرورگیری پر مقرر ہوگئے اور تھوڑے ہی دنون بعد نواب سکندر جاہ بہادر نے نے انکی قابلیت سے آگاہ ہوکر افواجِ قاہرۂ آصفیہ کا پیشکار مقرر فرمادیا۔ میر عالم بہادر دیوانِ جدید راجہ بہادر سے بہت خوش تھے اور ان پر ہر طرح اعتماد رکھتے تھے۔ راجہ چندولعل ایسے شخص نہ تھے کہ کسی کی سفارش وغیرہ کو اپنی ترقی کے لیے کام مین لاتے اُنھون نے اپنی اعلےٰ قابلیت اور دیانت سے ہر بالادست حاکم کی خوشنودی حاصل کی میر عالم کے بعد جب منیر الملک دیوان مقرر ہوے تو انکی نظر مین راجہ صاحب کی عزت اور بڑھ گئی اور اُنھون نے تمام امور مالی وعدالتی انکی راے پر چھوڑ دیے بغیر انکے مشورے کے کوئی کام انجام نہ دیتے تھے۔

سرفرازی

سنہ ۱۲۳۵ھ مین راجہ بہادر چندو لعل کا اقبال اور عروج پر آیا۔ نواب سکندر جاہ بہادر نے اُنکو مہاراجہ کا خطاب دیکر نوبت اور جھالردار پالکی سے سرفراز فرمایا اور ان کی سخاوت و فیاضی سے واقف ہوکر ایک کرور روپیہ نقد انعام عطا فرمایا۔ تھوڑے ہی زمانے بعد سنہ ۱۲۳۷ھ مین صاحبزادہ مبارز الدولہ بہادر کی مراجعت پر ہفت ہزاری سوار کے منصب جلیلہ پر سرفراز ہوئے۔

عہدِ نواب ناصر الدولہ بہادر

سنہ ۱۲۴۴ھ مین سکندر جاہ نے رحلت فرمائی اور نواب ناصر الدولہ بہادر اُنکے جانشین ہوئے اس زمانے مین مہاراجہ چندو لعل بہادر نے اور ترقی کی سنہ ۱۲۴۵ھ مین راجۂ راجایان کا خطاب پایا اور جسقدر قرضہ ریاست کا اُنکے ذمہ تھا وہ سب معاف کردیا گیا اور خود نواب ناصر الدولہ بہادر کئی بار اُنکے مکان پر تشریف لائے۔

مدار المہامی

منیر الملک بہادر کا پیمانۂ حیات لبریز ہو چکا تھا اُنہون نے ۱۲۴۸ھ مین انتقال کیا اور راجۂ راجایان مہاراجہ چندو لعل بہادر وزارت عظمےٰ پر سرفراز فرمائے گئے عہدۂ مدار المہامی پر فائز ہو چکے تو بڑی مستعدی اور جفاکشی سے انتظام کی طرف توجہ کی ان کی غیر معمولی فیاضی نے گو حاسدین کے قلب پر ایک غیر معمولی اثر پیدا کیا لیکن بمصداق الاعمال بالنیات تمام حکام اور رزیڈنٹ صاحبون نے تسلیم کیا کہ ریاست مین اگر کوئی ہوشیار شخص ہے تو وہ مہاراجہ چندو لعل ہین مختصر یہ کہ مہاراجہ چندو لعل اپنی بے نظیر قابلیت اور خداداد تدبیر سے ایک کم درجے کی ملازمت سے اعلےٰ درجہ تک پہونچے ؎

این سعادت بزورِ بازو نیست تانہ بخشد خدائے بخشندہ

۱۲۶۰ھ مین وہ ملازمت سے مستعفی ہوے اور ۱۲۶۱ھ مین انتقال ہوا۔ ۸۶ برس کی عمر پائی اور عمر کے نصف سے زیادہ حصے کو ملکی خدمات مین صرف کیا۔

مہاراجہ بہادر کے اوصاف

مہاراجہ چندولعل نہ صرف اسوجہ سے نزدیک ودُور مشہور ہوے کہ ایک مشہور اور اعلےٰ خاندان کے رکنِ رکین تھے یا یہ کہ وہ خود ایک بڑے شخص ہوے۔ بلکہ درحقیقت اُنکے غیر معمولی اخلاق وعادات حلم وخاکساری اور بے نظیر فیاضی نے اُنکو ہر دلعزیزِ خلائق بنانے کے علاوہ بادشاہِ وقت کی عنایت اور فضلِ ایزدی کی بدولت ذرّہ آفتاب بنکر ایسا چمکا کہ ہندوستان تک انکے نام کا ڈنکہ بجگیا۔ ہر ایک ادنے واعلےٰ امیر وغریب کے ساتھہ اُنکا برتاؤ صلح کل کا رنگ لیے ہوے تھا۔

قدرشناسی

مہاراجہ بہادر موصوف نے علم مین بڑی دستگاہ حاصل کی تھی جسطرح وہ خود اعلےٰ درجے کے انشا پرداز اور فاضل تھے ویسے ہی وہ علما اور فضلا کو پہچاننا بھی خوب جانتے تھے۔ اُنکے حالات دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ مشرقی امرا کا ایک نمونہ تھے اُن مین وہی جوہر پنہان تھے جو گزشتہ رؤسا مین پائے جاتے ہین

ایشیا کے رؤسا ہمیشہ سے علما۔ شعرا اور فقرا کے قدردان چلے آتے ہین۔
مہاراجہ چندو لعل نے بھی اُنہین کی پیروی کی اور ایک بڑی جماعت اپنے پاس
جمع کرلی۔ جس مین ذیل کے لوگ شامل تھے۔ میر امجد علی خان۔ مردان علیخان۔
ابو محمد خان۔ شرف الدین۔ حکیم شفائی خان۔ حکیم میر سلامت علیخان۔ حکیم باقر علیخان۔
حکیم مرتضی خان۔ حکیم عباس علیخان۔ حکیم یادگار علیخان۔ میر باقر۔ عافیت طلب خان۔
حکیم لطف حسین خان۔ اکبر حسین خان۔ حکیم محمد تقی۔ جامع معقول و منقول مولوی
ابوتراب۔ مولوی محمد حسین۔ مولوی غلام حسین۔ ملا محمد فائض کاشانی۔ حاجی ملا محمد علی سقا۔
میرزا محمد طاہر۔ حسین علیخان آیما۔ حافظ تاج الدین مشتاق۔ ذوالفقار علیخان صفا۔
میر عنایت علی۔ خواجہ ہمت علیخان ہمت۔ مرزا عابد علی بیگ خان ظہور۔ غلام ضامن اکرم
میر مفتون اور مشہور شاعر شاہ نصیر دہلوی وغیرہ وغیرہ اُنکے گرد جمع تھے۔ مہاراجہ ہر ایک
اہل کمال کے ساتھ عزت کے ساتھ پیش آتے تھے جسکی وجہ سے دُور و دراز ممالک
کے ذی کمال حضرات علما۔ شعرا۔ حکما۔ فقرا وغیرہ جوق جوق چلے آتے تھے اور مہاراجہ
بہادر کے فیض سے بہرہ مند ہوتے تھے بلکہ یون کہنا چاہیے کہ مہاراجہ نے اپنی
دولت کا کثیر حصہ اہل کمال کی قدردانی مین صرف کردیا جسنے اُنکو زندہ جاوید کے مرتبے

پر پہونچا دیا۔

علمی صحبت

مہاراجہ موصوف کا یہ معمول تھا کہ وہ ہر رات کئی گھنٹے اہلِ علم کی صحبت مین نشست فرماتے تھے اور علمی مسائل پر گفتگو رہتی تھی۔ شعر و سخن کا چرچا اکثر ہوتا تھا اور تصوف کے مسائل بیشتر پیش رہتے تھے۔

مہاراجہ کا کلام دیکھہ کر اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ اُنکی طبیعت پر تصوف کا گہرا رنگ چھایا ہوا تھا اور وہ واحدِ حقیقی کی معرفت نامہ سے بہرہ اندوز اور پکے موحد تھے۔

فیاضی

خلاقِ عالم نے جسوقت مہاراجہ بہادر کا مادۂ جسمانی و روحانی بنایا تھا اُس وقت فیاضی کا جوہر بھی علی وجہ الکمال ودیعت فرمایا تھا جس نے ابتدا ہی سے اپنی چمک دمک دکھا کر دنیا کی آنکھین خیرہ کر دین۔ حاتم کی فیاضی اگر ایک قصہ ہے تو مہاراجہ چندو لعل کی سخاوت چشمدید واقعہ ہے۔

جو لوگ مہاراجہ چندو لعل کے ابتدائی حالات سے واقف تھے وہ خوب جانتے تھے کہ ایک دن یہ شخص اپنی سخاوت سے حاتم کے نام کو زندہ کر کے دنیا کو دکھا دیگا۔

چنانچہ اُنکے سنِ طفولیت کا یہ حال مشہورِ آفاق ہے کہ جب اُنکے والدِ ماجد نے انتقال کیا اور اُنکی عمر اسوقت دس برس کی تھی اُنکے مربی اور چچا رائے نانک رام اُنکو اور اپنے بیٹے لکھپت رام کو ایک ایک روپیہ ماہوار میوہ خوری کے لیے دیا کرتے تھے۔ لکھپت رام تو اپنے خرچ مین لاتے تھے مگر راجہ چندولعل اس روپیہ کو فقرا اور حاجتمندون پر تقسیم کر دیتے تھے لوگ ان کی اس حرکت پر ہنستے تھے مگر انکا دل تو سخاوت کی لذت سے آشنا تھا۔ جو مزہ انکو محتاج اور غریب مسافر لوگون کی پرورش مین آتا تھا ذاتی آرام و آسایش مین اسقدر لطف نہین ملتا تھا۔ وہ آگاہ تھے کہ اپنے امثال و اقران پر گوے سبقت لیجانے اور قلوبِ عالم کو مسخر کر لینے کا ذریعہ صرف حاجت روائی اور فیاضی ہے جس سے خلقِ خدا کی خوشنودی حاصل ہونے کے سوا خداے برتر کی رضا حاصل ہوتی ہے۔ کیونکہ ایک بڑے عالمِ دین کا قول ہے کہ خدا کی رضامندی اگر حاصل کرنا چاہو تو خلقِ خدا کی خوشنودی حاصل کرو۔ الغرض مہاراجہ چندولعل کے خمیر مین سخاوت پڑی ہوئی تھی۔ جسوقت راجہ نانک رام نے انکی اس بے نظیر خداترسی کی خبر پائی۔ تو اپنے بھتیجے کو اور زیادہ عزت سے دیکھنے لگے اور ایک روپیہ ان کی میوہ خوری مین اور اضافہ کر دیا۔ ناظرین کیا آپ سمجھتے ہین کہ چندولعل سا فیاض شخص اس ایک روپیہ کو اپنے

ذاتی صرف مین لاتا ہوگا۔ نہین نہین بلکہ وہ بھی حاجتمندونکو دیدیا کرتا تھا۔ اور اسکے عوض مین غریب دلون سے نکلی ہوئی دعائین جنہین تیر بیخطا کہنا چاہیے حاصل کرلیتا تھا جنکی برکت سے آخرکار چندولعل نے اعلے سے اعلے مرتبہ حاصل کرلیا۔

سخاوت کا دوسرا نظارہ

جب مہاراجہ چندولعل منڈی کی محرری پر مقرر ہوے ہین ایک ملازم بستہ لیے ہوے ساتھہ رہتا ہے اور یہ دن بھر اپنے کام مین مصروف رہتے ہین شام کو جب کام سے فراغت کے بعد مکان کو روانہ ہوتے ہین تو دن بھر کی محنت سے جو کچھہ انکو ملتا ہے وہ راستے بھر تقسیم کرتے جاتے ہین اور جب گھر پہنچتے ہین تو ان کے پاس ایک کوڑی بھی نہین بچتی۔

چندولعل کی اس ابتدائی خیروخیرات نے انکو شہر کے تمام گلی کوچون مین نہایت مشہور کردیا اور کوئی شخص ایسا نہ رہا جو چندولعل کے نام سے ناواقف ہو۔ یہی شہرت اسکا باعث ہوئی کہ انکو ہیلی کا کام ملا اور پہلے اگر یہ ایک حصہ خیرات کرتے تھے تو اب دس گنا دینے لگے۔ اسمین کچھ شبہہ نہین کیا جاسکتا کہ ان کی ترقی و نیکنامی کی

اصلی وجہ انکی خلقی سخاوت تھی جس نے انکو دنیا مین ہر دلعزیز بنا دیا اور عالی مرتبے پر پہونچا دیا۔ غیر جگہ سے آئے مسافر اور غربا کے لیے ان کا دستِ کرم ہر وقت بڑھا رہتا تھا اور ہر ایک آنیوالا اُنکے خوانِ نعمت سے سرفراز ہوتا تھا۔

شاعری

مہاراجہ کی شاعری کی نسبت مین کہہ چکا ہون کہ اُنکا کلام اُنکے خیالات اور جذبات کا آئنہ ہے۔ شاعرانہ محاسن و فصاحت و بلاغت پر اُنکو نظر نہ تھی مقصود محض اپنے مذاقِ طبیعت کو ظاہر کرنا تھا دیکھنے سے معلوم ہوجاتا ہی کہ اُنہون نے اپنے خیالات کو بہت سادہ طور سے موزون کردیا ہے جو دلمین تھا وہ زبان پر آگیا ہے۔ الفاظ کیسے ہی ہون بندش چُست ہو یا نہو مگر مرکوزِ خاطر ادا ہوجائے یہی انکی شاعری کی غایت ہے۔ اسپر بھی صدہا شعر نہایت صاف اور بیساختہ نکل گئے ہین جن پر تیر بہدف ہونے کا اطلاق ہو سکتا ہے۔ مثلاً۔

کیسکے پڑکی گلے دل کو ہار ہو رہنا — بنے تو پھول بنے ورنہ خار ہو رہنا

بغیر یارِ حقیقی کسی سے کیا ہی غرض — اُسیکے عشق مین بے اختیار ہو رہنا

ٹک تبسم سے یار بُو لو تم — غنچۂ دل کی گانٹھ کھو لو تم
آپ سے کیا عزیز ہے ہم کو — دل تو دیتے ہین اور جو لو تم

گانٹھ کا لفظ گو ثقیل ہے لیکن اس حسن سے بندہ گیا ہے کہ ذرا بھی بدمنا نہین معلوم ہوتا۔ دوسرے شعر مین "اور جو لو تم" کیا مزہ دے رہا ہے۔

جسوقت اشارہ وہ کیا جان گئے ہم — منشا تھا کہ قربان ہو قربان گئے ہم

"وہ کیا" سے مراد "اُس نے کیا" ہے۔ یہ اُسوقت کی زبان ہے۔

انیلا ہون نہین کچھ جانتا ہون — مگر ہان اک تجھے پہچانتا ہون
ہزارون رنگ سے جلوہ گری ہے — تجھے اے عشوہ گر مین مانتا ہون

لپٹ صنم کے گلے سے عجب مین دوش رہا — نہ مجھ مین حال رہا اور نہ مجھ مین ہوش رہا
گئے وہ دن کہ وہ رہتا تھا صورت سیماب — ملاقاتون کو شادان بہت خموش رہا

انصاف سے دیکھیے تو یہ معمولی شعر نہین ہین۔ عشق و محبت کا دفتر ہین۔ اس رنگ کی پُر اثر اشعار صاف و شستہ بندشون کے دیوان مین بکثرت نظر آتے ہین۔

تمام کلیات کو اول سے آخر تک دیکھہ جایئے تصوف کا رنگ آپ غالب

پائین گے۔ مہاراج کی شاعری دیکھنے کے بعد یہ کوئی مشکل سے کہیگا کہ وہ موحد اور صوفی نہ تھے یا اُنکا مذہب صلح کل نہ تھا۔

فقرا اور متصوفین کے کلام مین کہین کہین غیر مذاق کا رنگ بھی آجاتا ہے اِلّا مہاراجہ چند ولعل ہی کا کلام ہے جسمین کسی جگہ اپنے مذاق کا پہلو نہین چھوٹا یہ کمال استغراق اور والہیت کی دلیل ہے اور دراصل وہ تصوف کے نشے مین ہمہ تن مستغرق اور چُور تھے۔ عشقِ حقیقی کو اُنہون نے اشعار مین کہلم کہلا ظاہر کردیا ہے اور یہ اُنکا ایک اضطراری فعل تھا جو غلبۂ شوق سے ہوا کرتا ہے۔

تصوف کے اشعار سے چونکہ کلیات بھرا پڑا ہے اِسلیے مین اُن کی نقل یہان نہین کرسکتا اور نہ حاجت ہے دو ایک شعر پر اکتفا کرتا ہون۔

تلاشِ یار مین اِسطرح گم درخود ہوا ہون مین — کہ اکثر ڈھونڈتا ہون پر نہین ملتا سُراغ اپنا

ساقی جو ہو وے یارِ حقیقی ترا مدام — پھر ہے تجھے حلال یہ مینا شراب کا

لگن لگی ہے ہماری تو ایک دلبر سے — رہے رہے نہ رہے اب ہزار سر اخلاص

شادان ترے گلے سے لپٹکر سدا رہا یہ کام تو کیا ہے بڑے ہوشیار کا

بے رنگ نہو رنگ مین دلدار کے ملجا جو رنگ رچائے وہ اُسی رنگ مین تو رچ

سمجھی ہین تمہاری ہمنے رمزین جو تمنے کیا کیا وہ اچھا

مہراج کی گویائی بتاتی ہے کہ اُنہون نے سلوک مین باقاعدہ قدم رکھا تھا اور اچھے اچھے فقرا کی صحبت پائی تھی - چنانچہ ایک جگہ فرماتے ہین -

بات کہنے کی نہین شادان مین اسکو کیا کہون
نور طالع تھا کہ ہم سے آکے کامل ملگئے

اس مسئلے کو کہ مرشد کے بغیر کچھ نہین ہو سکتا وہ ان الفاظ مین ادا کرتے ہین کہ

کیمیا گر سے کہدے ای شادان کردے وہ میری دل کو مس سے طلا

حضرات صوفیہ رحمہم اللہ کا قول ہے کہ سالک کے دل سے خطرات ماسوی دور کرنیوالا

اگر کوئی خیال ہے تو وہ رابطۂ مرشد ہے۔ مہراج اسکو یون کہتے ہین۔

یہی ہے راہ ملنے کی خدا سے　　بجز مرشد نہو راہِ خطر بند

سلوک مین قبض و بسط لازم ہے۔ کبھی قبض کی حالت مین سالک کی ہمت پست ہو جاتی ہے۔ چاہیے کہ اُسوقت بد دل نہو اور ہمت کو بلند رکھے۔ کشودِ کار بلند ہمتی پر منحصر ہے۔ اس موقع کے مضمون مہراج کے کلام مین اکثر نظر آتے ہین۔ ایک شعر یہ ہے۔

اُسکا ملنا گرچہ مشکل ہے مگر ممکن تو ہے

تو اُسے مت چھوڑ ہرگز یار مشکل دیکھکر

یہ بات کہ جسکو فنائے نفس حاصل ہو گئی ہے اُسکو اہلِ دنیا کا اختلاط ضرر نہین کرتا ایک نئی تشبیہ کے ساتھ بتائی ہے۔

اولیا رہتے ہین دنیا مین مُنزہ اسطرح　　جسطرح طینت نہ بدلے اپنی روغن آب مین

فقر مین کرامت کوئی چیز نہین بلکہ ایک طرح کا نقص ہے۔ اسکو بھی مہراج نے کہا ہے۔

ہے عیب فقیرون کے لیے شوقِ کرامات

مت پوچھ کسی سے تو کرامات کسیکی

ارباب حال مین دو قسم کے فقیر ہوتے ہین ایک وہ ہین کہ عند الحاجۃ اللہ سبحانہ تعالے

سے کوئی چیز طلب نہین کرتے وہ کہتے ہین کہ ہماری حاجت سے جبکہ قاضی الحاجات آگاہ ہے تو مانگنے کی ضرورت کیا ہے اور دوسرا طبقہ کہتا ہے کہ وہ آگاہ سہی مگر بندی کی شان یہی ہے کہ عاجزی سے اپنے مالک کے سامنے ہاتھ پھیلاتا رہے۔ ہمارے مہراج انہین فقرا کی روش پر چلنے والے تھے۔ کہتے ہین۔

کبھی تو رحم آجائے گا اسکو ۔۔۔ نہ غافل ہو خوشامد سے دعا سے

غرض اس طرح کے صدہا مسائل سلوک کے شاوان مرحوم نے بیان کیے ہین اہل بصیرت دیکھ سکتے ہین۔

چونکہ سخاوت مہراج کی گھٹی مین پڑی تھی لہذا اس مضمون سے اُنکا کلام کیونکر خالی رہتا کُلّ اناءٍ یترشح بما فیہ۔

دینے والے کو بجز داد و دہش کب چین ہی ۔۔۔ خوش بہت ہوتا ہی جسدم اسکو سائل ملگئے

حق یہ ہے کہ دینے والے کو لینے والے کی تلاش رہتی ہے اور یہ خاص صفت دادار کردگار کی ہے جسکا پرتو خاص ہی لوگون پر پڑتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسی ہمت سب اہل نعمت کو عطا فرمائے۔

یہ ہے قول شاوان کا رو ستو کہ خدا کے نام پہ دیجیو۔

جو سوائے راہ خدا دیا وہ دیا تو کیا دیا نہ دیا تو کیا

داتا ہے تو ہی سب کا ہر اک ہی ترا منگتا
کرتا ہے وہی بخشش دی تو نے جسے ہمت

مانگیے شاہ دان خدا سے ہر گھڑی دیوے گا وہ تاکہ اپنے ہاتھ سے ہو خلق پر پہر بار فیض

جو ہی بے فیض اُسکو کیا کہون مین وہ اس گلشن مین نخلِ بے ثمر ہے

کام اپنا آپ اپنے ہی ہاتھون سنوار لو دو ایک راہِ حق مین تو سو سو ہزار لو

مہراج کی داد و دہش ایسی تھی کہ جو ہاتھ آتا صرف ہو جاتا۔ خزانہ ہمیشہ خالی رہتا تھا جو وقت دینے کا موقع آتا اور پاس کچھ نہ ہوتا اُس وقت اُن پر عجیب حالت طاری ہوتی تھی۔ ایک عید کے موقع پر کس دل سے فرماتے ہین۔

تجھسے میرا سوال ہے یارب عید آئی ہے کچھ تو خرچ دلا

کلیاسد دیکھنے سے اسکا بھی ثبوت ہوتا ہے کہ مہاراج اپنے آقائے نامدار

سلطانِ دکن حضرت سکندر جاہ طاب ثراہ کے جان نثار و والہ و شیدا تھے شاید
کوئی صفحہ ایسا نکلے جس مین بادشاہ کا ذکر خیر نہ آیا ہو کثرت سے مدح کے اشعار کہے ہین
ناظرین ملاحظہ فرمائین گے - مین چند شعر پر اکتفا کرتا ہون -

دل مین اپنے تو سدا شاد رہا کر شادان کیا تجھے خوف کہ ہے شاہِ سکندر اپنا

جسکا ہے نام شام سے لے روم تا عجم ایسا ہے بادشاہ ہمارے دکن کی بیچ
شادان ہر ایک ملک سے آتی ہے خلق یان ہے کسطرح کی سیر ہمارے وطن کی بیچ

سکندر شاہ با اقبال و اجلال رہے یارب سدا ملکِ دکن مین
اُسیکا ہو کے تخت دون سبکو شادان یہی آتی ہے ہر دم میری مَن مین

سکندر سا نہ دیکھا ہمنے سلطان جہان کو کر رکھا ہے جس نے بُستان

شہ دکن کو مبارک ہزار سالگرہ خوشی سے آتی رہے بار بار سالگرہ

مثالِ سدِ سکندر شہِ سکندر کی　　رہے جہان مین سدا اُستوار سا لگرہ

الحاصل مہراج کی شاعری مثل دیگر شعرا کے خیالی نہین ہے - حمدِ الٰہی - مدحِ شاہی حقیقی محبت اخلاق وحکمت کے سوا اُنکے کلام مین اور کچھ نہین پایا جاتا -

اب مین چند شعر اخلاقی مضامین کے اس جگہ لکھکر دیباچہ کو ختم کرتا ہون -

نہ اسکی ہے ہوس بہتر نہ اُسکی ہے ہوس بہتر
جو اُسکی یاد مین گزرے وہی ہے اک نفس بہتر

جو کرتا ہے محنت وہ پاتا ہی راحت　　جو نپسے ہے آٹا وہی چھانتا ہے

زوال اُسکو کبھی ہوتا نہین ہے　　اُٹھے جو یاد مین اُسکی سحر سے

مثل ہے صبر ہی کنجی فلاح کی یارو　　نہین ہے وصفِ بشر بیقرار ہو رونا

لالچ ہے بُری چیز خبردار ہو شادان　　جان اپنی گنوائی ہے مگس میٹھی کی لالچ

کیا کر مشورے سے کام ای یار　　اگرچہ ہووے تیری راے عالی

اگر شہرت کی خواہش ہی ہنر کیجی تو حاصل ہو　　ثمر کے واسطے پیدا شجر کیجے تو حاصل ہو

محبت ظاہری باتون سی گر کیجے نہین ہوتی　　اگر دلمین کیسکے آپ گھر کیجے تو حاصل ہو

تجھے یہ بات کہتا ہون سمجھ اور بوجھ ای شادان　　مشقت اُسکے ملنے مین اگر کیجے تو حاصل ہو

شاد عفی عنہ

ان من الشعر لحکمة وان من البیان لسحرا

الحمد للہ والمنۃ کہ این یوسفِ مصرِ معانی شاہد رعنای سخندانی نگارستان
صورِ خیال بہارستانِ سحرِ حلال نسخۂ فصاحت عنوان صحیفۂ بلاغت نشان یعنی

دیوان شادان

نتیجۂ افکارِ گہربارِ عالیجناب معلی القاب راجہ راجایان مہاراجہ چندو لعل بہادر
وزیرِ اعظمِ دولتِ آصفیہ المتخلص بہ شادان مرحوم

در محبوب بریس حیدرآباد دکن جلوۂ ظہور نمود

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ردیف الف

بندہ ہون دل و جان سے مین اپنے صنم کا[1]
سایہ ہے مرے سر پہ تو اُسکے ہی قدم کا

خورشید مین ہے نور تری مہر و عطا سے
یہ وجہ ہے ہر ذرّہ جو خورشید سے چمکا

مغرور ہے تو جنسِ عبادت پہ ولیکن
انصاف سے دیکھے تو نہین مال درم کا

لکھا جو گیا روزِ ازل مٹ نہین سکتا
کیا وصف لکھے کوئی بھلا لوح و قلم کا

کیون صلح مین رکھون نہ قدم جنگ کو اب چھوڑ[2]
عقدہ ہے کھلا دل پہ مرے دیر و حرم کا

[1] کا لفظ عطف و اضافت اعلان نون کو وقت جائز سمجھا جاتا تھا۔ اب متروک ہے ۱۲

[2] چھوڑ کر دیکھکر کی جگہ چھوڑ دیکھکر مستعمل کرتے تھے۔ سو سلیس کے زمانے سے متروک ہو گیا۔ ۱۲

خالق نے کیا احمد و حیدرؓ کو شہنشاہ — ہر ایک ہے سرتاج عرب اور عجم کا

شادان ہون اسیواسطے مین صبح سے تا شام
بندی کو بھروسہ ہے ترے فضل و کرم کا

جب غنچے نے سر اپنا گریبان سے نکالا — بلبل نے قدم پھر نہ گلستان سے نکالا
صانع نے خطِ لب جو زمرد سا کیا سبز — کیا رنگ نیا لعلِ بدخشان سے نکالا
موتی کی لڑی مین کہون یا پھول تہ جھڑتے — جب بات کو اُس نے لبِ خندان سے نکالا
صوفی کو عطا جس نے کیا مذہبِ صافی — نخوت کو اُسی نے سرِ رندان سے نکالا
کیا پیچ پڑا تہا دلِ عاشق پہ کہون کیا — شانے کو جو شب کاکلِ پیچان سے نکالا
وہ ہار ترا ہو کے گلے ہی مین پڑے گا — گو ہاتھ کو عاشق کے تو دامان سے نکالا

نازان ہین اسی بات پہ عشاق کہ شادان
دلکو نہ کبھو چاہِ زنخدان سے نکالا

دل سے ہون دائم فدا اُس صاحبِ مقدور کا — اک جہان مشتاق ہے جس ناظر و منظور کا
ہر بہانے رزق دیتا ہے وہ ہر ہر فرد کو — ہے وہ رزاق آدم و حیوان و مار و مور کا
ہاتھ سے اُس مہ کے جب تک ہو نہ دورِ آفتاب — اے فلک کیا لطف بارش مین شبِ دیجور کا

لہ نے علامتِ فاعل پہلا حذف کی جاتی تھی اب ناجائز ہے

لہ بتقلید اہلِ فارس موسیٰ قافیہ چور تو کے ساتھ لایا گیا ہے ایسا بعض متوسطین کے کلام مین بھی پایا جاتا ہے

لہ فصحائے متاخرین کے یہان نہین ہے

لیگیا ہے ہاتھ سے دل اب مین اسکو کیا کہون
جان و دل سے ہون فدا اُس دلبر مغرور کا

خونِ عاشق ہاتھ مین ملتا ہی مہندی کی جگہ
کیون نہ مین اُس شوخ کے قائل ہون اُس ستور کا

کیون نہ ہو مشہور عالم ہو جو مقبولِ خدا
عاشقون مین کس طرح سے ذکر ہے منصور کا

میر و مرزا اس زمین مین گرچہ **شادان** کہہ گئے
پر ہے دل مشتاق تیرے مطلعِ مشہور کا

چہرہ اُس کا کیا کہون مین ہے وہ شعلہ نور کا
مین تو ہون عاشق اُسی معشوقِ رشکِ حور کا

نور تھا یا شعلہ تھا یا برق یا خورشید تھا
کچھ تو اے موسیٰ کہو کیا تھا وہ جلوہ طور کا

نحنُ اقرب کہہ گئے قرآن کی آیت جبرئیل
ہے ترے نزدیک اندیشہ نکر تو دور کا

جسکے پیتے ہی سرور آنکھون مین اپنی آگیا
جُرعہ کش مین رند ہون اُس بادۂ انگور کا

خوش نہین آتا ہے مجکو راگ سُننا غیر سے
کان مین نغمہ بھرا ہے بس اُسی طنبور کا

پا بگل ہے سرو جسکی خوشخرامی دیکھکر
مین دوانہ[۱] ہون اُسی کی نرگسِ مخمور کا

اُسکے آنے کی خبر سُن[۲] کیون نہ **شادان** شاد ہو
آج ہے کچھ اور ہی عالم دلِ مسرور کا

اے زہے قدرت کہ پتھر لعلِ احمر بن گیا
قطرۂ نیسان صدف مین آکے گوہر بنگیا

۱ دیوانہ کی جگہ دوانہ اسوقت لغو ہوگیا تھا اب نہین ہوتا ۱۲
۲ یعنی سُنکر ۱۲

اک نگاہ عاشقان تاثیر رکھتی ہے عجب
جو ملا پارس سے آہن بس وہین زر بنگیا

ہو فقیری یا کہ شاہی سب ہین یہ قدرت کے کھیل
بوریا اک جا تو اک جا تخت و افسر بنگیا

کب زمین و آسمان تھے ہو کا اک میدان تھا
کُن کے فرمانے سے خالق کی عجب گھر بنگیا

دیکھ شاداں اک نگاہ لطف کا کیا فیض ہے
جو کہ بدتر تھا سو اک لمحہ مین بہتر بنگیا

صبح کو جو کچھ وہ کہتا تھا سراسر لاف تھا
کیون نہ آیا رات کو گر دل مین ہمسے صاف تھا

کب نظر کرتا تھا غیرون پر وہ عاشق کی سوا
دیکھتا تھا مُنہ اُس آئینے مین جو شفاف تھا

کیون نہ مہر و ماہ اُسکے حُسن سے ہون[۱] خجل
شہرہ اُسکے حسن کا[۲] قاف سے تا قاف تھا

ہر کسی کو کس طرح معلوم ہو کھوٹا کھرا
جسنے پرکھا نقرۂ خالص کو وہ صرّاف تھا

یاد کرتے ہی اُسے پہلو مین پایا دوستو
جب نظر کی ہمنے وہ بت بر سر الطاف تھا

دیکھ[۳] شاداں اُسکی[۴] بندگی کو اور غلامی کی طرف
حال پر شاداں کے صاحب سر الطاف تھا

جلوہ گر تھا ہر جگہ کعبہ تھا یا بتخانہ تھا
گھر ہزارون تھے مگر وہ ایک صاحب خانہ[۵] تھا

یار کی سنکر حکایت محو در خود ہو گئے
رات جو ہمنے سُنا وہ کیا بھلا افسانہ تھا

---

۱ آوین - دیوین - آوے جاوے - یہ سب استعمالات متقدمین کے ہین ۱۲
۲ یعنی بیسکر ۱۲
۳ یعنی دیکھکر ۱۲
۴ بتخانہ اور صاحب خانہ مین ایطا ظاہر ہے اسلیے کہ خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ نے بھی باندھا ہے ۱۲
۵ یہ بھی ہمارے تخلص مین ہے اور ہمارا بتخانہ تھا
تو ہی صاحب خانہ تھا
بعض لوگ اس تاویل سے کہ صاحب خانہ یعنی عالم کی صورت اسکو بتاتے ہین اسکو جائز قرار دیتے ہین مگر متقدمین اسکے جواز کے قائل نہین ۱۲

اب تجھے نفرت ہے مجھسے وہ زمانہ یاد ہے
ہاتھ میرا کاکلِ پیچان کا تیری شانہ تھا

ذکر پروانون کا کیا ہے جو حسین تنہا بزم مین
شمع رو پر رات کو سو جان سے پروانہ تھا

رات کو کیا خوب گزری پیتے پیتے ہی ہمین
اسطرف مین اُس طرف وہ بیچ مین پیمانہ تھا

مزرعِ عقبےٰ جو دنیا کو کہا ہے ٹھیک ہے
بڑھکے خرمن ہوگیا وہ جو یہان اک دانہ تھا

کیا محبت ہے ہمارے اور اُسکے دیکھیو
اُس سے ہم لپٹے ہوے تھے وہ کبھی بیگانہ تھا

مت کہو دیوانہ اُسکو مت بنو دیوانے تم
وہ بڑا فرزانہ تھا جو یار پر دیوانہ تھا

دیکھ[1] اُسکو اسطرح شاداں نہوتا شاد کیون
شاہ میرا تخت پر زیبندہ کیا شاہانہ تھا

ہے گلستان مین کہان کوئی غزلخوان ایسا
لکھ سکے کون کہ تو ہیگا[2] سخندان ایسا

ڈھونڈتا لاکھ پھرے مشعلِ مہ ہاتھ مین[3] لے
ہے کہان چرخ پہ خورشیدِ درخشان ایسا

شوخ ہے ناز بھرا حُسن دوبالا[4] تسپر
کوئی تبلا ہے بھلا طفلِ دبستان ایسا

حسنِ قامت کا بیان ہو کہ نزاکت اُسکی
ہے گلستان مین بھلا سروِ خرامان ایسا

نہین دیکھا ہے کہین اور نہ سُنا ہے ہمنے
کیون نہ حیران رہین دیکھکے جانان ایسا

اُسکی شوخی پہ نہ دل کیونکہ تصدق ہووے[5]
شوخ و چالاک دکھادے کوئی شاداں ایسا

[1] یعنی دیکھکر
[2] ہیگا یہی ہے بہت قدیم زبان ہے ۱۲
[3] یعنی لیکر ۱۲
[4] تسپر کی جا لب اُسپر کہتے ہین ۱۲
[5] کیونکر کی جا کیونکہ دلی مین اب بھی بولتے ہین ۔ اگر کلام داغ مین نہین ہے ۔ اور ارباب لکھنو ہمیشہ اسکے تارک ہین ۱۲

چین کسطرح سے ہو چھوڑ[۵۱] بھلا درا اپنا — بھول جاتا ہے مسافر بھی کہین گھر اپنا

ہین جدائی مین بہت گرچہ بکھیڑے یارو — دلکو ہوتی ہے خوشی جب ملے دلبر اپنا

خال اُس شوخ کے عارض کا ہوا دانۂ دام — دل پھنسا رہتا ہے اُس زلف مین اکثر اپنا

جو دل آزار ہمارا تہا زہے جذبۂ عشق — وہ دل آرام ہوا ابتو مقرر اپنا

ہم سمجھتے ہین تجھے پیرِ طریقت ای عشق — راہ بھولین نہ کبھی تو جو ہو رہبر اپنا

بے بہا دل ہے ترا مول کوئی کیا لیگا — رکھہ چھپا مثلِ صدف سینے مین گوہر اپنا

دل مین اپنے تو سدا شاد رہا کر شادان
کیا تجھے خوف کہ ہے شاہِ سکندر اپنا

سب جو ے محو اُسے دیکھہ[۵۲] جدہر سے نکلا — تھے تعجب مین کہ یہ چاند کدہر سے نکلا

حسن اُسکا مین کہون یا کہ ملاحت اُسکی — پڑ گیا شور مرا یار جو گھر سے نکلا

کیا ہوا ہے وہ کہان ڈہونڈو تو لوگو اُسکو — ڈہونڈہتے پھرتے ہین ہم ہی وہ سحر سے نکلا

حسنِ اخلاق سے ہے قدر بشر دنیا مین — پھر گہر کیا ہے وہ جب آب[۵۳] گہر سے نکلا

ہے خردمند وہی جو کہ ہنر کو سیکھے — بے ہنر صحبتِ ارباب ہنر سے نکلا

ہے مسلم کہ نہین کہہ تو سمجھہ کر شادان — نور اُس یار کا خورشید و قمر سے نکلا

۵۱ یعنی چھوڑ کر ۱۲
۵۲ یعنی دیکھکر ۱۲
۵۳ آب پانی کے معنی مین مذکر ہے مگر ہم کی اکثر گفتگو مین مؤنث مستعمل ہے ۱۲

دہنِ زخم جو خندان نہوا تھا سو ہوا
اب تلک عشق نمایان نہوا تھا سو ہوا

آنکھ میری جو ترے ساتھ لگی رہتی ہے
بدگمان مجھسے ہر انسان نہوا تھا سو ہوا

لوگ کرتے ہین جو بدنام بھلا کرنے دے
تجھسے اور مجھسے مری جان نہوا تھا سو ہوا

آرزو مجکو اسی دن کی جو تھی بر آئی
شوخ گھر مین مرے مہمان نہوا تھا سو ہوا

یار کے آنے کی تاثیر عجائب دیکھی
جو کبھو دشت گلستان نہوا تھا سو ہوا

دِل مرا لیکے جواب دلمین رکھا اپنے چھپا
تجھسے اے شمع شبستان نہوا تھا سو ہوا

عشق چھپتا ہی نہین لاکھ رکھو پردے مین
کبھی بدنام جو **شادان** نہوا تھا سو ہوا

اس جھمکڑے سے مرے سامنے محبوب ہوا
جسکے آنے سے زمانے مین اک آشوب ہوا

چاہتا ہے جو مجھے سب سے زیادہ دل سے
اسی باعث سے وہ پیارا مجھے مرغوب ہوا

کب مرے عشق سے نسبت ہی میان مجنونکو
دیکھہ معشوق مرے عشق کو محجوب ہوا

آفرین اُسکو محبت کی بنا جس سے ہوئی
کیا پسندیدہ زمانے مین یہ اسلوب ہوا

مین نہ کہتا تھا تمہین یار ادھر ٹک دیکھو
ترچھی نظرون سے مجھے دیکھنا کیا خوب ہوا

شوق نے مجھسے کہا اُڑکے پہونچ اب تو بھی
لے کبوتر جو روانہ مرا مکتوب ہوا

۱؎ یعنی دیکھکر ۱۲
۲؎ ٹک نہیں ہم زبان ہی اب ۱۲ اسے کہتے ہین ۱۲
۳؎ یعنی لیکر ۱۲

یاد اللہ کی کرتا ہے جہان مین شادان
صوفیون مین وہ اسی واسطے محسوب ہوا

عشق کا تجکو جو دعویٰ ہے تو میدان مین آ
اپنی بیگانہ روی چھوڑ کے پہچان مین آ

جہل اور عجب و تکبر تو نہین ہینگے بہلے
بن نہ حیوان ذرا خصلتِ انسان مین آ

چمنستان مین عجب رنگ کے گل پھولے ہین
سبزہ و سرو و سمن دیکھنے بستان مین آ

ساقی و مطرب و مے جام و سبو سب کچھ ہے
گلبدن نام ہے تیرا تو گلستان مین آ

پھول سے تو ہے سبک بلکہ صبا سے نازک
مین چھپالون گا تجھے آ مرے دامان مین آ

چھپ کے آتا ہے صنم تیرا تجھے دون[۱] ہون نوید
کہہ گیا پیکِ صبا آج مرے کان مین آ

چاہتا ہے تجھے اور تجھپہ فدا ہوتا ہے
جانِ من دیر نہ کر مجلسِ شادان مین آ

کیا مزہ رات کو وہ شوخِ دلارام کیا
زلف کے دام سے اس دلکو مری رام کیا

اسطرح دیر نہ ملنے مین کبھو کیجیے گا
وعدہ صبح تھا کیون قصد سرِ شام کیا

یاد کرتے تجھے دل سے نہ بھولین گے اسے
دل ہمارا جو لیا تو نے عجب کام کیا

اپنے عاشق کو جو اسطرح سے معشوق کہا
تو نے تو اپنے تئین[۲] صفت مین بدنام کیا

۱ یعنی دیتا ہون۔ اسیطرح دیکھتا ہو رشتے کی جگہ دیکھے ہے۔ مرزا سے انسوق کہا اکثر شیشتہ اور استعمال دہلی مین ذوق و غالب تک اہل لکھنؤ مین ناسخ کے وقت سے ہوا

۲ تئین ہی لکھنؤ مین ہے

کیا کیا کام گل اندام نے کل مستی مین
ہاتھ مین شیشۂ مے لیکے جو پرجام کیا

مست کو اور بھی بدمست بنایا تو نے
عالمِ نشۂ مین شادان سے جو پیغام کیا

ذکر تیرا تھا یہان غیر کا مذکور نہ تھا
تو ہی تھا بدِ نظر دوسرا منظور نہ تھا

دیکھہ[۱] محفل مین ہر اک آنکھہ جھپک جاتی تھی
تیرا ہی نور تھا وہ اور کوئی نور نہ تھا

دیکھہ کر آیۂ قرآن کو ہوئی آگاہی
ہم تو سمجھے تھے تجھے دور[۲] پہ تو دور نہ تھا

انبیا ہون کہ ملک سب ہین یہان درماندہ
کرتے کیا حمد و ثنا تیری کہ مقدور نہ تھا

مثلِ خورشید کے چھایا تھا اُسی کا جلوہ
کوئی جا ایسی نہین تھی کہ وہ مشہور نہ تھا

تو جو دستور نکالا سو وہی ہے دستور
وہ کیا تو ہی نے دستور جو دستور نہ تھا

چشمِ مخمور ہی بھاتی تھی تری شادان کو
مے نہ دی تو نے تو کیا نشۂ مین وہ چور نہ تھا

اپنے معشوق سے ہم جوش مین آ[۳]
کب سے کہتے ہین کہ آغوش مین آ

پردۂ چشم اُٹھا دیکھہ ادھر
اتنا بیہوش نہ ہو ہوش مین آ

اپنے مطلب کی سبھی ای پیارے
بات کہتے ہین ترے گوش مین آ

[۱] یعنی دیکھہ کر
[۲] پر یعنی لیکن
[۳] کسی جگہ پر کہن
استوقت کا استقبال
ہے اب تو ترک ہے
[۱۲] یعنی اگر

گر تو عاشق ہے تو جسطرح سے بنے
محفلِ سرد قبا پوش مین آ

یاد رکھہ تجھسے کہے ہے شادان
اپنے سے تو نہ فراموش مین آ

تیرے ہی یاد کرنے کی خاطر یہ دل بنا
دل سے جگر بھی اسکے سبب متصل بنا

ہو دیگا دل سپند میرا اُسکو دیکھہ کر
نقاش اُس نگار کے چہرے پہ تل بنا

ہر چیز اپنی اصل سے ہوتی نہین جُدا
کوزہ اگر شکستہ ہوا گل کا گل بنا

کرتا نہین ہے بات صفائی کی سنگدل
سینہ یہ سخت ہیگا ترا جیسے سل بنا

شادان ہوئی مکین و مکان کی جو آرزو
دلبر بنا مکین مکان میرا دل بنا

آتا ہے کس ادا سے بتِ نازنین مرا
کرتا ہے مہر و مہ کو خجل ہر جبین مرا

مین اپنے دل پہ کندہ کیا جیسے تیرا نام
کیا نامور ہوا ہے جہان مین نگین مرا

اقرار کرکے اُس سے بدلتا نہین کبھو
کسطرح اُسکو قول نہووے یقین مرا

چھوڑون نہ اُسکو شام سے مین صبحدم تلک
پہلو مین آئے گر وہ بتِ دل نشین مرا

اے دوستو مین کیا کہون کسکی تلاش ہے
مین ڈہونڈتا ہون یار ملے یان کہین مرا

کیا کیجیے بتاؤ بھلا جائیے کہان
اُسکے بغیر دل نہین لگتا کہین مرا

شادان مدام دل مین یہ رکھتا ہے آرزو
آکر ملے گلے سے نگارِ حسین مرا

گو اک زمانہ طالبِ دیر و حرم ہوا
پر دل ہمارا عاشقِ روے صنم ہوا

سو سو طرح سے بات بناؤ تو کچھ نہو
سب بات بن پڑے ہی جب اُسکا کرم ہوا

جو تخم بوئیے تو نہو وے وہ کم کبھی
جسنے دیا ہے راہِ خدا مین نہ کم ہوا

چھوٹا کوئی نہ اس سے گرفتِ اولیا
دامِ بلا جہان مین دام و درم ہوا

تیرے ہی دور کا ہے یہ شاہِ دکن اثر
صحنِ چمن جہان مین باغِ ارم ہوا

دیکھا کبھی نہ چشمِ فلک نے بھی یہ جمال
ابرو ہلال دیکھ کے مجرے کو خم ہوا

شادان یہ بات پچکے نکر صاف صاف کہہ
عاشق جو اُس صنم پہ ہوا محترم ہوا

یون آنکھ مین ہے جلوہ کسی کی نگاہ کا
جیسے نباہ سے ہو جدا نور ماہ کا

فرمان مین جسکے ہین فلک و ماہ و آفتاب
مین ہون غلام اُس شہِ انجم سپاہ کا

مین ہون غریب اور وہ ہے صاحبِ کرم
ہوتا ہے فرق جیسے گدا اور شاہ کا

یعنی پہلے کہ ۱۲ ستمبر آگست ۱۸۷۲ء استعمال خطاب فصحائے اردو کا کیا ہے ۱۲

اپنے صنم کے رہیے گلے سے لپٹ مدام
یہ آرزو ہے شوق نہین عزو جاہ کا

بخشون گا لاکھ تنگ جواہر رہِ خدا
ہو دیگر رہنما جو کوئی اُسکی راہ کا

دشمن کی دشمنی سے نہین کام کچھ ہمین
مذکور سُست کر دکبھی اُس روسیاہ کا

ہر آن ہر زمان ہے تری یاد مین ہیان
شادان اُمیدوار ہے فضلِ الٰہ کا

لب تشنہ کام کیون نہ رہے تیری جام کا
ہمکو مزہ لگا ہے لبِ لعل فام کا

رنگین ہو کے آتا ہے ہولی کے رنگ مین
آنا ترا ہے اسکے عجب دھوم دھام کا

وہ عیش اسکے ہمنے منایا ہے وصل مین
ہوتا ہے ذکر خلق مین عیشِ دوام کا

لیلیٰ میان سلام تم اُس عشقباز کا
جو منتظر کھڑا ہے تمہارے سلام کا

وہ چُلبلا ہے دیکھ کے قاصد کو یہ کہا
سُننا ہمین پسند نہین ہے پیام کا

کرنا وفا تو اپنا سخن بھولنا نہین
وعدہ کیا ہے تو نے جواب ہمسے شام کا

یادِ صنم مین کیونکہ نہ شادان ہو روز و شب
چسکا پڑا ہے اُسکو تو شُربِ مدام کا

ناصح وہ بہت جو رام ہوا تیر کیا گیا
ق
اُس سے مرا پیام ہوا تیرا کیا گیا

گمنام رکھہ نہ حرف تو اب میرے نام پر
میرا جہان مین نام ہوا تیرا کیا گیا

وعدہ غلط سہی مجھے تسکین تو ہوگئی
مطلب جو تھا تمام ہوا تیرا کیا گیا

اے نفس بندگی ہے مری شاق کیون تجھے
مین یار کا غلام ہوا تیرا کیا گیا

کھاتا ہے کیون حسود دل اپنے مین پیچ و تاب
وصل صنم مدام ہوا تیرا کیا گیا

فضل خدا کو دیکھ کے حاسد نہو ملول
شادان جو شاد کام ہوا تیرا کیا گیا

ہوتا چلا ہے اُسپہ یہ عالم شباب کا
خیمہ تنا ہے آب پہ گویا حباب کا

ساقی جو ہووے یارِ حقیقی ترا مدام
پھر ہے تجھے حلال یہ پینا شراب کا

بر وقت یاد آوے اگر بات ہے وہی
کیا خوب ہیگا وقت پہ دینا جواب کا

آتا نظر مین سبکی ہے ذرہ یہ اس سبب
چمکے ہے نور ذرے پر اُس آفتاب کا

دام و درم ہزار نثار اُسپہ کیجیے
ہووے جو رہنما کوئی راہِ صواب کا

شادان تمہارے کیونکہ نہووے وہ روبرو
پردہ ہی رُخ سے اُٹھ گیا اب تو حجاب کا

واعظ نے وعظ کا یہ نکالا ہے ڈھنگ کیا
بیرنگ جو سخن ہو بھلا اُس مین رنگ کیا

آنکھون کے ڈورے دیکھ کے پہچان ہم گئے
کرتے ہو بات اور طرح پی ہے بہنگ کیا

ہے انتظار کل سے تمہارا ہمین صنم
ملنے مین آج ہمسے تمہین ہے درنگ کیا

تیرے ہی رو سے ہے یہ صفا اور جلا اُسے
دیکھا نہین جو آئنہ بیٹھا ہے زنگ کیا

پایل کی اب جو اُسکی جھنک کان مین پڑی
آتا ہے آج یان وہ بتِ شوخ و شنگ کیا

شادان یہ پیشۂ عشق کا ہیگا بہت کٹھن
جو عشق مین پہنسا ہو اُسے نام ونگ کیا

ڈالا ہے پیچ زلف سے کیسا کمند کا
کیا دام ہے مین کیا کہون اُس خود پسند کا

مشتاق تیرے بوسے کا ہون دی کبھو مجھے
آتا ہے کیا مزہ لبِ شیرین سی قند کا

تڑپے ہے یون رقیب مری عاشقی کو دیکھ
ہوتا ہے جیسے سوختہ دانہ سپند کا

سلکِ گہر ہے تیری نصیحت مین کیا کہون
لکھون گا مین قصیدہ ترے وعظ و پند کا

عاشق کھڑے ہین سامنے مجرے کیواسطے
لیجے سلام دل سے کسی مستمند کا

شادان ترے گلے سے لپٹ کر سدا رہا
یہ کام تو کیا ہے بڑے ہوشمند کا

نہین رہتا ہے ہرگز ہوش یان دانا و نادان کا
ہوا ہے کیا ہی مفتون دل مرا اُس چشمِ فتان کا

نہین مقدور مجکو ایک ساعت تیرے ہجر انکا
کہ تو مالک ہے میر یجان عاشق کے دل و جانکا

چمن مین بلبلون کا شور ہے غنچے چٹکتے ہین
خوش آتا ہے تماشا ساتھ گلرو کے گلستانکا

بیان مین کیا کرون اُسکی نگاہ شوخ کا یارو
دریچے سے چُرا کر آنکھ جب اُسنے اِدھر جھانکا

لپٹ کر رات کو اُسنے جو دی تسکین مرے دلکو
زبان سے کیا کرون مین شکر اُسکے لطف احسانکا

بچھایا دام ایسا ہے کہ دل ہر ایک پھنستا ہے
بیان کیا کیجیے اب لطف اُس زلف پریشانکا

نہین اُس سے جدائی لیک ظاہر ہے جدا اُس سے
جو پرتو ہے جہان مین دیکھ خورشید درخشانکا

ہوالاوّل ہوالآخر ہوالظاہر ہوالباطن
وہی ہے ظاہر و باطن مین صاحب ایک شاہ وان کا

ہوا ابر کرم سے سبز اور سیراب باغ اپنا
رہیگا تا قیامت خلق مین روشن چراغ اپنا

سوا اک ذکر جانان کے نہ چھیڑو غیر کا قصّہ
کوئی بات اور سہ سکتا نہین نازک دماغ اپنا

تلاش یار مین اسطرح گم و خود ہوا ہون مین
کہ اکثر ڈھونڈتا ہون مین نہین ملتا سراغ اپنا

نہ مین کہتا تہا تو مت بیٹھ نافرمان کی صحبت مین
مٹا سکتا نہین اب صورت لالہ یہ داغ اپنا

ارے دل مین تجھے کہتا ہون دائم یاد حقمین رہ
اگر اک آن مین چاہے تو کرتا ہے فراغ اپنا

نظر بد بین لوگون کی سواری مین لگی ہیگی
تصدق کیون نہ اب کیجے عدو مانند داغ اپنا

ترے ہاتھون سے پینے کا رہے مشتاق تشنہ شادان
پلا مین منتظر رہون ساقیا بھر کر ایاغ اپنا

بہرا ہے مردمک مین نور کیا اک تیرے بالونکا
پڑا خورشید مین بھی عکس ہے تیری ہی گالونکا

ہزارون لعل تیرے لعل لب پر کیجیے صدقے
نہوے جوہری سے مول تیرے ایسے لالونکا

طراوت جسکے دیکھے سے نظر کے بیچ آجاوے
چمن مین دیکھنا کیا خوب ہیگا نونہالونکا

ذرا سی بات مین حرف کدورت درمیان آوے
خیال اب رات دن ہے ایسے ہی نازک خیالونکا

زبان سے حرف نیکی کا یہ تسپر بھی نہین کہتے
اگرچہ کچھ نہین جاتا مگر وہ سے کہنے والونکا

جنہونکے دیکھنے سے مقصد دل اپنی بر آوین
یہ دل مشتاق ہے اسطرح کے صاحب جمالونکا

غزل انداز ہر استاد پر شادان جو لکھتا ہے
جو سچ پوچھو تو یہ ہے فیض انہین صاحب کمالونکا

سامان طرب ہے سب مہیا
پیارے مرے دیر مت کر آجا

گر شوق ہے تجکو عاشقی کا
سن قصہ یوسف و زلیخا

مجنون کا حال جسنے دیکھا
دیوانہ ہوا بعشق لیلےٰ

پیارے تجھے ہم جو چاہتے ہین
بس دل مین ہمارے مت کہین جا

لہ ذری آگے استعمال کرتے تھے اب ذرا سا کہتے ہین ۱۲
لہ پہ قدیم زبان ہے اب اس طرح بولنے سے ہین - البتہ نے سا کہا ہے جنون اور آنہون اب بھی مستعمل ہے ۱۲

سو رنگ سے یار جلوہ گر ہے — دیکھا دنیا مین اک تماشا
لاگی[۱] ہے لگن جو یار کے ساتھ — کچھ کرتے ہین لوگ ایتو چرچا
سمجھی ہین تمہاری ہمنے رمزین — جو تمنے کیا کیا وہ اچھا

شیرین دہنی کا ہے تری فیض
شادان ہے تری ثنا مین گویا

[۱] لگی ہے لگتی ہے لگی ہین ۱۲

اکھڑا تو ذرا مجھے دکھا جا — مشتاق ترا ہون برمین آ جا
ہو قطرہ و بحر مین نہ دوری — دلبر تو مثالِ ابر چھا جا
نیرنگیِ حُسن تا نظر آے — اک جام شراب کا پلا جا
رم کرتا ہے کیون مثالِ آہو — آنکھونکو جمال تو دکھا جا
بے تیرے یہ گھر اُجاڑ سا ہے — آ دل مین ہمارے تو سما جا
ہو ولولہ عشق کا دوبالا — افسانۂ یار ٹک سُنا جا

[۲] آنکھ کی جگہ آنکھ اسمین بعض لوگ کہتے ہین مگر نقات نے بالکل ہٹا کر دیا ہے ۱۲

شادان کو لکھا ہو آج اُس نے
ہم روٹھے ہین آنکھ[۲] مل منا جا

معشوق مرا شبکو سطح سے پیش آیا — جیسا کہ مین چاہا تھا اُس سے بھی وہ بیش آیا

دیوانے تھے ہم جسکے کیا کام کیا اُسنے
تسکین ہمین دینے کو بالطف ہمیش[1] آیا

کیا خوب لڑائی ہے لڑنے کو بڑھین نظرین
جب سامنے آنکھون کے وہ عربدہ کیش آیا

قدرت ہے عجب اُسکی کہنے مین نہین آتی
کیا شہد سے آلودہ زنبور کا نیش آیا

کیا جذبِ محبت ہے اللہ کی قدرت ہے
معشوق بلاجحبت سے ہی بادلِ ریش آیا

کیا کہیے کہ شادان ہے قسمت کا دہنی کیسا
تنہا وہ نہین آیا با دلبرِ خویش آیا

ہمکو جو تصور تھا اُس غنچہ دہن کا تھا
تھا ذوق اگر دل مین اُسکے ہی سخن کا تھا

آیا جو وہ گلشن مین پژمردہ ہوے سب گل
بلبل بھی پھڑکتے تھے یہ رنگ چمن کا تھا

رکھتے تھے قدم تیرے آنکھون پہ ہم اس خاطر
ناز اپنے تئین سارا تیرے ہی چلن کا تھا

تسبیح نہ گردانو منکا ہے پھرامن کا
مَن جس سے نہ بھٹکے تھا من کا وہی منکا تھا

ہم اُسکے ہین اب عاشق جو یادِ صنم مین رہے
قیدی کبھی دل اپنا اُس چاہِ ذقن کا تھا

نکلا وہ سحر ہوتے گھر سے مرے دشمن کے
شب دیکھتے ہی جسکو ماتھا مرا ٹھنکا تھا

اب مثلِ سکندر ہے وہ شاہِ جہان شادان
آصف جو زمانے مین سلطان دکن کا تھا

[1] ہمیش کی جگہ ہمیش اب نہین ہے کہتے ۱۲

جسنے نہ اُسے جانا پھر اُسنے ہے کیا جانا
بس وہ ہی موحد ہے جو ایک خدا جانا

پڑتی نہین کل ہمکو مشکل ہے بہت تجھبن
مت کل کا تو وعدہ کر آنا ہے تو آج آنا

پہونچاے صبا تمکو پیغام ہمارا جب
وہ بات ہماری تم سنکر نہ اُڑا جانا

چھپتا ہے تو کیون ایشوخ اب ڈر تجھے کسکا ہے
آنکھین یہ ترستی ہین مکھڑا تو دکھا جانا

قطرہ کہین دریا سے ہوتا ہے جدا یارو
وہ تم سے جُدا کب ہے جو تم نے جُدا جانا

بیکار یہ پردہ ہے ہرگز نہین چھپ سکتا
پوشیدہ ترا آنا پوشیدہ ترا جانا

شاعر یہ لگے کہنے تبدیلِ قوافی سے
اک اور غزل شادان تو ہمکو سُنا جانا

جز کوچۂ جانان کے ہمکو ہے کہان جانا
جسجا[1] وہ دلبر ہے ہر پھر کے وہان جانا

بے نام و نشان ہے وہ کیا کوئی نشان جانے
ہر گھٹ مین وہ چھایا ہے اُسکا یہ نشان جانا

دلمین ہی صنم تیرا ڈھونڈے ہے تو کیون باہر
کیا بھول پڑی تجکو پتھر کو بتان[2] جانا

ہوتا ہے یقین جسکو پھر اُسکو گمان کیسا
ہمکو ہے یقین اُسکا سب جسکو گمان جانا

اُسکے ہی کرم سے جب آنکھون سے اُٹھا پردہ
پردے مین نہان تھا وہ پر ہمنے عیان جانا

ڈر ہے تجھے اب کس کا آتا نہین کیون ظاہر
ہرگز نہ چھپیگا یہ تیرا تو نہان جانا

[1] بغیر اضافت کے جاے کہنا قدیم استعمال ہے اب صرف جا کہتے ہین یا جگہ ۱۲

[2] بہت قدیم زبان ہے اب بتون کہین گے بہانہ کہان جانا ۱۲

شادان تو کہا سچ ہے مت جھوٹ اسے سمجھو
ہر گھٹ مین وہ رہتا ہے جسکا نہ مکان جانا

جو کہ نام حق نہ لیا بھلا وہ جیا تو کیا نہ جیا تو کیا
کہ جو کام تھا نہ کیا ذرا وہ کیا تو کیا نہ کیا تو کیا

وہ صنم نہ وہی جو بزم مین نہین بادہ پینے مین کیفیت
کہ بغیر یار کے جو پیا وہ پیا تو کیا نہ پیا تو کیا

وہ نگاہ خوش ہے عجب بھلی جو بروی یار لگی رہے
جو نظر کو اور طرف سیا وہ سیا تو کیا نہ سیا تو کیا

تو جو تخم نیکی کا بوے گا تو ثمر بھی ویسا ہی پائیگا
جو ثمر نہ کام کا ہو ذرا وہ لیا تو کیا نہ لیا تو کیا

یہ ہے قول شادان کا دوستو کہ خدا کی نام پہ دیجیے
جو سوائے راہ خدا دیا وہ دیا تو کیا نہ دیا تو کیا

سوائے[1] لطف کے اسکے بہار مین کیا تھا
بجز پیالۂ کفِ بادہ خوار مین کیا تھا

ہزار نام لیے سُنکے وا چھڑے بولا
خدا ہی جانے کہ دستِ نگار مین کیا تھا

سوائے جام و صراحی و بادۂ گلرنگ
کہو تو بادہ کشو لالہ زار مین کیا تھا

عجب ہی کیا ہے جو دل اپنا کر دیا صدقے
کہون مین کیا کہ ترے چاہ پیار مین کیا تھا

قرار اسنے کیا ہمکو تھی خوشی اِسکی
وگرنہ یار کے قول و قرار مین کیا تھا

یہ جانتے ہین وہی جو کہ عشق رکھتے ہین
مزہ تھا لطف تھا اور وصلِ یار مین کیا تھا

[1] سوائے کے بعد کا الف زائد ہے صحیح لکھنا جائز نہین سمجھا گیا

مزہ وہ یاد ہو تمکو تو سچ کہو شادان
کہ رات یار سے بوس و کنار مین کیا تھا

کیسکے پڑ کے گلے دل کو ہار ہو رہنا
بنے تو پھول بنے ورنہ خار ہو رہنا

بغیر یار حقیقی کسی سے کیا ہے غرض
اُسیکے عشق مین بے اختیار ہو رہنا

مثل ہے صبر ہے کُنجی فلاح کی یارو
نہین ہے وصف بشر بیقرار ہو رہنا

ہی اس سے بڑھکے کوئی بات جی مین تم سمجھو
نگار اپنے پہ دل سے نثار ہو رہنا

اگر وہ باتون مین آجاے تو بچھوڑینگے
ملا کے یار سے آنکھین دوچار ہو رہنا

ہے تجھسے میری نصیحت نہ بھولنا اِسکو
اُسی صنم کا سدا دل سے یار ہو رہنا

اُسیکے لطف سے تیرا جہان مین اے شادان
ہوا ہے نام خدا نامدار ہو رہنا

لپٹ[۱] صنم کے گلے سے عجب مین دوش رہا
نہ مجھ مین حال رہا اور نہ مجھ مین ہوش رہا

صنم کے ساتھ عجب طرح کا بندہا تھا سمان
تمام رات مین مصروف نائے و نوش رہا

سُنا نہ تمنے مرا دل کہان صنم نے رکھا
بجاے دُر یہ لٹکتا ہوا بگوش رہا

کیا تھا وعدہ نہ آیا تو کیا کہون تجھسے
تڑپتے رات کٹی اور دل مین جوش رہا

[۱] یعنی لپٹا ۱۲

بھلا کہان سے یہ سیکھے ہو دیر مین ملنا
کہان سے آئی تھی قدرت یہ میکشو اُس مین

بہ دیر ملنے کا دلپر عجب خروش رہا
پلاتا مے کے پیالے جو میفروش رہا

گئے وہ دن کہ وہ رہتا تھا صورت سیماب
ملا تمھارا تو شادان بہت خموش رہا

تقریر مین آتا نہین حُسن اُسکے بیان کا
وہ راہ نہین ایسی جو ہر ایک کو ملجاے
ساقی تو لے آ بادۂ گلرنگ شتابی
گاہک ہے محبت کا اگر دل کی گرہ کھول
وہ سنگ سے بدتر ہے اُسے چوم کے چھوڑو
پوشیدہ نہین یار ہے سب چیز مین ظاہر

برسین ہین گہر بات مین کیا وصف زبان کا
گمراہ کہان ڈھونڈ سکے کھوج مکان کا
سبزے کا عجب سیر ہے اور آب روان کا
کچھ مفت تو سودا نہین یہ اونچی دُکان کا
کس کام کا آئینہ صنم جسمین نہ جھانکا
ہے مجکو یقین دخل نہین وہم و گمان کا

شادان تجھے کہتے ہین بھلا بات یہ سچ بول
رہتا ہے گرفتار تو کس موے میان کا

یاد کرتے ہی آ گئے ہمسے مِلا
تجھسے میرا سوال ہے یارب

تھا گلہ پہلے اب رہا نہ گِلا
عید آئی ہے کچھ تو خرچ دِلا

نخلِ دل ہو رہا ہے پژمردہ — آبِ رحمت سے اے کریم جلا
تجھسے کہتے ہین اے میان دانا — یار کے دل سے اپنے دل کو ملا

کیمیا گر سے کہدے اے شادان
کردے وہ دل کو میرے مِس سے طلا

دوست اپنا جو ہم کو جانا تھا — ہمسے ملنے مین کیا بہانا تھا
جلوۂ حُسن تیرا کیا کہیے — جسنے دیکھا وہ بس نشانا تھا
تیرے پروانہ سان جو گرد پھرے — شمع کچھ تو ہمنے جانا تھا
نازنین گرچہ ناز کرتے ہین — دیر کیون کی جو تجکو آنا تھا
ہم تو مشتاقِ دید تھے صاحب — اپنا مُنھ ہمسے کیون چھپانا تھا

شادمانی کی بات ہے شادان
تیرا مشتاق تیرا جانا تھا

ردیفِ بائے موحدہ

بہار آئی ہے اب دل مین ہی ہوای شراب — صنم کے ساتھ مزا ہی نہین سوائے شراب

جب نا معنی مشرق کلام سابق مین پایا جاتا ہے تو کتاب جہان نما کے ساتھ لکھتے ہین ۱۲

بھلا ہے جام کا کیا ذکر ہو سبو خالی
بہارِ عیش مین ساقی اگر لے آئے شراب

جوا سکے نشہ مین آتی ہے بادہ لبر کی
تو سچ یہ کہتا ہے ساقی نہین بہائے شراب

کہان شرابِ حقیقی مین دُور رہتی ہے
نہین ہے مُردِ یہان اے زہے صفائے شراب

نہین سماتے ہین پھولے ہم آجکل شادان
گلاب پیتے ہین اُس گل سے ہم بجائے شراب

موج کب دریا مین ہو سکتی ہی مجوسِ حباب
چلتے پھرتے کر لیا کرتی ہی بابوسِ حباب

گو اُسے پابند کیجے موج کی زنجیر سے
پر ہوا سے ٹوٹ ہی جاتی ہی فانوسِ حباب

دیکھہ اے غافل نہین بحرِ جہان جائے قیام
کان رکھہ کر سُن یہ دیتا ہی صدا کوسِ حباب

جون[1] زمین و آسمان پیوند ہو سکتے نہین
کب بھلا پیوند ہو دریا کا ملبوسِ حباب

جسکا ہے مشتاق شادان اور ہیگا منتظر
لا خبر اُس بحرِ خوبی کی تو جاسوسِ حباب

ہم یار کو دیکھنے چلے جب
صد چند خوشی ہوئی ملے جب

کہتے ہین کرے ہے ذکر دلسے
ہر برگ درخت پر ہلے جب

آتی ہے تری ہی یاد ہمکو
دلسے اُٹھتے ہین ولولے جب

[1] جون زمین و آسمان پیوند ہو سکتے نہین
قدیم زبان ہے ۱۲

ہوتا ہے سرور سو طرح کا
طے ہوتے ہین سارے مرحلے جب

سو رنگ کی لذتین ملین ہین
رہتے ہین صنم سے مشغلے جب

ہوتی ہین ہزار عیدین اُسدن
شاداں اُس سے ملے گلے جب

ردیف تاے فوقانی

کیا خوشی[1] ساتھ کٹی رہیگی تمام آجکی رات
ماہ دیکھا تھا جو اپنا لبِ بام آجکی رات

دل مین اُسکے ہے مگر جاے ہماری یارو
اس خوشی سے جو لیا اُسنے سلام آجکی رات

خوش خرامی پہ تری کبک نہ کیون صدقے ہو
لُوٹ عُشاق گئے دیکھ[2] خرام آجکی رات

جانے ہرگز نہ تجھے دونگا تو مت جا پیارے
کر تو اے یار مرے گھر مین مقام آجکی رات

باتین کر کے تجھے سو رنگ سے بہلاتے ہین
روٹھ مت کچھ تو کر اے یار کلام آجکی رات

یار آئے گا مرا صبح کے ہوتے ہوتے
کیا خوشی کا یہ دیا پیک پیام آجکی رات

مضطرب تو نہو شاداں کہ تجھے ہے یہ نوید
ماہ رو آوے ہے تیرا سرِ شام آجکی رات

[1] یعنی خوشی کے ساتھ کے مخزون ہے ایسے مخزونات
[2] اُسوقت جا رہے ہے
[3] یعنی دیکھکر

صنم کے وصل مین کیسی کٹی ہماری رات
بھلا بتائے تو ایسی کوئی پیاری[1] رات

ملیگا کب تو گلے دل بہت تڑپتا ہے
بس انتظار مین تیرے کٹے ہی ساری رات

صنم تھا ہم تھے بہم دو ذر تھا پیالے کا
مزے مین عیش مین کل ہمنے یون گزاری رات

قرار آئے ہمین تک تو آن مل ہم سے
رہی ہے تیری جدائی سے بیقراری رات

ملے ہین ایسے کہ ہرگز جدا نہین ہوتے
کہان ہے فرق ہماری ہے یا تمہاری رات

ہمین یقین ہے اُسکے پیار[2] کرنے سے
ملیگا آتے ہی شادان سی ایکے باری رات

عاشق جو ہوا دل سے گرفتارِ محبت
آنکھون مین بندھا اُسکی عجب تارِ محبت

رکھتا ہے صنم اُسکو سدا چشم کے اندر
ہو جاے ہے دل سے جو خریدارِ محبت

جائز ہے کہین دیکھ تو اقرار یہ انکار
کرتا ہے تو کیون ہم سے اب انکارِ محبت

ہو جاے پسند اُسکو کبھو بات ہماری
ہر طرح سے ہم کرتے ہین اظہارِ محبت

کہتے ہین برہمن نے جو کی بت کی پرستش
رکھتا ہے گلے اپنے مین زنارِ محبت

شادان تو سنا یار کو اک مطلعِ رنگین
گر آج کرے تجھسے وہ گفتارِ محبت

[1] پیارا اور پیاری دونون فعلن مستعمل ہے مگر اسمین بروزن فعلن پایا ہے اسوقت ایسا ہی کہتے تھے ۱۲

[2] پیار کا استعمال بھی اسی طرح ہوا ہے جیسا اوپر ظاہر کیا گیا اب پیار بروزن یار مستعمل ہے ۱۲

سمجھا جو تجھے اُسنے سزاوارِ محبت
کرتا ہے ترے ساتھ وہ اقرارِ محبت

ہر شخص ہے اُس غیرتِ یوسف کا خریدار
ہے خوب کھُلا آج یہ بازارِ محبت

ساقی نے تجھے جامِ حقیقت جو پلایا
دل تیرا ہوا اسلیے سرشارِ محبت

ہے کام یہان عاشقِ صادق کا وگرنہ
اُٹھتا ہے کسی سے یہ بھلا بارِ محبت

اس بات کو رکھہ باندہ کے تو دلکی گرہ مین
کیجو نہ کبھو فاش یہ اسرارِ محبت

یہ جان لے خاطر ہے بہت یار کی نازک
رکھیو نہ ذرا دل مین تو پندارِ محبت

رکھتا ہے وہ شاد ان کی طرف چشمِ عنایت
کچھ خوب نظر آوین ہین آثارِ محبت

قطرے کو اگر دیکھو دریا سے ہی کیا نسبت
خالق ہے وہ خلقت کا اُسکی ہی یہ سب خلقت

خورشید ہے سجدے مین یہ دیکھ تری رفعت
کیا شان تری کہیے اللہ رے تری شوکت

اپنے مین اگر دیکھو سب عکس نمایان ہین
واحد کو ہزارون مین جان ایک یہی وحدت

کیونکر نہ اُسے رکھین جُون مردمکِ دیدہ
معشوق سے اپنے ہی ہمکو تو بہت الفت

ہو کشت یہ خلقت کی سرسبز شتابی سے
اے ابرِ کرم ایسی ہو جاے تری رحمت

داتا ہے تو ہی سبکا ہر اک ہے ترا منگتا
کرتا ہے وہی بخشش دی تو نے جسے ہمت

۱۲ یہ بیت بعینہٖ یہی مصرع دوسری غزل کا مستعمل ہوا ہے
۱۲ اسرار کو کبھو جانا
۱۲ ۱۲
۱۲ یعنی دیکھ کر

دولت کے خزائن ہین نعمت کے بھرے گھر ہے
شادان ہے سدا شاکر دی اُسنے جو یہ مرد

ردیفِ تاے ہندی

خواب مین دیکھا جو گلرو کو گئی نیند اُچٹ
نہ ملا صبحکو کی لاکھ طرح کی کھٹ پٹ

جسنے دیکھا سو کہا زور[1] تماشا ہے یہ
بازی سوزنگ سے ہی کھیل رہا واہ رے نٹ

سیر کو جاوے ہے جب سرو خرامان میرا
غنچے بھی پیار سے لیتے ہین بلائین چٹ چٹ

چاند پر ابر جو آوے تو بُرا لگتا ہے
ہمنے دیکھا جو اُسے اُسنے لیا کیون گھونگھٹ

جب ادا سے وہ اُٹھا ہمنے کیا دل صدقے
کب سے کہتے تھے اُسے جان مری لے گھوٹ

[1] زور خوب کی جگہ قلمی کہتے تھے ۱۲

دیر کرنے کی نہین جاے ہے تو دیر نکر
کیون لپٹتا نہین معشوق سے شادان جھٹ پٹ

ردیفِ ثاے مثلثہ

کرتا ہے کوئی خیر تو ایمان کے باعث
ایمان ملا اُسکو یہ قرآن کے باعث

ایمان دیا جان بھی دی کیون نہون ممنون
انسان ہوے ہم ترے احسانکے باعث

انسان کو جان اپنی بہت پیاری ہی لیکن
کرتے ہین فدا جان کو بھی نانکے باعث

ہنگامہ قیامت کا جو ہر سمت بپا ہے
ہے فتنہ اُسی نرگسِ فتاّنکے باعث

آہو کی طرح آ گئے سب دام مین اُنکے
صیاد بنے زلفِ پریشانکے باعث

شادان اب اُسے دیکھ کے کیونکر نہو خنداں
ہے غنچہ شگفتہ لبِ خنداںکے باعث

ردیفِ جیم عربی

مچی ہے دھوم یہ ہولی کی اپنے گھر مین آج
نہین جدا ہے صنم بھی ہمارے بر مین آج

نہین ہے ایسا کھلاڑی جگت مین ہولی کا
پڑا ہے شہرہ مہاراج کا نگر مین آج

ٹھٹول ہو رہی ہے ہر طرف جھگڑے سے
جو رقص ہولی کا ہوتا ہے ہر ڈگر مین آج

اگر ہو دیدۂ بینا تو ہر طرف دیکھے
اُسی کا نور چمکتا ہے بحر و بر مین آج

برنگِ برق اگرچہ نہین قرار اُسے
کہان وہ جاے گا آیا ہے جو نظر مین آج

سراپا اُسکو کہون کیون نہ حور سے بہتر
دوپٹہ باندھے ہے پُر زر جو وہ کمر مین آج

حاشیہ: ۱۲ ابتدا مین بتا دیا گیا ہے کہ حالت اضافت مین نون کا اعلان اکثر حالت مین چھپا جاتا ہے

میان عاشق و معشوق کہہ گیا شادان
پڑا ہے رشتہ محبت کا جون گہر مین آج

ردیفِ جیم فارسی

کہتا ہون تجھے جان لے یہ بات مری سچ
صحبت سے بُرے شخص کی اے یار تو بچ بچ

لالچ ہے بُری چیز خبردار ہو نادان
جان اپنی گنواتی ہے مگس میٹھے کے لالچ

بیرنگ نہو رنگ مین دلدار کے مل جا
جو رنگ رچائے وہ اُسی رنگ مین تو رچ

کیونکر نہ کہے لطف کہ خلقت کو بنایا
ہر بات مین ہے لطف اُسے بات کی ہر بچ

کچّی جو بنا ہو کسی دیوار کی اے یار
مضبوط کہین ہوتی ہے سو بار گرے گچ

سودا نے تو بیفائدہ انسان کو کھلائی
گھوڑے کو سزاوار ہے گر دیجیے کرچ

کہتا ہے گل اپنے سے کہ چل سیر کو شادان
بو غنچے مین تو دیکھہ بھری ہیگی مچا مچ

جو پھولتا ہے پھول خوشی سے چمن کی بیچ
آتی نہین ہے اُسکی ثنا کچھ دہن کی بیچ

پروانہ وار کرتے ہین عاشق نثار دل
آتا ہے شمع رو جو مرا انجمن کی بیچ

ع چمن سے بیچ
دہن سے بیچ ۱۲
نہین سکتے ۱۲

جسوقت گلبدن کی خبر آتی ہے مجھے
پھولا نہین سماتا ہون مین پیرہن کی بیچ

ملتا ہے گلعذار گلے ہمسے جس گھڑی
آتی ہے بو گلاب کی اپنے بدن کی بیچ

کہنی جو آئے بات کرامات ہے وہی
کیا لطف ہے کہ جان نہو وے سخن کی بیچ

جسکا ہے نام شام سے لے روم تا عجم
ایسا ہے بادشاہ ہمارا وطن کی بیچ

شادان ہر ایک ملک سے آتی ہے خلق یان
ہے کسطرحکی سیر ہمارے وطن کی بیچ

ردیف حاے حطی

آتا ہے یار بزم مین مخمور بے طرح
دل اُسکو دیکھہ[1] ہوتا ہے مسرور بے طرح

ارض و سما مین جلوہ ہے اُس یار کا بھرا
نام اُسکا کیا جہان مین ہے مشہور بے طرح

جائے غرور کب ہے وہان عجز کا ہے کام
تو عجز کر کہ یار ہے مغرور بے طرح

جو بوالہوس ہے اُسکو مزا عشق کا نہین
عشاق تیرے عشق مین ہین چور بے طرح

نزدیک چاہتا ہون اُسے جانسے رہے
لیکن رہے ہے یار مرا دور بے طرح

شادان خوشی مین آجکی شب انتظار کر
بن ٹھن کے یار آئے گا جون حور بے طرح

[1] یعنی دیکھکر

ردیفِ خاے معجمہ

کہین رہے ہے پہ ہماری نظر مین ہے وہ شوخ
بسان مردمک آنکھون کے گھر مین ہی وہ شوخ

رہے ہے بحر مین جُون موج اور موج مین بحر
سمجھ نہ اُسکو جُدا بحر و بر مین ہے وہ شوخ

جو ہووے دیدۂ بینا تو جوہری پرکھے
کہ موج مارتا آبِ گُہر مین ہے وہ شوخ

کہا ہے مرشدِ کامل نے گوشِ دل مین مرے
تو ڈھونڈتا ہے کہان اِس نگر مین ہی وہ شوخ

بغل مین بچہ ہے اور شہر مین ڈھنڈورا ہے
نہ ڈھونڈ اُسکو کہ تیرے ہی بر مین ہی وہ شوخ

ہو جیسی پرتوِ خورشید جلوہ گر ہر جا
ہر ایک گھر مین ہر اک رہگزر مین ہی وہ شوخ

کہے ہے دل سے یہ شادان عجب تماشا ہی
تو دیکھ اُسکو کہ شمس و قمر مین ہے وہ شوخ

ردیفِ دالِ مہملہ

کیا عاشق کو تو نے یون نظر بند
کہ جُون آنکھون مین ہوتی ہی نظر بند

نظر آتا ہے جیسے موے باریک
کمر مین اے میان تیری کمر بند

مرے اسرار ایسے ہین نہفتہ — کہ جون پتھر مین رہتا ہے شرر بند
وہ ہیگا سب مین اور سب سے نرالا — رکھے کیا کوئی اُسکو کرکے در بند
یہی ہے راہ ملنے کی خدا سے — بجز مرشد نہ ہو راہِ خطر بند

مثال اُسکی مین دُون کسطرح شاداں
بُری ہے اِس سے گر کہیے جگر بند

ہمتو کرتے ہین دل سے تیری یاد — ملکے جلدی سے دے ہماری داد
دیر مت کر تو ہم سے ملنے مین — تجھ سے کرتے ہین ہم یہی فریاد
جو گرفتارِ دامِ زلف ہوے — کہین عاشق وہ ہوتے ہین آزاد
یاد کر تو مدام دلبر کی — کہہ گیا مجھ سے ہے یہی اُستاد
دیکھہ[1] تصویر آئینہ رو کی — ہین تحیّر مین مانی و بہزاد
اے مرے بادشاہ اسکندر — تیری دولت سدا رہے آباد
کیون نہ مداح ہو ترا دل سے — کہ بدولت تری ہے شاداں شاد

[1] یعنی دیکھکر ۱۲

ردیفِ ذالِ معجمہ

جواب اُسکا یہ آیا ہمنے بھیجا اُسکو جب کاغذ
ہم اُسکو چاک کرڈالین گے آئیگا جواب کاغذ

مگر وہ جانتا ہے یہ ہم اُسپر دلسے مفتون ہین
نہین معشوق ہمکو بھیجتا ہے بے سبب کاغذ

ہوا ہے جسکے آنے سے مرے دلکو سرور ایسا
مرا دل جانتا ہے یہ کہ آیا ہے عجب کاغذ

کبھو تو اسطرف دیکھے نگاہِ مہر سے مہرو
اُسے لکھتا ہون اپنے حال کا مین روز و شب کاغذ

کہا قاصد نے یون ہمسے کہ وہ معشوق آتا ہی
ہمارے پاس لایا ہی بصد عیش و طرب کاغذ

کبھو تو ہوکے شاداں آلیگا پیارا سی جانان
نہین کچھ کم کیا بھیجا ہے اُسکو سب کا سب کاغذ

ردیفِ رائے مہملہ

مہر نکلا جو گریبانِ سحر سے باہر
لوگ سمجھے کہ وہ مہر و ہوا گھر سے باہر

فرشِ رہ دیدۂ بینا کو کرین ہین عشاق
پاؤن رکھتا ہے صنم اپنے جو در سے باہر

جیسے دریا ہے کہ ہو موج نہ باہر اُس سے
کب بھلا موجِ گہر ہووے گہر سے باہر

مردمک چشم سے ہوتی ہے جُدا کب دیکھو
ہے وہ آنکھون مین نہین اپنی نظر سی باہر

جو بشر ہوتا ہے مقبولِ الٰہی یارو
نہین ہوتی ہے دعا اُسکی اثر سے باہر

گرچہ ہو فکر سے باہر تو نچھوڑا ے شادان
دھیان اللہ کا ہے فکرِ بشر سے باہر

سہل ہے بات کہ پہلے ہی نہ توڑی پتھر
ورنہ مشکل ہے کوئی توڑ کے جوڑے پتھر

سنگدل ہے وہ صنم کیونکہ کرین نرم اُسے
ہاتھ پڑتا ہے کسیکا جو مڑوڑے پتھر

بات شیرین کی کسی نے جو سُنائی تجکو
کوہکن تو نے بھی آخر کو نچھوڑے پتھر

راہبر ہو تو تجھے تا سرِ منزل پہنچاے
راہ تو دُور ہے اور بیچ مین روڑے پتھر

نہین معلوم کہ انشا کے تئین کیا سُوجھی
قافیہ مین جو لے آیا ہے نگوڑے پتھر

تو بھی اک اور غزل کہدے خوشی سے شادان
گو کسی رنگ سے اُس دل کو نچھوڑے پتھر

لعل و یاقوت و زمرد کے ہین تھوڑی پتھر؟
کیا ہی صانع نے یہ صنعت کی ہین جوڑی پتھر

دانت ٹوٹینگے اُسی کے نہ مزہ پائیگا
اُستخوان جانکے کُتا جو بھنبوڑے پتھر

کوشش انسانکو ہو ایسی ہی کرنی لازم
چشمۂ آب نکل آئے جو پھوڑے پتھر

کام رستم کا کرے جو اُسے رستم کہیے
وہ زبردست ہے جو ہاتھ سے توڑے پتھر

پہلوانی کی جو ہے داد وہ دی ہے تو نے
سُنتے ہین آجکے دن خوب مڑوڑے پتھر

جز بنائے در و دیوار کسی کے ہرگز
کام آتے ہین بہت اور نہ تھوڑے پتھر

کام وہ کیجیے شادان کہ بھلا ہو جس سے
فائدہ کچھ نہین گر کوئی جھنجھوڑے پتھر

کیا عجب ہے لوٹ جائے دلکو قاتل دیکھکر
رکھدے یہ آئینہ تو اُسکے مقابل دیکھکر

نکتہ چین ہے اور وہ ہیگا زبس نازک مزاج
بات کرتا ہے اگر اُس سے تو اے دل دیکھکر

آتشین رخ پر سپند آسا ہے دل عشاق کا
جان سے قربان ہین رخسار کاتل دیکھکر

اُسکا ملنا گرچہ مشکل ہے مگر ممکن تو ہے
تو اُسے مت چھوڑ ہرگز یار مشکل دیکھکر

اُسکا ملنا بس ثمر دیتا ہے تمکو دوستو
جا ملو اُس سے مگر جو ہووے کامل دیکھکر

دل نہ اُسکو دیجیے ہی ایک ہی وہ شوخ و شنگ
ریجھیے دلبر پہ کیا شکل و شمائل دیکھکر

ہم تمہین کہتے ہین شادان دلربا کیسا ہی ہو
اُسکے مائل ہو تمہارا ہو جو مائل دیکھکر

دو دو آہ و زلفِ پیچان ایک ترکش کی ہین تیر
خنجر و مژگانِ جانان ایک ترکش کی ہین تیر

دیکھہ تو اُسکو نگاہِ غور سے اے نوجوان
تن مین ہر اک کے دل و جان ایک ترکش کی ہین تیر

واہ چھڑے قربان بولا جسنے دیکھا بیگمان
جنگ مین پیر و جوانان ایک ترکش کی ہین تیر

سلسلہ گوہر کا جون رشتے سے ہوتا ہی بہم
ناظم و ناثر غزلخوان ایک ترکش کی ہین تیر

دور اسکندر مین ہین ایسے سپاہی اور امیر
جسنے دیکھا بولا شادان ایک ترکش کی ہین تیر

کرتا ہے کیون جدا دل اُس سے ملا ملا کر
ہر شام و ہر سحر تو شادان خدا خدا کر

کیا دیکھنا ہمارا بھاتا نہین ہے تجکو
کیون دیکھتا ہے ہمکو مکھڑا چھپا چھپا کر

اے شوخ ہم بھی تجکو ہر طرح دیکھتے ہین
بجلی سا کوندتا ہے جلوے دکھا دکھا کر

مشاطہ دیر مت کر لیجا پیام جلدی
روٹھا جو ہمسے ہے وہ لا تو منا منا کر

ہیگا وہ شوخ ایسا رکھتا نہین ہے پروا
بہلا تو اُسکو ہر دم باتین بنا بنا کر

اسواسطے کیا ہے تونے جو ہمکو شادان
رکھتے ہین دل مین اپنے تجکو رجھا رجھا کر

ہر روز فزون ہوتی ہے تحریر سے تحریر
بڑھتی ہے اگر کیجے تو تقریر سے تقریر

جو بات کرے اُسکو نہ تصویر کہین گے
کرتی ہے کہین بات بھی تصویر سے تصویر

ہر بات مین جاہل کی طرح کب ہین اُلجھتے
دانا تو بہم کرتے ہین تدبیر سے تدبیر

ہے خاک نشین کوئی کوئی تخت نشین ہے
ہوتی ہے مقابل کہین تقدیر سے تقدیر

حیرت ہے اسی بات پہ کیا ہے یہ تماشا
لڑتی ہے بہم جنگ مین شمشیر سے شمشیر

کرتی ہین اثر شخص اثر دار کی باتین
بخشے ہے سخن صاحب تاثیر سے تاثیر

پارس جو ملے لوہے سے کیا بات ہی شادان
مس ہووے ہے اک لمحہ مین اکسیر سے اکسیر

آیا ہے صنم آج بہت دور سے چل کر
رہ جا تو یہین عیش مین مت جا کی خلل کر

پہچانتے ہین تجھکو کسی رنگ مین آئے
سو رنگ سے آتا ہے اگر رنگ بدل کر

دنیا تو عجب جا ہے تماشے کی جو دیکھو
اس راہ مین رکھیو تو بہت پاؤن سنبھلکر

مشاطہ کسی طور سے لاؤ اسکو مرے پاس
آتا ہی نہین شوخ گیا ہے جو مچل کر

صحبت ہے تنک ظرف کی یون کان سی سنلے
جون پانی نکل جاے پیالے سے اُبل کر

اک آن جدائی کو تری سہہ نہین سکتے
آتا ہے تو آج آنہ بس اب وعدہ کل کر

شادان ہے کھڑا در پہ ترے واسطے کب سے
اکبار دکھا مکھڑے کو پردے سے نکل کر

ردیف ز اے معجمہ

لہ اضافت فارسی کی ہو ہی لفظ کے ساتھ فارسی کے کلام مین پائی جاتی ہے یہان تک کہ دو مین نے بھی پیں چلین باندھا ہے اب ایسا جائز نہین ۱۲

منتظر ہون نہین آیا ہے مرا یار ہنوز
کیون نہ خورشید ہوا آج نمودار ہنوز

چاہتے تھے ہم اُسے مُنک ہی نظر بھر دیکھین
پر میسر نہوا ہمکو وہ دیدار ہنوز

دل یہی چاہے ہے ہر دم کہ اُٹھاؤن اُسکو
خواب راحت سے ہوا وہ نہین بیدار ہنوز

ساقیا جام بھلا دیجو نہ اب اور اُسے
جھومتا آتا ہے وہ نشہ مین سرشار ہنوز

پردہ غفلت کا مگر آنکھ مین چھایا ہے تری
تو جو ہوتا ہی نہین خواب سے ہشیار ہنوز

شکر ہے خوب کٹی آج خوشی سے شادان
شب سے ہے میری بغل مین جو وہ دلدار ہنوز

ردیفِ سینِ مہملہ

جسے کہ ڈھونڈتے ہو تم وہ ہی تمہاری[1] پاس
تمہارے پاس جو ہے ہی وہی ہماری پاس

ترے بغیر گزرتی نہین ہماری رات
اگر تو جان ہماری ہے آ ہمارے پاس

غزال چشم نہ رَم کر غزال کے مانند
ترے فراق مین کٹتی نہین اب آرے پاس

تمام رات جُدائی مین اُسکی گزرے تھی
ہزار ناز سے یار آیا ہے ہمارے پاس

ہو جیسے فوج مین سردار خوشنما شادان
بھلے ہی لگتے ہین اُس ماہ کے ستارے پاس

[1] تمہارے ہمارے کا قافیہ اب غزل مطلع مین لانے سے پھر بہتر کہتے تھے اس لیے کہ اصلیت تم اور ہم ہی کرتے ہے ایسی باتون کا لحاظ نہین کیا جاتا تا ۱۲۰

اسقدر اب اُسسے رہتی ہی مری یاد کہ بس
روز و شب ایسا ہی رہتا ہی یہ دل شاد کہ بس

جسطرف دیکھیے صورت ہی وہی آنکھون مین
ایسا نظرون مین سمایا وہ پریزاد کہ بس

قدرت اللہ کی اے یار نظر آتی ہے
دیکھہ[۵۱] تصویر تری یون کہا بہزاد کہ بس

جسنے دیکھا اُسے وہ صورتِ تصویر ہوا
تیرا قامت ہے عجب عبرتِ شمشاد کہ بس

کب تلک کوہکنی تیشہ سے اب کیجیو گا
بولی فرہاد سے یہ قسمتِ فرہاد کہ بس

جب تلک شمس و قمر ہین یہ جہان مین روشن
حیدرآباد رہے اسقدر آباد کہ بس

کب ہے پرواہ[۵۲] کسی شخص کی اُنکے دل مین
یاد رکھتے ہین تری وہ جو ہین آزاد کہ بس

گرچہ ہے خلق ہر اک رنگ کی لیکن تجھسا
ہووے ہی شخص ہزارون مین ہی ایک آدہ کہ بس

جب سے دیکھا ہی تجھے دل سے فدا ہی شادان
زور ہے یار ترا حُسنِ خداداد کہ بس

۵۱ یعنی دیکھہ کر
۵۲ پرواہ اسے ہوز کے ساتھ لکھتے ہین اور یہی استعمال ہے اب اکثر پرواہ لکھتے ہین ۱۲

ردیفِ شینِ معجمہ

رہتی ہے عاشق کو ایسی دلبر کی تلاش
جسطرح سے جوہری کرتا ہی جوہر کی تلاش

چھانتا ہون خاک عالم کی تلاشِ یار مین
جیسے ہو غواص کو دریا مین گوہر کی تلاش

اے دوانی تو بھی اپنے یار پر ہو مبتلا
جیسے تھی مجنون کو اپنے ماہ پیکر کی تلاش

بے تری تائید کے ملتا ہے یہ رتبہ کسے
ہر گدا رکھتا ہے دل مین گرچہ افسر کی تلاش

اُسکے در کے فیض سے دونون جہان مین بہرہ مند
در تو تیرا ایک ہے مت کر تو دَر دَر کی تلاش

اِسلیے ہی ڈھونڈتا کو گردِ احمر ہے کہان
کیمیا گر کو ہمیشہ رہتی ہے زر کی تلاش

ویسے ہووے جو فدا صاحب کا دولت خواہ ہو
رکھے ہے صاحب ہمیشہ ایسے نوکر کی تلاش

ساقیا کہتا ہے شادان اب ٹھہر دیر کی
آچکا دلبر بغل مین اب ہے ساغر کی تلاش

کبک کر سکتا ہے پیشِ یار آہنگِ روش؟
آوے اُس بے ڈھنگ کو کسطرح یہ رنگِ روش

جسکی پامالی سے جیکو چین اب ہووے ذرا
دلکو اپنے کیجے اُس دلدار کا سنگِ روش

آج وہ رشکِ چمن آتا ہے سیرِ باغ کو
ڈالیو معمار ٹک تو خوشنما رنگِ روش

ہے وہی عاشق کہ جو بدلے نہ اپنی رنگ سے
عاشقون مین ہے بدل جانا بہت ننگِ روش

نشہ ہووے جسکے پینے سے خدا کی یاد کا
ہے فقیرون مین صدا یون بیچیے بنگے روش

گرچہ سب ہینگے سپاہی ایک مشکل کسب ہے
کہتے ہین اُسکو سپاہی جانے جو جنگِ روش

کیا حنا کا رنگ ہی شادان کہو سچ ذرا
اُس نگارین پاؤن سے ہوتا ہی نیرنگِ روش

(ترکیب معلوب)

ردیفِ صادِ مہملہ

سدا رہے گا ہمارا تو یار سے اخلاص
ہمیشہ وہ[1] ہی بنا رہیگا پیار سے اخلاص

لگن لگی ہے ہماری تو ایک دلبر سے
رہے رہے نر ہے اب ہزار سے اخلاص

ملک خصال ہو تو بیٹھ نیک صحبت مین
نکر کبھو تو دوانی حمار سے اخلاص

بہارِ حسنِ صنم پر فدا ہوے جب سے
نہین رہا ہین باغ و بہار سے اخلاص

تہا[2] رے ہجر مین سیماب وار ہے بیتاب
کبھو تو کیجیے اس بیقرار سے اخلاص

وہی ہے رشکِ پری دل اُسی پہ ہے مفتون
ہمیشہ ہمکو ہے جس گلعذار سے اخلاص

ہلا ہلا کے صنم لیگیا ہے دل اُس کا
رکھی ہے اسلیے شادان نگار سے اخلاص

ردیفِ ضادِ معجمہ

وصف مین آتا نہین جو تجھسے ہوا ہے فیض
آدمی کی کیا کہون جاری ہے تا کہسار فیض

فیض ہووے ہاتھ سے جاری تو ہی فضلِ خدا
فیض کہتے ہین اُسے ہووے اگر بسیار فیض

[1] وہی کو دو واو کے ساتھ دو ہی بھی لکھتے ہین اور دو ہی پر ہی کا استعمال قدما سے ہے آجتک ہے ہاں اگر ضرورتِ قافیہ نے مجبور کر دیا ہے وہی بہی کہتے ہین۔

[2] تہارے کے سایہ پیچھے الف غنہ گر کی صورت ہے سو ہوا طین

کے زبانے تک اسپر لحاظ نہین کیا گیا مگر شاعر ہین اسکے تارک ہین ۱۲

دوستون سے ہے محبت ہر کسیکو خلق مین
مرد وہ ہے جو کیا کرتا ہے با اغیار فیض

فیضِ اسکندر کہون کیا ابر سا چھایا ہے یون
جسطرح دریا کو بخشے ابر گوہر بار فیض

تذکرہ رہتا ہے حافظ سعدیِ شیراز کا
رات دن پاتی ہین یان اشعار سے حضّار فیض

مانگیے شادان خدا سے ہر گھڑی دیویگا وہ
تاکہ اپنے ہاتھ سے ہو خلق پر ہر بار فیض

ردیفِ طاے مہملہ

دل سے کب کرتے ہین ایدل دیکھ خوبان اختلاط
اُنسے کرتا ہے بھلا کیون ابلہ نادان اختلاط

میرے رونے پر ہنسی آتی ہے اُسکو اسطرح
ابر سے کرتی ہے جیسے برقِ خندان اختلاط

راز عاشق کا نہین پاتے ہین منکر اور نکیر
دل ہی دل مین کرتے ہین عاشق بجانان اختلاط

دستِ عاشق دامنِ معشوق سے کب ہے جُدا
کہتے ہین رکھتے ہین باہم دست و دامان اختلاط

دیکھے تو ہے میرے تیرے کسطرحکی دوستی
شاذ و نادر بات ہے ہووے جو یکسان اختلاط

تو ہمارے روبرو سے دُور ہو جاے رقیب
ہمسے اور اُس مہجبین سے ہے دو چندان اختلاط

کسطرح سے رات سے آغوش مین ہے وا چھڑے
اپنے ہم معشوق سے رکھتے ہین شادان اختلاط

ردیفِ ظاے معجمہ

مجھکو رہتا ہے شب و روز ترا یار لحاظ
تجھکو بھی چاہیے میرا رہے اکبار لحاظ

گرچہ قربان کروں دل تو نہیں بات کوئی
ہوں میں قربان کہ رکھتا ہے وہ دلدار لحاظ

بے لحاظی نہیں انسان کو ہرگز لائق
ساتھ عشاق کے زیبا ہی مے یار لحاظ

کل کی شوخی تری اے شوخ کھٹکتی ہیگی
رکھیو ٹک آج مری جان بہ گفتار لحاظ

آدمیت جسے کہتے ہیں یہی معنی ہیں
چاہیے رکھے بہ گفتار و بکردار لحاظ

آئنہ جیسے دورو ہووے نہ رکھ دل اپنا
ہے وہی دوست جو رکھے پسِ دیوار لحاظ

عشق رکھتا ہے ترے ساتھ جو شاداں ہر دم
تجھسے اسواسطے رکھتا ہے وہ بسیار لحاظ

ردیفِ عینِ مہملہ

فضل سے حق کے ہوئی آج برسات شروع
ابر نے حکم سے اُسکے کیے قطرات شروع

کوس شادی کا بجاتا ہے فلک پر بادل
ایکدن شادی و برسات ہوئی سات شروع

جسگھڑی شاہِ سکندر کی ہوئی سالگرہ
سبھ گھڑی تھی کہ ہوے سب پہ عنایات شروع

شادمانی کی ہے اس فصل عجب کچھ تاثیر
پھوٹنے شاخ سے گل لیکے ہوی پات شروع

جسنے کانون سے سُنا ہنسنے لگا گل کیطرح
روز تھا نیک جو شادی کی ہوی بات شروع

نہین اپنے مین سماتا ہے خوشی سے شادان
آج سے شاہ کی شادی ہوئی دنرات شروع

تہی فیضیاب کسکے رخِ جلوہ گر سے شمع
گزری جو مثلِ برق چمک کر نظر سے شمع

ہوتا ہے جسکو دیکھکے مہتاب پردہ پوش
آتی ہے اپنی بزم مین کس کر و فر سے شمع

ہوتے ہین اسکے نور سے پُر نور بام و در
یون رات کو وہ نکلے ہے جیسے کہ گھر سے شمع

چمکا دیا ہے کس نے اسے اپنے نور سے
روشن ہے چار چند جو شمس و قمر سے شمع

پروانہ گرچہ ہیگا نثار اُسکے حُسن پر
خود بھی نثار ہوتی ہے پروانے پر سے شمع

کیا شوخ تھی شبیہِ خیالی بھی یار کی
آنکھون سے یون نکل گئی جیسے کہ در سے شمع

شادان نے کہ جو شمع کی دیکھی تو یون کہا
لو اپنے سر پہ ہے یہ لیے تاج زر سے شمع

ردیفِ غین معجمہ

نکلا جو سیر کو تو ہوے کوہسار باغ
شرمندہ روے یار سے ہین سو ہزار باغ

جاتا ہے جب چمن مین گل اندام سیر کو
بھر بھر طبق گلونکے کرے ہی نثار باغ

سرسبز سرو سے ہی تو نازک ہی پھول سی
اُس گلبدن کو دیکھہ ہوا شرمسار باغ

لالہ جو ہے چمن مین کئی رنگ سی کھلا
آئی ہی کیا بسنت کہ دے ہی بہار باغ

بے پھل درخت ہو تو کسی کام کا نہین
پھلتا ہے وہ جہان مین جو ہو بردار باغ

شادان نگاہِ یار کی تاثیر دیکھیے
چارون طرف نگاہ سے اُسکی ہین چار باغ

ردیفِ فاے معجمہ

انکھڑیان لڑتی نہین ہرگز ہماری ہر طرف
یار کے بن ہم یہ کہتے ہین بتکلف بر طرف

کیا عجب ہے اپنے دلکی تو اگر لیوے خبر
ہر مسافر بھول کر آتا ہے اپنے گھر[1] طرف

فرش آنکھون کو کرینگے آپکے زیرِ قدم
پاؤن گر آکر رکھوگے تم ہمارے سر طرف

ساقیا مت کر تغافل دے ہمین بھر بھر کے جام
میل رکھتے ہین سدا ہم شیشہ و ساغر طرف

اپنی آنکھون مین کوئی صورت نہین بھرتی ہے اب
آنکھ اس ڈھب سے ہماری لگ گئی دلبر طرف

[1] اصل میں لفظ گھر کی طرف سے پڑھنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ ۱۲

پھر بھلا معشوق ایسا کب لگے گا تیرے ہاتھ
اپنے دلکو رکھہ ذرا اے یار تو دادر طرف

یون طبیعت اپنی شاداں دوڑتی ہے سوی یار
موج ہردم آب مین رہتی ہے جون گوہر طرف

ہم تو اٹکے ہین صنم کی خوبی وجوہر طرف
جاے کعبے کو کوئی کوئی بت و پتھر طرف

اپنے صاحب سے نرکھے کام جو بندہ نہین
اُسکو کہتے ہین سُہاگن جو کہ ہو شوہر طرف

مت کر ایسا کام جس سے ہووے رسوائی تری
طعن سب کرتے ہین ملکر کو دک ابتر طرف

کھل بلی پڑجاے لشکر مین عدو کے دفعتہً
شاہِ اسکندر جو دیکھے قہر سے لشکر طرف

منتظر رہتے ہین بندے اُسکے ہردم رحم کے
کیا عجب آقا جو دیکھے لطف سے نوکر طرف

دلکو اپنے ہم کرین گے جان سے تم پر نثار
لطف سے اپنے کبھو دیکھو ہماری گر طرف

ہے یہ شاداں منتظر رکھتا ہے ہردم آرزو
جھانک کر ٹک دیکھ لے اے نازنین اس در طرف

تیرے آنے پہ شام ہے موقوف
تجھپہ ماہِ تمام ہے موقوف

تیرے ملنے پہ عید ہے میری
ورنہ عیدِ صیام ہے موقوف

تیری رفتارِ ناز کے آگے
سرو کا بھی خرام ہے موقوف

ساقیا جلد آ تو محفل مین — بن ترے دورِ جام ہی موقوف
باتین سُننے کو دل تڑپتا ہے — جب سے اُسکا پیام ہی موقوف
قاصد اب لا پیام ملنے کا — نہین تیرا سلام ہے موقوف

نام شادان کا تجھ سے روشن ہے
نام پر تیرے نام ہے موقوف

ردیفِ قافِ معجمہ

کبھو تو دیکھہ ادھر ہین جمال کے مشتاق — نہین ہے چین ہمین ہین وصال کے مشتاق
عجب ہے شہرہ ترا ہر طرف سے سُنتے ہین — کمال دیکھہ[1] ترا ہین کمال کے مشتاق
ہے سبز رنگ ترا تُو سبزہ اور ہوا — ہین لوگ دل سے ترے خط و خال کے مشتاق
ہزار کبک تجھے دیکھہ[1] لوٹ پوٹ ہوے — خرام سُنکے ترا ہم ہین چال کے مشتاق
ہزار رم جو کرے گا نہ اُسکو چھوڑینگے — وہ اہلِ دید جو ہین اُس غزال کے مشتاق

ہمارے گھر مین تو عید اب کے سال آتی ہے
رہین نہ کس لیے شادان ہلال کے مشتاق

[1] یعنی دیکھکر

ردیفِ کافِ عربی

شعلۂ نور اُسکا پہنچا ہے نہ شمعِ طور تک
تار اُسکے نور کا دیکھو بندہا ہے دور تک

پرتوِ خورشید بحر و بر پہ یکسان ہے پڑا
ہے نظر اُسکی سلیمان سے لگا کر مور تک

ہاتھ آجاوے جو وہ اچپل تو کیسا لطف ہو
چھوڑنے کا مین نہین اے ہمنفس مقدور تک

جب سے دیکھا ہے جمال اُسکا نہین کتا قرار
دل تڑپتا ہے کوئی پہنچاوے رشکِ حور تک

یا الٰہی چشمِ بد سے رکھ اُسے محفوظ تو
شہرہ حسنِ یار کا پہنچا ہے اب تو دور تک

جسنے دیکھی چشم اُسکی مست و بیخود ہو گیا
نشہ مین یہ مست پہنچا نرگسِ مخمور تک

آسمان پہ ہے دماغ اُس کا غرورِ حسن سے
کیا رسائی ہو کسی کو اُس بتِ مغرور تک

چشم ہووے دیکھنے کو پھر تو ہے باغ و بہار
قطرہ ہیگا ایک موتی سے لگا انگور تک

کیون نہ شادان دل سے ہو شاہِ سکندر کا غلام
نام ہے مشہور اُس کا قیصر و فغفور تک

وہ صنم حسن مین زیبندہ و ممتاز ہے ایک
بت کہے اُسکو نہ کوئی کہ وہ طنّاز ہے ایک

کرتے ہین وصف ترا لاکھ طرح سے عالم
جب تری کہیے تصویر تو پرداز ہے ایک

ہے جوہر دل مین ترا راز نہین ملتا ہے
گرچہ سو طرح بیان کیجیے پہ وہ راز ہے ایک

شمع پر ہو نہین سکتی ہے مگس پروانہ
بوالہوس یون تو ہزارون ہین پہ جانباز ہے ایک

چھپ نہین سکتی ہے وحدت کی جھلک کثرت مین
تار طنبور کے سو ہون دین پر آواز ہے ایک

دمبدم یار کی ہے یاد ہمارے دل مین
اُس کا دم مارتے ہین ہم کہ وہ دمساز ہے ایک

حُسن توحید کا کرتا ہون بیان اے شادان
کب دوئی اُس مین سماتی ہے جو انداز ہے ایک

لگا لون گا گلے اپنے نہ چھوڑون گا کبھی ہرگز
مرا یہ ہاتھ گر پہونچا ترے اکبار گردن تک

نہین پھولا سماتا ہے یہ دل اپنا تماشا ہے
جو اپنے ہاتھ سے آیا ہے اُسکی بار گردن تک

سبکدوش آپکو رکھنا ہے بہتر یار دنیا مین
نہین کوئی اُٹھا سکتا جو پہونچا بار گردن تک

ہے کھڑا چاند سا جسکا تنا کر اُسکی تو شادان
ز روز یور ہے اب پہنے ہوئے وہ یار گردن تک

ردیفِ لامِ مہملہ

ہوتے ہین تقلید کے گرچہ ہزارون گل کی گل
لیک بُو دیتے نہین محفل مین ہرگز کھل کی کل

چاہتا تھا جسکو جی سے وہ یہی اب دور ہے
یار ہے گودی مین تیری پی خوشی ہو ملکو مل

کیون نہ بھاگے شیر اُسکے روبرو روباہ سا
توڑتا ہے ایک پل مین پل اپنا پل کر پل

جسکے غُصّے سے اُٹھا کرتے ہین دلمین ولولے
صبحدم آتے ہین اپنے کان مین شاغل کی غُل

فضلِ حق سے تجکو شادان ہے مدد دلدار کی
اس غزل مین تو نے باندھے قافیے مشکل کی کُل

بُو جو پہنچی ہے تری اے مرے گُل سر بسر گُل
بلبلین کرتی ہین سو رنگ سے غُل بر سر گُل

وہ گل اندام اب آتا ہے بغل مین اپنی
ساقیا جلد لے آ ساغرِ مُل بر سر گُل

عاشقی مین یہ نہین بات ہے کرنی لازم
تو گُل اپنے کے تئین چھوڑ[۱] نہ ڈھل بر سر گُل

جلوۂ یار بصد رنگ نظر آتا ہے
دیکھ[۲] آنکھین جو رہی آج ہین تُل بر سر گُل

گلبدن کرتا ہے دل شاد تجھے اے شادان
غنچہ سان تنگ نہ کر دل کو تو کھُل بر سر گُل

جس روز سے چمن مین پڑی ہی بنائے گُل
کہتی ہے عندلیب بندہی ہی ہوائے گُل

اس پر نہ پھول دیکھ تو رکھ گلبدن سے کام
ہے عندلیب اُسکے ہی دم سے بقائے گُل

ہم ہینگے اپنے دل سے فدا گلعذار پر
کیا ہمکو عندلیب جو تو ہے فدائے گُل

[۱] یعنی چھوڑکر
[۲] یعنی دیکھکر

پروانہ وار دل سے ہو معشوق پر نثار
اے عندلیب کیسی ہے تو آشنائے گل

شاداں خوشی سے پھولے سماتے نہین ہین ہم
دامن مین بھر کے ہمنے صنم سے ہین پائی گل

دیکھ آنکھو نکو تری شرما گئے نرگس کے پھول
رکھتے تھے خوش چشم آنکھون سے لگا کر جس کی پھول

چاہیے تمکو نہ رکھنا دشمنون سے میل جول
زیب دیتی ہین کہین طرے پہ زر کے مس کی پھول

دے رہا ہے بو دماغ عاشقان مین عطر سا
سچ بتا قاصد کہ لایا ہاتھ سے تو کس کی پھول

زیب دیتا ہے سبھی منعم کو پہنے جس طرح
کب گلے مین خوشنما معلوم ہون مفلس کی پھول

زرد رو ہوتے ہین یون جو ہین خدا کو بھولتے
صبح کھلاتے ہین مرجھاتے ہین جو مجلس کی پھول

اسلیے کہتے ہین تجکو مزرع عقبیٰ سنبھال
کل اُسی کے ہاتھ ہے رہا ہاتھ مین ہون جس کی پھول

تخم جیسا بوے گا شاداں وہی پھل پائیگا
چاہتا ہے کیا چمن مین شاخ سے جس تس کی پھول

ردیفِ میم مہملہ

ہو رہی ہے کسطرح کی آج میخانے مین دھوم
دختر رز نے مچا رکھی ہی پیمانے مین دھوم

ایک مدت بعد آیا ہے مرے گھر وہ صنم
دل مچائے کیون نہ اُس دلبر کے گھر جانے مین دھوم

اب جنون کا بیطرح کچھہ ہو رہا ہے شور و غل
سنگ بازی کی ہے روز اطفال دیوانے[۱] مین دھوم

ہے خبر وہ دلربا مہمان ہو گا میرے گھر
اسلیے اب ہو رہی ہے میری کاشانے مین دھوم

وہ صنم ایسا نہین ہے جسطرح بُت ہو خموش
بیطرح کچھ مچ رہی ہے آج تہخانے مین دھوم

وصل کی شب عاشق و معشوق مین یون دھوم ہے
بزم مین ہوتی ہے جیسے شمع پروانے[۲] مین دھوم

سُن خبر معشوق کے آنے کی شادان شاد ہے
ہر طرف سے ہو رہی ہے یار کے آنے مین دھوم

ٹُک تبسم سے یار بولو تم
غنچۂ دل کی گانٹھہ کھولو تم

آپ سے کیا عزیز ہے ہم کو
دل تو دیتے ہین اور جو لو تم

ہار تیرے گلے کے ہم تو ہین
اب ہمارے بھی یار ہو لو تم

جسم نازک بدن کا ایسا ہے
باد سحر بھی سبک ہے تو لو تم

کچھ بھی نام خدا سے بہتر ہے
جو ہو بہتر جہان مین سُو لو تم

تم سے کہتا ہے یار اے شادان
تخم نیکی کا کچھہ تو بو لو تم

[۱] لفظ دیوانہ آخر مین سے آنے کی وجہ سے اُردو ہو گیا ایسی حالت مین واو عطف نہ لانا چاہیے مگر اُسوقت اس پر لحاظ نہین کیا جاتا تھا ۱۲

[۲] یہان بھی وہی ترکیب ہے جو اوپر لکھی گئی ۱۲

پھرے ہی میری آنکھون مین تری تصویر کا عالم
فصاحت ہی تصدق سُن[۱] تری تقریر کا عالم

جو باہر ہے خیال و وہم سے ہی موج زن ایسا
نہین لکھنے مین آتا ہی تری تحریر کا عالم

یہ عاشق کسطرح پابند زنجیر دگر ہووے
کہ رکھتی ہین تری زلفین ہی اب زنجیر کا عالم

نہ تنہا آئینہ ہر سنگدل نے شکل کو تیری
جو دیکھا ہو گیا حیرت زدہ تصویر کا عالم

لقب ہی شاہِ اسکندر جو والی دکن ہیگا
سواد اس شہر کا دیکھو تو ہے کشمیر کا عالم

سخاوت اور شجاعت اور عدالت مین ہی لاثانی
عطارد کب ہے پاسکتا یہ ہی تدبیر کا عالم

[۱] یعنی سُن کر

برائے بندگانِ حق بدرگاہِ خدا شادان

دعا کر دیکھ کیا کیا اُس مین ہے تاثیر کا عالم

[۲] دیکھا اسنے کیا کی جگہ دیکھا قدیم استعمال ہے

جسوقت اِشارہ وہ کیا[۲] جان گئے ہم
منشا تھا کہ قربان ہو قربان گئے ہم

کرتا ہے ہمین پیار محبت کی نظر سے
چتون کو تری دیکھ کے پہچان گئے ہم

کیا خوب مدارات کی اور اسنے ضیافت
گھر یار کے اک رات جو مہمان گئے ہم

غنچون نے تبسم ہے کیا دیکھ کے ہم کو
ہمراہ جو اُس گل کے گلستان گئے ہم

مت مُنہ کو چھپا ہمسے نکل پردے سے باہر
ملنے کو ترے آپ سے ای جان گئے ہم

کیا عید ہوئی ہمکو مسرت سے پھر اُسدن
وہ اپنے لگایا گلے جس آن گئے ہم

شاداں وہ اسی بات پہ کرتا ہی ہمین پیار
جو ہمسے کہا اُسنے وہی مان گئے ہم

بیہوش نہو اپنے سے ہشیار رہو تم
دیتے ہین خبر تمکو خبردار رہو تم

ہر شام و سحر ذکر کیا کیجیے اُسکا
غفلت ہے بُری یاد مین بیدار رہو تم

عاشق ہے وہی مست جو ہو عشق مین اُسکے
پی جام مے عشق کا سرشار رہو تم

یہ حرف جُدائی نہین بھاتا ہے تمہارا
رہتے نہین ہر بار تو اکبار رہو تم

اورونکی طرف دیکھے سے کیا ہوگا حاصل
دیدارِ صنم کے ہی طلبگار رہو تم

شاداں ہمین کہتے ہین سنو بات ہماری
دلدار کے نت طالبِ دیدار رہو تم

فدا تمہاری ہی صورت پہ بار بار ہین ہم
نظر کرو اب ادھر بھی کہ جان نثار ہین ہم

فراق اُسکے مین رہتے ہین ہر گھڑی بیچین
کب آویگا وہ ادہر اُسکے انتظار[۵۲] ہین ہم

زبان نہین جو کرین شکر اُسکی نعمت کا
اُسکے لطف سے یہ دیکھتے بہار ہین ہم

یہی دلیل ہے رکھتا ہے غنچہسان خندان
مثالِ گل ہین نہ خاطر پر اُسکی بار ہین ہم

نظر یہ اُس سے ہی اٹکی ہر گلجھڑی جیسے
ہزار شکر کہ اپنے صنم کے یار ہین ہم

۵۲ یعنی پیکر
۵۲ انتظار کا بعد مین محذوف ہے اب ایسا نہین کہتے

عجب طرح سے گزرتی ہی عیش مین شادان
صنم سے اپنے جو دن رات ہمکنار ہین ہم

ردیفِ نونِ معجمہ

تم عدو کے آگے ہر گز مت کرو آدہین پن
اسمین ہوگا دوستون کے سامنے توہین پن

عاجزی
ہم وہ عاشق ہین کہ تیرے عشق مین اے دلربا
نوجوانی طفلی و پیری یہ کھوئے تین پن

بے سمجھ کے آگے کہنے کا نہین ہر گز مقام
داؤ کا نے مین جو دیوے اُسمین ہی پربین پن

کوہِ تمکین تجکو کہیے تو یہ ہے پاسنگ مین
تیری تمکین دیکھ چھوڑا سنگ نے سنگین پن

کیا جنا کو مرتبہ ہے جو کرے وہ ہمسری
ہاتھ مین تیرے یہ ہی اے نازنین رنگین پن

گر چمن مین آوی میرے نقدِ دل دونمین تجھے
تیرے ہاتھون سے مجھے آتا ہی خوش گلچین پن

ایسا شادان ہے کہ ہو جسطرح دولھا دہ رات
لوگ کہتے ہین اسی کہتے ہین خوش آئین پن

تیرے فرمان سے پھرین یہ تو ستمگار اپنا نہین
تو جو چاہے سو کرے یان اختیار اپنا نہین

ناز ہم کرتے ہین تجھپر تو جو ہیگا غمگسار
بن ترے کوئی پیارے غمگسار اپنا نہین

۸

یار وہ تیرا نہین ہے یار میرا اے رقیب
روٹھنے سے کیون یہ سمجھون مین کہ یارا اپنا نہین

وعدہ کرکے کیون بدلتا ہی تو ہمسے اے صنم
یاد آتا کیا تجھے قول و قرار اپنا نہین

آیۂ قرآن کے معنی سُن کے دل کو رام کر
دل دُکھانا اور کا یہ کاروبار اپنا نہین

وہ ہمارے پاس ہیگا ہم نہین رکھتے ہین دُور
یہ غلط کہتے ہین سب وہ ہمکنار اپنا نہین

شاد ہو شادان یہ کہتا ہے خدا کی فضل سے
کونسی جا ہی کہ جس جا اشتہار اپنا نہین

سو طرح پر جلاتے ہین پر مہربان ہوتا نہین
اے ہمارے مہربان کیون مہربان ہوتا نہین

آفتاب آسا حجاب ابر مین کیونکر رہے
حُسن اپنا وہ چھپاتے ہین نہان ہوتا نہین

رزق دیتا ہے جہان کو مار سے لے مور تک
وصف تیرا گر بیان کیجے بیان ہوتا نہین

سو طرح تصویر کھینچو رنگ سے بیرنگ ہو
گر ترا شو رنگ کو مثلِ بتان ہوتا نہین

اے دوانے مت تکبر کر خدا کے واسطے
خیمہ گر پہنچے فلک تک آسمان ہوتا نہین

اِسلیے کہتے ہین تمکو کارِ نیکی کیجیے
تخم جو بوے زمین پر رائگان ہوتا نہین

کہتا ہے شادان سُنو راز نہانی آشکار
وہ ہمارے دل مین ہے لیکن عیان ہوتا نہین

شب کو خوش تھے یار سے مل[1] اسقدر برسات مین
کیا کہین لذت کہ تھے کیا بیخبر برسات مین

یار ہو وے گو ہزارون کوس جانا سہل ہے
کہتے ہین گو دور جانا پر خطر برسات مین

ہے یہی پیغام اپنا تو یہی کہدیجیو
یار بن کب نیند آئی نامہ بر برسات مین

موسم عیش و طرب ہے کسطرح چھوڑون اُسے
مین نہ چھوڑون ہاتھ آوے وہ اگر برسات مین

ہون صنم کے ساتھ شادان ٹوکتے ہین لوگ کیون
ولولے ہوتے ہین مجکو بیشتر برسات مین

جھوٹ کہتے ہو کہ وہ کہکے مکرتا ہی نہین
شوخ ایسا ہے کسی سے بھی وہ ڈرتا ہی نہین

رگِ گل سے کہین نازک ہے کمر اُسکی میان
نازک اتنا ہے قدم پھول پہ دھرتا ہی نہین

گرچہ لاکھون ہی دل اپنے کو فدا کرتے ہین
اُسکی آنکھون مین ولیکن کوئی بھرتا ہی نہین

برق سان چشم مین آتے ہی نکل جاتا ہے
ایسا چپل ہی کہ اک لمحہ ٹھہرتا ہی نہین

کام میرے تو خدا آپ سنوارے ہے بھی
ہاتھ سے میرے کوئی کام سنورتا ہی نہین

اے صنم مجکو لگا چھاتی سے اپنی جلدی
جیسا مین چاہتا ہون پیار تو کرتا ہی نہین

مین جو ہون یاد مین اُس یار کی دلسی شادان
ایک دم یار میرا مجکو بسرتا ہی نہین

[1] یعنی ہوا

مثل گل کھل کہ یہ غنچہ دہنی خوب نہین
بات کر ہمسے بھی کچھ کم سخنی خوب نہین

گل بکھر جائینگے سنبل کی طرح گلشن مین
تیز مت چلیو نسیم چمنی خوب نہین

لعل و گوہر سے بھرا خود ہے سراپا تیرا
خواہشِ لعل و عقیقِ یمنی خوب نہین

پُر ثمر شاخ کو ہے سر کا جھکانا اچھا
چھوڑ دے اپنے سے یہ بادمنی خوب نہین

کہدے فرہاد سے جا بات یہی اے شیرین
جس کا حاصل نہو وہ کوہکنی خوب نہین

جا نہ اُس پاس کہ مشتاق ترا عاشق ہے
جانا گھر غیر کے سرو چمنی خوب نہین

مت بدل عہد سے اپنے کہ نہین لازم ہی
کرو فا عہد کہ پیمان شکنی خوب نہین

بوسے لینے ہی سے پژمردہ ہوے جاتے ہو
رشک گل اتنی بھی نازک بدنی خوب نہین

تیرا مشتاق ہے **شادان** یہ سُنا ہے تو نے
آ مل اب دل سے کہ یہ دل شکنی خوب نہین

کیا کہیے رات کیسی کٹی اُسکے پیار مین
کس کس مزے کے لطف تھے بوس و کنار مین

دامن مین ہمنے اُسکے گلِ حُسن بھر لیے
ہم جسکو چاہتے تھے سو آیا بہار مین

وہ بے نیاز ہیگا وہان چاہیے نیاز
بندے جہان ہین سینکڑون ہم کس شمار مین

سو سو طرح سے لیتے تھے بستر پہ کروٹین
گذری تمام رات ترے انتظار مین

آسودگی ہے اُسکے زمانے مین ہر طرف
شہرہ ہے میرے شاہ کا ہر اک دیار مین

دل لیگیا وہ شوخ عجب شوخیون کے ساتھ
جب نشۂ سے وہ جھومتا آیا خمار مین

یارب ترے کرم کا کرے شکر کسطرح
شادان کو چین ہیگا سدا وصلِ یار مین

جس سمت دیکھیے ہے تو ہی جلوہ گر یہان
تیرا ہی نور چھایا ہے نورِ نظر یہان

غافل نہ اسقدر ہو تو اے بے خبر یہان
گر چاہتا ہے اپنا بھلا کچھ تو کر یہان

منکا جو پھیرتے ہین سدا اپنے من کا ہم
گزرے ہے تیری یاد مین شام و سحر یہان

دیکھا ہے جب سے تجکو ہے مد نظر یہی
دلکو کرین نثار تو آوے اگر یہان

ٹکہڑا ترا ہے نور مین خورشید سے دوچند
ٹھہر گئی کسطرح سے بھلا اب نظر یہان

لکھنے مین اپنے کچھ نہین آتا ہی کیا لکہین
ہے اشتیاق تیرا ہمین اسقدر یہان

سو سو طرح سے رنگ بدلتا ہے ہر گھڑی
کس کس ادا سے ہوتا ہے وہ جلوہ گر یہان

آرام سے کٹے ہے سدا اور چین سے
جب پاسبان ہو یار تو کیا ہمکو ڈر یہان

آنکھون کو اپنی کیجو شادان تو فرش راہ
ہووے کبھو جو یار کا تیرے گزر یہان

لگا کے تجکو گلے ہم جو یار رکھتے ہین — رقیب دیکھ کے آنکھون مین خار رکھتے ہین

کب اُنکو پہونچے ہین خورشید و ماہ کے جلوے — عجیب حسن بتِ گلعذار رکھتے ہین

اسی سبب سے مسرت نصیب ہے ہمکو — کہ اپنے یار کو ہم درکنار رکھتے ہین

خیال اُس بتِ گلرو کا دل مین رہتا ہے — بغل مین اپنی سدا ہم بہار رکھتے ہین

تمہارے جی مین جو آوے سو شوق سے کہہ لو — کہ ایسی باتون کا ہم کب شمار رکھتے ہین

کوئی پیام ہمارا صنم کو پہونچا دے — کہ تیرے آنیکا ہم انتظار رکھتے ہین

پڑہین گے مطلعِ رنگین اک اور بھی شادان
اگرچہ بیت و رباعی ہزار رکھتے ہین

نہ پوچھو کس سے یہ ہم چاہ پیار رکھتے ہین — جو ایک لاکھ مین ہے وہ نگار رکھتے ہین

وہ کسطرح سے نہو ہم پہ مہربان یارو — کہ اُس سے آٹھ پہر کاروبار رکھتے ہین

وہی خدا ہے ہمارا ہم اُسکے بندے ہین — کہ جسکے فضل سے ہم اختیار رکھتے ہین

ہمارے دل مین بسے ہو تو چھوڑینگے کیونکر — تمہاری یاد تو لیل و نہار رکھتے ہین

ہمارا شاہِ سکندر ہے بہ زا سکندر — ہے بیمثال جو ہم شہریار رکھتے ہین

رکھے خدا اُسے قائم بدولت و اقبال — اُسیکے عہد مین ہم اقتدار رکھتے ہین

نہین کسی سے سروکار رہکو ای شادان
سوائے یار کسی سے نہ پیار رکھتے ہین

بہارِ چشم ترے حُسن کی بہار سے لون
شمیم لون تو تری زلفِ مشکبار سے لون

نہین ہے کام کسی غیر سے مجھے ہرگز
جو کچھ بھی لون تو یہ لازم ہے اپنے یار سے لون

مجھے ہے کام اُسی سے کسیکو کیا جانون
ملے جو ایک سے تو کس لیے ہزار سے لون

نہین لڑی ہے مری آنکھ دوسرے کیطرف
مزہ نظارے کا اُس چشمِ پُرخمار سے لون

ملے صنم جو مجھے شبکو بیقراری مین
تو بوسے اُس لبِ شیرین کی خوب پیار سے لون

وہ گلعذار مجھے دے اگر گلِ بے خار
تو باغ باغ مین ہوکر کس افتخار سے لون

شبِ وصال میسر ہے کیون نہ ای شادان
ایاغ بادہ گلرنگ گلعذار سے لون

صنم آویگا جسدن میرے گھر مین
رکھونگا مین چھپاکر اپنے بر مین

نہین ہے آسرا اب مجکو تجھ بن
پڑا رہتا ہون نسدن تیرے در مین

الٰہی یہ دعا میری ہے تجھ سے
کبھو نخوت نہ رکھیو میرے سر مین

نہین کرتا جُدا اک دم صنم کو
نظر کی طرح رکھتا ہون نظر مین

دل اپنا روشن ایسا رکھیے ہر دم
کہ جیسے روشنی ہووے قمر مین

دل اپنا اس طرح دلبر سے رکھنا
پڑا رہتا ہے رشتہ جون گہر مین

یہی کہتا ہے **شادان** اپنے دل سے
کہ سجدہ رب کو کرنا ہر سحر مین

دل کی برآئی آرزو تجکو جو پایا ایک مین
کہلاتا ہون بندہ ترا بار خدایا ایک مین

اسکے سوا کیا نذر ہے جو تو کرے گا قبول
دل مین عقیدت تھی بھری سو دل کو لایا ایک مین

ہے دوسرا کوئی کہان مت بھول سایہ دیکھ کر
کیون بھولتا ہیگا بھلا تجکو بتایا ایک مین

کر کے بہانے سو طرح آخر لے آیا دام مین
کس کس طرح سے بات کر تجکو رجھایا ایک مین

آتا نہ تھا وہ دام مین لایا مین اُسکو کس طرح
ساون مین دی دی لوریان اُسکو جھلایا ایک مین

شب کو کہا اُس شوخ نے جاؤنگا سیر باغ کو
بھولا نہ تھا جانیکو وہ اُسکو بھلایا ایک مین

آجا صنم میری طرف ٹک دیکھ لے بھر کر نظر
سُنتا نہ تھا وہ ایک کی اُسکو سُنایا ایک مین

کیون روٹھتے ہو مجھ سے تم مین دلسی تمپر ہون فدا
روٹھے کو اپنے اسطرح کہکر منایا ایک مین

کہنے لگا تیرا سخن کیا سحر افسون ہے بھلا
کہکر سخن ہر طور سے اُسکو ہنسایا ایک مین

مشکل ہزار اک آن مین چشم کرم سے دور کی
شادان کا صاحب ہی بھلا جو آزمایا ایک مین

ط یعنی کہ ۱۲

الٰہی ابکی برسا خوب باران
کہ تر ہو مزرعِ امیدواران

کرم ایسا کر احوالِ جہان پر
برآوے جس سے اُمید ہزاران

لے آساغر نکر تو دیر ساقی
صنم ہے اور ہے فصلِ بہاران

مسلمان گبر و ترسا و یہودی
تری سرکار مین ہین زناردران

چمن مین گل ہزارون کھل رہے ہین
ذرا آکر یہ دیکھین گلعذاران

وہی ہے شاہِ اسکندر جہان مین
جو برتر ہے میانِ تاجداران

کرون ہون مین بیان حمدِ الٰہی
سُنو ٹک کان دھرکے ہوشیاران

کرم سے اپنے برسا ایسا پانی
کہ ہون سرسبز جس سے کوہساران

بدل کرتا ہے جو شادان مناجات
دعا سب ملکے مانگو تم بھی یاران

جب اُسکو دیکھتے ہین دلسے ہم خورسند ہوتے ہین
سماتے ہی نہین اپنے مین اور وہ چند ہوتے ہین

جنہون کو کشف ہوتا ہے عیان ہوتا ہی سب اُنپر
دوانے بھی کہین دنیا مین دانشمند ہوتے ہین

مرادل توڑکر باتین بنانے سے ہی کیا حاصل
کہ شیشے ٹوٹکر ہرگز نہین پیوند ہوتے ہین

برنگِ بوے گُل رہتے ہین گُل مین اور جدا اُس سے
جو ہین آزاد دنیا مین وہ کب پابند ہوتے ہین

کہان ہے یہ زبان اپنی کرین جو ہم ثنا تیری
تری تعریف مین سو سو طرح کے چھند ہوتے ہین

ملے سی بھوک مین بھوجن کے جیسے چین ہوتا ہے
وہ جب ملتی ہین شادان سی تو ویسن آنند ہوتے ہین

آٹھون پہر ہمارے دل مین جو بستیان ہین
مل بیٹھکر خوشی سے آپسمین ہنستیان ہین

ساقی لے آپیالہ اب یار اور ہم ہین
صحرا مین لطف ہیگا بوندین برستیان ہین

مکھڑا تو تم دکھاتے ہر آن ہر گھڑی ہو
لیکن ہماری آنکھین تو بھی ترستیان ہین

ہشیار ہو پیارے اب وقتِ صبح آیا
غفلت مین مست مت ہو کیسی مستیان ہین

کہتا ہون اے برہمن اب پوج اک صنم کو
زنار توڑ توبہ کیا بت پرستیان ہین

ذکر اُسکا تجکو کرتے کیا ہے گرہ سے جاتا
منھگی نہین یہ باتین نی خوب سستیان ہین

پوچھا عدو سے شادان کیا تیرا حال ہیگا
بولا وہ یہ کہ ہمکو اب زیر دستیان ہین

ساقی شراب لا تو بادل بھی چھا رہے ہین
مرغانِ باغ اپنے گلشن مین گا رہے ہین

سو سو طرح سے تیرے بہلانیکو پیارے
قصے سُنا رہے ہین باتین بنا رہے ہین

سو طرح کی پہیلی افسانے سو طرح کے
اب سُنیے یا نہ سُنیے ہمتو سُنا رہے ہین

لہ بستیان ہنستیان
ز غیرت قدیم زبان ہوگیا

ٹک بھی کسی بہانے آرام یان کرے تو
پاؤنکو تیرے اے گل مہندی لگا رہے ہین

آہو صفت نکررمم اب اے غزالِ رعنا
آنے کے واسطے ہم تجکو ملا رہے ہین

کیا ٹکٹکی لگی ہے شادان کی دلربا سے
آنکھون مین جو اُسی کے جلوی سما رہے ہین

اب آشنائی تیری ہم آزما رہے ہین
ملنے مین دیر مت کر کب سے جمار ہے ہین

پاوین جوانت اُنکا تو بھی نہین وہ ملتے
درپن مین جھانک دیکھو مُکھڑا دکھا رہے ہین

انتہا
جو چاہیے سو لیجا ہمسے ملا دے اُسکو
قاصد لے آ تو جلدی کب سے بُلا رہے ہین

اے محتسب تجھے کیا اُس یار کی ہے لذت
چوری سے ہمتو اُس سے آنکھین لڑا رہے ہین

شادان صنم کی باتین آتی ہین اب جو دلمین
کیا اس غزل مین ہمتو دھومین مچا رہے ہین

اجی حُسن کے تو فسانے بہت ہین
پری ایک ہے اور دوانے بہت ہین

وہ معشوق اپنا یہ خود جانتا ہے
کہ دل سے ہم اُسکے یگانے بہت ہین

اگرچہ نہین کوئی جا اُس سے خالی
تو ڈھونڈ اُسکو دلمین ٹھکانے بہت ہین

ترے واسطے ہم تڑپتے ہین ہردم
نکر تو بہانے بہانے بہت ہین

سوا اُسکے گانا نہین ہمکو بھاتا
سدا ایک گا تو ترانے بہت ہین
بعہدِ سکندر بفضلِ آلہی
جہان دیکھیے وان خزانے بہت ہین

سمجھ مین بشر کی وہ کیا آئین شادان
کہ اللہ کے کارخانے بہت ہین

سیر کو آپ ہم جو چلتے ہین
مدعی دیکھ دیکھ جلتے ہین
روز و شب تجکو صورتِ نرگس
مہر و مہ دیکھنے نکلتے ہین
یار اب سیر کو وہان چلیے
صاف چشمے جہان اُبلتے ہین
مست کرتا ہے اک نگاہ مین تو
کب تجھے دیکھ ہم سنبھلتے ہین
پھول سا جاتا ہیگا بس کُملا
دل مرا جب وہ ملتے دَلتے ہین
آئیگا خود ہی یار حضرتِ دل
آپ کیون اس قدر مچلتے ہین

میر کے اب جواب مین شادان
قافیہ ہم نہین بدلتے ہین

یار ہے زاہد اکہان تجکو خبر ذرا نہین
تو اُسے ڈہونڈتا ہی کیا تجھسے تو وہ جُدا نہین
جانتا ہیگا تو بھلا دل سے مین تجھپہ ہون فدا
ہوتا ہی کیون تو بیوفا مجھ مین بھی کیا وفا نہین

عاشق ادہر کو تڑپے ہے سنگدلی نہ کر صنم
ملنے مین جو کرے ہی دیر تجکو تو یہ روا نہین

شیشہ ہے پر شراب ہے ساقی کے ہاتھ جام ہے
یارو ہمسے آملا دل مین کچھ اب حوا نہین

دور ہو مین کدورتین شکر خدا کا کیجیے
صاف وہ ہمسے ہوگئی دلمین کچھ اب رہا نہین

چاہ مین ہین عجب مزے شکوے اگر ہزار ہون
دلمین نر کھہ تو اسنے کہہ ہمکو کوئی گلا نہین

شادان تمہارا آشنا روز ازل سے ہے مگر
آپ ہین ملتے اسطرح جیسے کہ آشنا نہین

کیا مست ہے تو خواب مین بیدار کیون نہین
کب تک کہون پکار کہ ہشیار کیون نہین

تو دیکھتا ہے مجکو بہت ہی قریب سے
میرے نصیب مین ترا دیدار کیون نہین

دل خال رخ پہ تیرے سراسر سپند ہے
دل لیگیا ہمارا تو دلدار کیون نہین

تیری نگاہ مست سے سرشار سب ہوے
ہے چشم تیری مست تو میخوار کیون نہین

شاید نہین ہے جنس محبت کی قدر اُسے
دل بیچتا ہون مین وہ خریدار کیون نہین

شادان کے سامنے نہین آتا وہ بیحجاب
چھپ چھپ کے دیکھتا ہے تو عیار کیون نہین

ردیفِ واو

مضطرب رہنے لگا صورتِ سیماب ابتو
دل مرا تیری جدائی سے ہی بیتاب ابتو

انتظاری[۱] مین تری رات یونہین کٹتی ہے
چشم رہتی ہے مری خواب سے بیخواب ابتو

دیکھہ[۲] حیرت زدہ سب ہو گئے اہلِ محفل
اور ہی کچھ ہے وہ غیرت دہ مہتاب ابتو

ابرِ رحمت نہ کہو اسکو یہ ہے آبِ حیات
سبزہ کیا خوب ہوا دیکھیے سیراب ابتو

کب سے مجرے کیلیے ہاتھ ہون سر پر رکھے
میرے سرکار بھلا لیجیے آداب ابتو

غوطہ کھاتا ہون سدا بحر مین کب آوے ہاتھ
نہین ملتا ہے کہین گوہرِ نایاب ابتو

شکر کرتا ہون زبان سے مین سدا ہو[۳] شاداں
حق نے آرام کے بخشے مجھے اسباب ابتو

عینِ غفلت مین پڑا دیکھا نہ انجام کو تو[۴]
نہ ملا یار سے پھر آیا ہے کس کام کو تو

ہے یہی یاد جو تیری تو خدا حافظ ہے
صبح کو بھول گیا یاد کیا شام کو تو

گل نہین ملتا ہے بیخار تجھے کہتا ہون
چاہتا ہے جو اُسے چھوڑ دے آرام کو تو

گلبدن سنتے ہی پھولون کی طرح کھلجائے
اے صبا جلدی سے پہنچائیو پیغام کو تو

جس سے آرام مجھے ہووے سدا اور راحت
لا مری جان مرے پاس دلارام کو تو

زر بکف رکھے ہے گل لیک خبر اُسکو نہین
ڈھونڈتا ہیگا کہان بھول کے گلفام کو تو

[۱] انتظاری آج کل اس طرح استعمال نہین ہوتا انتظار کرتے ہین ۱۲
[۲] یعنی دیکھکر ۱۲
[۳] یعنی ہو کر ۱۲
[۴] یعنی تو نے نہ دیکھا نہ خود ہے ۱۲

کیا صبا اُسکی خبر وقتِ سحر لائی ہے
ڈھونڈتا آج جو ہے سروِ گُل اندام کو تو

عشق رکھہ یارِ حقیقی سے نباہی جو تجھے
کام رکھہ پُختہ سے اور چھوڑ دے اب خام کو تو

جسنے دیکھا سو پھنسا پھر نہ وہ نکلا باہر
زلف و کاکل سے بچھایا ہے مگر دام کو تو

گو گنہگار ہون اے یار مگر تیرا ہون
کیون مرے ہاتھ سے لیتا نہین پھر جام کو تو

انتظاری مین تری کب سے کھڑا ہی شادان
جہانک مت دیکھہ ادہر چڑھکے لبِ بام کو تو

دل لیا مین ہون ترا اے مرے دلدار کہ تو
مین دوانہ ہون ترا کہہ تو بھلا یار کہ تو

میری اور تیری عجب یار لگن لاگی ہے
تیری زلفون مین ہوا مین ہون گرفتار کہ تو

لوگ تو کبک کی رفتار بیان کرتے ہین
کبک رکھتا ہے اس انداز کی رفتار کہ تو

تیری ہی ہاتھ مین انصاف اب اس بات کا ہے
صحنِ گلزار مین ہے گُل کوئی بیخار کہ تو

ہمکو مغرور کہا آپ خدا سے نہ ڈرا
ہم بھلا ہینگے اب اس نشہ مین سرشار کہ تو

پوچھتا تجھسے ہون یہ بات نہ تو مجھ سے مُکر
مین زیادہ ہون ترے ساتھہ بگفتار کہ تو

ڈھونڈتا ہے کسے شادان نہین کچھ کھُلتا
سچ کہہ اے یار کہ شادان ہی ہے درکار کہ تو

شحنہ کہتا ہے یہ شب کو کہ خبردار رہو
سو کے غفلت سے نہ کھو وقت کو ہشیار رہو

وقت جاتا ہے چلا ہاتھ سے سن لو یارو
شب گئی مفت مین اب یاد مین سرشار رہو

غفلت اچھی نہین بیداریِ طالع سے تمہین
یہ ہے اک برق مناسب ہی کہ بیدار رہو

مین بصد جان تصدق ہون تمہارے اوپر
جانتے اسکو یقین اے مرے دلدار رہو

کام نیکی کے جو اب ہاتھ سے ہو دین کیجے
یہ نہووے تو کسی شخص کے غمخوار رہو

جھومتا جھومتا سرشار صنم آتا ہے
ہاتھ کو چوم کے کہتا ہون کہ اس بار رہو

مین جو شادان سے گلہ کرتا ہون مجبوری کا
ہاتفِ غیب یہ کہتا ہے کہ مختار رہو

تارِ نظر جدا ترے رخ سے کبھو نہ ہو
گر حور ہووے تیرے سوا رو برو نہ ہو

زیبندہ ہووے کب یہ فلک ماہ کے بغیر
محفلین روشنی نہ ہو جو وقت تو نہو

گلشن مین دیکھنے کو ہزارون بھری ہین گل
کس کام کا وہ گل ہے کہ جس گل مین بو نہو

ہر چند ہے مزا بھی سخن مین ٹھٹول کے
مجلس مین اس طرح کی کبھو گفتگو نہو

کیون بھولتا ہے راہ کو رہ راہرو کے ساتھ
ہووے جو ساتھ راہ نما جستجو نہو

رہیے لپٹ کے اپنے صنم کے گلے مدام
اب کام کیجے ایسا کہ پھر آرزو نہو

شادان پڑا رہے ہے ترے در پہ اب سدا
اسواسطے کہ غیر کبھو دُو بدُو نہو

کام اپنا آپ اپنے ہی ہاتھون سنوار لو
دو ایک راہ حق مین تو سو سو ہزار لو

آہو مثال گرچہ وہ کرتا ہے رَم مگر
چھوڑو نہ اپنے یار کو تم در کنار لو

ہاتھون سے اپنے یار کے سو طرح کے ستم
اکبار گر وفا نکرین بار بار لو

شام و سحر اگرچہ مقرر ہین یاد کو
دل سے تم اپنے آٹھ پہر نام یار لو

ہے گلعذار ایک چمن مین ہزار جا
آنکھون سے سبزہ رنگ کی اپنے بہار لو

داتا کوئی جہان مین نہین اُس سا دوسرا
دیتا ہے جب کہ تمکو خدا بیشمار لو

احول کی طرح سے نہ دوئی پر رکھو نظر
ہے ایک اپنے دل مین تم اتنا بچار لو

سیماب وار کیلیے ہوتے ہو بیقرار
ملتا ہے تم سے یار ذرا تو قرار لو

شادان کھڑا چمن مین تمہاری ہے واسطے
اُس باوفا کے ہاتھ سے پھولون کا ہار لو

خداوندا ترا فضل و کرم مجھپر کما ہی ہو
مرے دل کا جو مطلب ہی بخوبی یا الٰہی ہو

سند رکھین گے دانشمند اپنے پاس تب اُسکو
مرے اعمال نامے پر اگر تیری گواہی ہو

غزالون کی طرح کرتا ہے آہو چشم رم ہمسے
مگر ہم جانتے ہین رام وہ خواہی نخواہی ہو

کشاکش کسقدر ہوتی ہے فیما بین مت پوچھو
مرے پہلو سے جب وہ چلتا ہی اُٹھ کے راہی ہو

چھپا ہے عشق میرا چاہتا ہون فاش ہو جائے
مین عاشق ہون خبر یہ ماہ سے لے تا ماہی ہو

خدا نے دی ہے کیا تاثیر وقت صبح صادق کو
اثر رکھتی ہے اکثر جو دعای صبح گاہی ہو

دعا شادان کی ہر دم ہے یہ درگاہ الٰہی مین
کہ زیبندہ مرے آقا کے سر پر تاج شاہی ہو

صنم وہ جسکھڑی کھولے ہی منہ پر اپنے بالونکو
کھلاتا ہے دو طرفہ ہاتھ مین لے کے کالونکو

نہ چھپکر بیٹھ گھر مین اسطرح اے قلزم خوبی
چمن مین آبداری دے تو جا کر نونہالونکو

مگر تیرا ہی لانا دام مین اے شوخ مشکل ہے
بہت آسان ہے لانا دام مین وحشی غزالونکو

مجھے کب ڈر کسی کا ہے جو ہے تیری مدد مجکو
کسیکو کہ نہین مجھسے کسی سے ہے نہ کد مجکو

اُسی کی آبیاری سے چمن سرسبز ہے میرا
دیے ہین اُس نے لاکھون رنگ کے گل بھر بھر مجکو

تری قدرت کے ہین سب کھیل دانا ہی سو جانے
کیا جو تو نے سو اچھا نظر آیا نہ بد مجکو

چمک جاتا ہے بجلی سا مری آنکھونمین تو ہر دم
کھڑا مشتاق ہون تیرا دکھا رُخ سرو قد مجکو

جو لڑکا اپنی حد سے ہو گیا باہر سو ابتر ہے
قدم باہر نہ رکھ اپنا بتاتی ہے یہ حد مجکو

سمجھنا ایک سے دو کو یہی دبدا ہی اے پیارے
دوئیکو چھوڑ غافل ہے یہ سمجھایا احد مجکو

زبان ہی شکر کیا کیجے نہین طاقت ہی کچھ مجھ مین
کہ دے ہے یاد اپنی آپ اللہ الصمد مجکو

اسی پر ہے عمل میرا خدا اسپر رکھے قائم
جو فرمایا ہے قرآن مین وہی ہیگا سند مجکو

کرون کیونکر نہ اُسکا شکر مین دنرات اے استاد ان
کہ دی ہے نعمتِ عظمیٰ خدا نے تا ابد مجکو

سُنین جو واعظ کی ایسی باتین کہان ہی ایسا دماغ ہمکو
صنم کی باتون مین پھنس رہی ہین نہین ہی اتو فراغ ہمکو

چھٹک رہی ہین ستارے شب کو عجب طرح کی بہار ہیگی
پیارا آیا ہے گھر ہمارے تو بھر دی ساقی ایاغ ہمکو

نظر نہ آتا تھا کچھ بھی لیکن جو اُسکو دیکھا تو سبکو دیکھا
اندھیری شب مین بھٹک رہی تھے ہوا و جلوہ چراغ ہمکو

تمہاری خاطر ہمارے پیارے ذرا تو دیکھو کیا ہی کیا ہے
بھٹکتے پھرتے تھے رات اور دن ملا ہی اتبسر اغ ہمکو

اُسکی دولت ہی عیش گھر گھر کہان ہی ایسا بتاؤ سلطان
شہِ سکندر رسوار ہوئے تو کہون نہ جنگل ہو باغ ہمکو

یعنی بدولت

ردیفِ ہاے ہوز

شب کو ہم تھے وہ صنم تھا تو ہوا کیا کیا کچھ
کیا کہین لطف ہم اُسکا کہ رہا کیا کیا کچھ

دل نہ کس وجہ تری زلف کے پیچو مین پھنسے
حُسن تیرا ہے بلا تسپہ ادا کیا کیا کچھ

گلفشان تھا عجب انداز سے وہ محفل مین
کیا کہون مین مرے کانون نے سُنا کیا کیا کچھ

شرح اُسکی مین کرون کیا جو لیا ہے تمنے
دل ہی تنہا نہ لیا اور لیا کیا کیا کچھ

ہمنے چھیڑا جو اُسے خواب سے شب چونکتے ہی
تھا وہ خاموش مگر کہنے لگا کیا کیا کچھ

شوق مین تیرے جو بیتاب رہے ہم شبکو
اک نظر دیکھہ کہ احوال لکھا کیا کیا کچھ

دل مین رکھتے ہین ترے ناز و ادا کی باتین
شوخ تیری ہی زبان سے ہی سُنا کیا کیا کچھ

رات شوخی سے کیا ہمکو جو باتون مین اسیر
یاد سب ہے وہ میان تمنے کہا کیا کیا کچھ

مال اور ملک وزر و دولت و نعمت شادان
شکر اُسکا کہ مجھے اُسنے دیا کیا کیا کچھ

شمع رو پر جو دل و جان سے ہے پروانہ
لوگ کہتے ہین یہ عاشق ہے عجب دیوانہ

شب تاریک مین بجلی سی چمک جاتی ہے
زلف مین کھینچے ہی دلدار مرا جب شانہ

خوب ہی اپنے تئین آج سنوارا تو نے
کان مین لٹکے ہے دل لینے کو یہ دُر دانہ

سارے عالم کو مے عشق سے مدہوش کیا
سب ہین دیوانے اُسیکے ہے وہی فرزانہ

کیون نہ دنرات کرے خلق کی مہمانداری
سب ہین مہمان اُسی کے وہ ہی صاحب خانہ

پردۂ چشم اُٹھا دیدۂ تحقیق سے دیکھ
جب یگانہ وہ ہوا کوئی نہین بیگانہ

یار آتا ہے مرے گھر مین کہے ہی شادان
ساقیا دیر نکر بھر دے مجھے پیمانہ

مست ہو پوچھتے ہو ہمسے کہان ہی شیشہ
ہے عیان ہو لکے مست کہیو نہان ہی شیشہ

عشق دلدار کا جس دل مین نہو ہے ناچیز
ہووے جو بادہ سے خالی سو گران ہی شیشہ

صحبتِ شب کا خُمار اب تئین ہی آنکھو نمین
ڈھونڈ کر جلد کوئی لائے جہان ہی شیشہ

گردشِ چشم نے تیری یہ نتیجہ بخشا
ہاتھون ہی ہاتھ شب و روز روان ہی شیشہ

تیرے ہی لطف سے خوش ای مریجان رہتے
سنگدل اتنا نہو دل تو یہان ہے شیشہ

سیری ہوتی نہین ساغر سے مجھے ای ساقی
لا مرے منہ سے لگا دے تو کہان ہی شیشہ

بادہ خوارون مین عجب تشخص ہی یہ شادان بھی
نشہ مین کہنے لگا راحتِ جان ہی شیشہ

غربت زدون کے دل مین ہی حُبِّ وطن گرہ
مقدور ہے کسی کا جو کھولے کٹھن گرہ

ہے بات وہ بھلی کہ جو ہوتی ہی صاف صاف
کھُلتی نہین ہے جو کہ پڑے در سخن گرہ

دل تنگ ہو کے اِسلیے لب کھولتا نہین
رکھتا ہے رشکِ لب سی عقیقِ یمن گرہ

۱۲ اب تک کی جگہ اب تئین قدیم زبان ہے

شادان ذرا تو فکر کسی بات کی نہ کر
کھو لینگے مشکلون کی تری پنجتن گرہ

ردیفِ یائے تحتانی

دل یہ چاہے ہے کہ رہیے ترے در کے آگے
سر ترے زانو سے اک لحظہ نہ سرکے آگے

اک نظر دیکھو گے ہمکو بھی کبھو ایصاحب
پاسبان ہو کے پڑے رہتے ہین گھر کے آگے

حسن تیرا ہی فلک پر ہے وگرنہ کوئی
سرخرو ہو نہ سکے شمس و قمر کے آگے

عاشقون کو ترے پرواہی نہین ہے زر کی
جان کرتے ہین فدا لوگ تو زر کے آگے

اشکِ عاشق سے گہر کیون نہو پانی پانی
آبرو کس کی رہے ایسے گہر کے آگے

مت کھو دردہ رہتا ہے نظر سے اپنی
یار رہتا ہے سدا اپنی نظر کے آگے

مول اس جنس کا دنیا مین نہین ای شادان
آئے معشوق تو کیا دیجیے سر کے آگے

مین طلبگار تمہارا ہون کہ کب آؤ گے
میرے دل مین جو تم آؤ گے کہان جاؤ گے

چھوڑنے کا نہین مین تمکو کہان جاؤ گے
سوداسے تم اگر جانِ مَن اِترا ؤ گے

شرم کی مجھسے نہ اب لیجیے مین عاشق ہون
جب بغل مین تمہین کھینچونگا تو شرماؤگے

ناز کرتا ہون مین تم پر جو مجھے چاہتے ہو
جانتا ہون کہ مین روٹھون گا تو سمجھاؤگے

ماننے کا مین نہین بوسہ لیے بن ہرگز
مجکو سو طرح سے گر پیار مین بہلاؤگے

چھوڑنے کے نہین زنہار مجھے اک لمحہ
میری الفت کا مزہ آج اگر پاؤگے

اے قمر مین نے سنا ہے یہ نجومی سے کہ تم
آج کی رات خوشی سے مجھے گرماؤگے

جان من میرا عجب حال تمہارے بن ہے
دل تڑپتا ہے کبھی آن کی ٹھہراؤگے

تم سے کرتا ہے بچن اپنی خوشی سے شادان
دونگا مین لاکھون اگر یار مرا لاؤگے

ہم پہ وہ شوخ جو کرتا ہے نگاہے گاہے
کب گمان تھا کہ ادہر دیکھے گا گاہے گاہے

چاہتے ہین کہ رکھین خانۂ دل مین تجکو
کب قرار آئے جو لیلے سہرا ہے گاہے

آپ ہین شمع تو یہ آپ کے پروانے ہین
عاشقونکو تو بھلا دیجے پنا ہے گاہے

تیری چاہت پہ دل اپنا تجھے اب دیتے ہین
چاہتے ہم ہین اگر تو ہمین چاہے گاہے

ہے شمار اب یہ شب و روز کب آئے وہ ماہ
ہمسے کرتا ہے جو وہ وعدۂ ماہے گاہے

دل نثار اپنا کرے ہو کے یہ شادان شاداں
ہووے مقبول اگر عذر گناہے گاہے

کشورِ دل مین جو آمد ہوئی مہمانون کی
ہوگئی گرمی بازار یہ دُکانون کی

شعلہ رو پر دلِ عشاق تو یون جھکتے ہین
شمع پر دھوم ہو جسطرح سے پروانون کی

ڈھونڈتے پھرتے ہین کیا یار کو اپنے ہر دم
آج جنگل مین بڑی دھوم ہی دیوانون کی

اپنے ہاتھون سے پلاتا ہے پیا پے ساقی
آج تو ڈاک ہے بیٹھی ہوئی پیمانون کی

عشق مین تم تو دوانے تھے ہوا کیا تمکو
باتین کرتے ہو عجب آج یہ فرزانون کی

اے پری چہرہ ترا حسن ہے مہ سے افزون
سلکِ گوہر سے صفا خوب ہی دندانون کی

دل یہ کہتا ہے کہ آئے گا وہ ساقی شادان
بُوے خوش آجکی شب آتی ہے میخانون کی

کیون پڑا سوتا ہے گھڑیال بجانے والے
تجکو دیتے ہین جتا بات جتانے والے

انتظاری مین کٹی رات ہوئی صبح نمود
کیا خبر یار کی لایا ہے تو آنے والے

کہیو معشوق سے مشتاق ہے تیرا عاشق
میرا پیغام بھی لے جائیو جانے والے

ایک مدت سے پڑے ڈھونڈتی ہین آجیت
خضر سان راہ بتا راہ بتانے والے

پیاری باتین جو پیارے کی کہین ہنس ہنسکر
خوب محظوظ کیا تو نے ہنسانے والے

تجکو تولیگا جواہر کے برابر شادان
لا مرے گھر مین تو معشوق کو لانے والے

واہ کیا لطف سے اب کے یہ بہار آئی ہے
لے چھڑی پھولون کی ہاتھون مین ہزار آئی ہے

نہین پھولا مین سماتا ہون خوشی سے یارو
وہ پری موسم گل مین بکنار آئی ہے

دل کرون اُسپہ فدا لاکھ طرح سے مین اگر
کوئی کہدے کہ مراد اب تیسی یار آئی ہے

آم ٹیکین ہین درختون سے صنم ہے برمین
کان مین زور یہ کویل کی پکار آئی ہے

ماہ میرا جو وہ نکلا ہے فلک سے زہرہ
لیکے انجم سے طبق بہر نثار آئی ہے

آج کیا آئی ہے اُس حور کے دلمین والتد
ڈالنے میرے گلے بیچ جو ہار آئی ہے

اُٹھ ذرا خواب سے بیدار ہو جلدی شادان
تجھسے ملنے کو پری کر کے سنگار آئی ہے

مجلس عیش ہے اور تسپہ گھٹا چھائی ہے
مژدۂ وصل صنم باد صبا لائی ہے

دل مشتاق تڑپتا ہے مرے سینے مین
اُسکے گھنگرو کی جو کانون مین صدا آئی ہے

کیون نہو سرو گلستان سے ہے تو رعنا تر
دلکو میرے جو تری یار ادا بھائی ہے

مت کہو اُسکو دوانہ کہ سیانا ہے وہ
عشق مین ہووے دوانہ تو وہ دانائی ہے

کر گئے ہینگے نصیحت یہ سنو دہر کے کان
آنکھ موندی تو گریگا کہ یہان کھائی ہے

اپنے دل مین جو رکھا کینہ کسی نے شادان
گر گیا اپنے سے وہ آپ سزا پائی ہے

دلکے آئینہ مین کیا خوب پری رہتی ہے
پھول مین پھول کی بُو جیسے بھری رہتی ہے

یار رہے دل مین مگر ہمکو خبر اُسکی نہین
جسطرح سہو سے کچھ چیز دھری رہتی ہے

ہے سخاوت وہ شجر جیسے چراغِ مُقبل
خشک ہوتی نہین شاخ اُسکی ہری رہتی ہے

جوکہ اُس کوچے مین جاوے سو معطر ہووے
عطر بیز ایسی نسیمِ سحری رہتی ہے

بات حاصل ہے وہ مجکو جو سلیمان کو نتھی
میری محفل مین سدا جلوہ گری رہتی ہے

سچ کہو اپنے صنم سے جو نہووے خفّت
بات پوشیدہ کہین کھوٹی کھری رہتی ہے

کام نیکی کے کریگا تو رہے گا شادان
ایسی باتون مین تری ناموری رہتی ہے

پیرہن یار کا ہیگا جو گلابی میرے
دیکھہ کر اُسکو ہوے دیدے شہابی میرے

انتظاری مین تری نیند نہین آنکھون مین
دے جواب آکے مجھے ابتو جوابی میرے

تیری ہی واسطے محفل مین بھری ہین شیشے
بھیجیو ہاتھہ سے اک جام شرابی میرے

جسکے سُنتے ہی یہ دل وجد مین آجاوے
بیتِ توحید بجا ایک ربابی میرے

کیا کہون یار کہ اعمال مرے کیسے ہین
پوچھہ احوال مرا اب نہ حسابی میرے

عرض رکھتا ہے یہ شادان جو کبھو ہووے قبول
یار لگ جا تو گلے آکے شتابی میرے

اس گھڑی پاس تم آئے تو صفائی ہوگی
ٹک اگر دیر لگائی تو لڑائی ہوگی

تم کہوگے اگر اک آن بھلا صبر کرو
دیکھ لین کہ اجل مجکو جدائی ہوگی

ہوگیا ایسا دوانہ کہ نہین ہوش مجھے
کہین وہ حور مگر ٹک نظر آئی ہوگی

اسلیے کن سے کیا تونے پدیدار جہان
اپنے جلوے سے نمودار خدائی ہوگی

مین ترے ملنے کا مشتاق سدا رہتا ہون
کب ترے پاس مرے یار رسائی ہوگی

بوسہ دیوے تو اگر مجکو تو کیا ہووے مزہ
لب وہ شیرین ہین کہ ایسی نہ مٹھائی ہوگی

ہے وہ معشوق مرے پاس تو کہتا ہے دور
تیری آنکھون مین مگر دیکھہ سلائی ہوگی

تجکو کہتا ہون مرے یار تو سن دھر کر کان
کام نیکی کے کریگا تو بھلائی ہوگی

اپنے جامے مین سمائے گا نہ پھولا شادان
وہ پری لطف سے اُسکے جو گھر آئی ہوگی

کیا ملے انت حقیقت کا ہے گہرا پانی
جو رہا آپ سے ہے آپ مین لہرا پانی

ماہرو چہرہ ترا جا ہے عجب حیرت کی
ہو کے آئینہ سا حیرت زدہ ٹھہرا پانی

اور سے اور ہوا یار کی تصویر کا رنگ
یک قلم پھیرا جو نقاش سنہرا پانی

تابشِ مہر سے بیتاب ہوا جاتا ہے
یار کے واسطے لیجائیو مہرا پانی

فتح لنکا سے ہوا جشن مبارک اُسکو ق سامنے رام کے بھرتا تھا دسہرا پانی
بھاگے روبہ کی طرح کیونکہ نہ راون اُس سے دہاک سے جسکی ہوا شیر کا زہرا پانی

شبِ مہتاب بھلی لگتی ہے شادان ایسی
ماہ کے عکس سے جون ہووے روپہرا پانی

ہاتھ آیا ہے صنم آج تو دشواری سے چوکتا ہی نہین پر اپنی وہ عیاری سے
گرچہ اچپل ہے مگر رکھتا ہے ہمپر احسان دل ہمارا ہے لیا یار نے دلداری سے
ساقیا جام لے آہیگا یہ ہنگام طرب یار بدمست چلا آتا ہے سرشاری سے
جاے نازک ہے سنبھلنا ہی بہت یان مشکل پاؤن رکھ اپنا سنبھل دیکھ کے ہشیاری سے
اس سے بہتر نہین کچھ بات یہ سُن لے ہمسے گر کٹے رات تری یاد مین بیداری سے
یا خدا اپنے گنہگار پہ رحمت کیجو گرچہ مجرم ہے تو مت چوکیو غفاری سے

شاد رکھتا ہے جو شادان کو کرم سے اپنے
رہتا آرام سے ہے تیری مددگاری سے

دلِ عشاق اگر گوے گریبان بن جاے مژہ چشم تری سوزنِ دامان بن جاے
گر نظر اُسکی پڑے مور سلیمان بن جاے پارہ سنگ ابھی لعلِ بدخشان بن جاے

جس جگہ وصلِ صنم تجکو میسر ہووے
اے دوانے تجھے وہ دشت گلستان بن جاوے

جیسے اکسیر سے مس ہووے طلائے احمر
دیکھے ذرّے کو تو خورشیدِ درخشان بن جاوے

نام عشاق کے دفتر مین لکھین گے اُسکا
دل کسیکا جو غبارِ رہِ جانان بن جاوے

حُسن کو تیرے سبھی رشکِ پری کہتے ہین
دیکھ تصویر تری آئنہ حیران بن جاوے

جسکے سُننے سے مسرت ہو سخن سنجون کو
اک غزل اور بھی کہہ تجھسے جو شادان بن جاوے

تجکو دانا بھی اگر دیکھے تو نادان بن جاوے
ہر خردمند یہان طفلِ دبستان بن جاوے

بیٹھے ناجنس مین انسان تو حیوان بن جاوے
صحبتِ نیک سے حیوان بھی انسان بن جاوے

سُنکے گفتار تری غنچۂ گُل جاوے چٹک
دیکھے رفتار تری سرو خرامان بن جاوے

جبکہ مہندی سے وہ رنگین کرے ہاتھونکو
پنجۂ دست وہین پنجۂ مرجان بن جاوے

اے تہیدست نہ بازار مین جا تو ہرگز
کر وہ سامان کہ تو صاحبِ سامان بن جاوے

کون کہتا ہے کہ کافر کو نہین ہے ایمان
یاد اُسکی جو کرے گبر مسلمان بن جاوے

بیتِ ابرو کی جو تعریف لکھی ہی شادان
کیون نہ ہر شعر ترا مطلع دیوان بن جاوے

بحر رمل

گل چمن مین بن ترے دیتا نہین ہی بو مجھے
یاد آتا ہے دم سیر گلستان تو مجھے

دل ترے بن بیقراری سے تڑپتا ہی مدام
کب دکھائیگا جمال اپنا تو ای گلرو مجھے

زلف کے پیچون مین اُلجھا ہے مرا دل ای صنم
ہوگیا دام محبت حلقۂ گیسو مجھے

نت بندھا رہتا ہے دل مین وہیان کب جاؤن اُدہر
دیکھکر محراب یاد آتے ہین وہ ابرو مجھے

کب تلک چھپ چھپ کے جائیگا مری آنکھون سے تو
اک نہ اک دن تجھپہ ہو ہی جائیگا قابو مجھے

بندگی جیسی مین رکھون تو بھی رکھہ ویسا کرم
ہے مثل مشہور پیارا مین تجھے اور تو مجھے

شاد ہو کہتا ہے شادان تجکو دیدے کر دعا
اپنی چھاتی سے لگالے جلد اے خوشخو مجھے

بحر رمل

دیر کیا کرتا ہے ٹک آکر شتابی دے مجھے
پُر شراب اب لا کے اے ساقی گلابی دے مجھے

جسکے پینے سے نظر آئے صنم سو رنگ سے
اک پیالہ تو جو پیتا ہے شرابی دے مجھے

منتظر کب سے کھڑا ہون تیرے مجرے کے لیے
جلوہ گر ہو لطف سے اور باریابی دے مجھے

گر حجاب اسبات مین کیجے تو تو ملتا نہین
مانگتا ہون تجھسے تجکو بے حجابی دے مجھے

جھوٹ مت کہہ سچ بتا کسدن ملیگا وہ صنم
ہے سوال اپنا جواب اسکا جوابی دے مجھے

قیمت اُسکی نقد دل دینے کو مین تیار ہون
جو کیا تو نے ثواب اپنا ثوابی دے مجھے

لذتِ لب تیری شادان کو نہین ہی بھولتی
بوسہ تیرا چاہیے اے انتخابی دے مجھے

کسطرح کا حُسن تیرا کیسا ترا انداز ہے
دل فدا ہووے نہ کیونکر سوطرح کا ناز ہے

بوستانِ حُسن مین شمشاد ہے قامت ترا
جدولِ خط سبزہ رنگی پر عجب پرواز ہے

سوطرح سے پوچھتا ہون تو نہین دیتا جواب
کوہ بھی اے سنگدل دیتا مجھے آواز ہے

چشم جادوگر نگاہِ تیز اُسکی ہے خدنگ
پنجہ مژگان بسانِ چنگلِ شہباز ہے

زنگ مستی مین نہان ہین اسطرح وہ لعلِ لب
ابر مین مہتاب اور پردے مین جیسے راز ہے

زلف ہے بکھرے پہ اُسکے کیا کہون کیا دلفریب
قامت اُسکا ہے قیامت سرو سی ممتاز ہے

اک سخن پر دیدیا شادان ذی اُسکو دین و دل
بات اُسکی ہے کرامت یا کوئی اعجاز ہے

دل پڑا تڑپے تھا جبتک در سے باہر پاؤن تھے
کیا سر کتا سر کہ اُسکے اپنے سر پر پاؤن تھے

پاؤن اپنے کفش مین رکھتا تھا جب وہ نازنین
جون صدف تھی کفش اُسکی مثلِ گوہر پاؤن تھے

کیون نزاکت مین نہوتا شہرہ آفاق وہ
برگِ گل سے اُس پری پیکر کی خوشتر پاؤن تھے

جبکہ رکھتا تھا زمین پر پاؤن وہ وقتِ خرام
چشم و دل زیرِ قدم تھے کب زمین پر پاؤن تھے

دام مین زلفِ صنم کے ہو گئے لاکھون اسیر
جو گیا محفل مین اُسکی کرتے تھر تھر پاؤن تھے

اسلیے کہتا ہون مین آنکھون مین وہ پھرتا رہا
عاشقون کے اشک سے اُس شوخ کی تر پاؤن تھے

اُسکے چہرے کی کرے تعریف شادان کسطرح
جس پری کے حور کے لکھڑے سے بہتر پاؤن تھے

آنکھ سے پردہ نکر پردے کا گھر یہ بھی تو ہے
تو تو دیکھے ہم نہ دیکھین طرفہ تر یہ بھی تو ہے

دردِ سر کا کیا گلہ اے دل دوائے عشق مین
ایسے روٹھے کو منانا دردِ سر یہ بھی تو ہے

بھولکر دیکھا تجھے آنکھون مین ہی تیری شبیہ
دیکھتا ہی کیون اُدہر پیشِ نظر یہ بھی تو ہے

برگِ گل سے نازنین تر ہے ہمارا نازنین
شاخِ گل کیون دیکھیے نازک کمر یہ بھی تو ہے

چھپکے اُسکو دیکھنا چاہین تو دیکھین کسطرح
دیکھتے دیکھے نہ کوئی ہمکو ڈر یہ بھی تو ہے

کیون صنم ہمسے صفائی کے نہین کرتی کلام
بات کرنے مین تمہارے اک ہنر یہ بھی تو ہے

ہے ترا مشتاق شادان کب ادہر آئیگا تو
اِسطرف آجا کہ تیری رہگزر یہ بھی تو ہے

آئی عشرت گھر ہمارے انتظاری ہو چکی
عیش کی باری ہے اپنے سب کی باری ہو چکی

بات ہے یہ ہی میان دل مین کوئی کچھ بھی کہے
فرض ہے کرنی وفا جب شرطیاری ہو چکی

کام کرنے کے کیا کریہ نکہہ دل سے کبھو
کام تھا سُو ہو چکا اور کا مگاری ہو چکی

جو کہ دینا تھا دیا اب شکر اُسکا کر مدام
جب مراد آئی تری اُمیدواری ہو چکی

کرتے تھے ہم انتظار اُسکا خدا کا شکر ہی
یار آیا اب بغل مین بیقراری ہو چکی

پوچھتے ہو ہمسے کیا یہ بات تو ہے آشکار
آب آیا جب چمن مین نہر جاری ہو چکی

آفرین شادان اُسے جو پاس آقا کا رکھی
جو نجانے حق کو اُس سے پاسداری ہو چکی

دل کبھو مت جایو سنبل کے سایے کے تلے
مار ہیگا دیکھیو کاکل کے سایے کے تلے

رنگ و بُو پایا ہے فیض اُسکے سے کہتی ہے صبا
گل رہا کرتے ہین اُس گل کی سایے کے تلے

بادۂ الفت کا جسکو شوق ہے بیہوش ہو[1]
نشہ مین لوٹے ہے جام مُل کی سایے کے تلے

اے دوانے اُسکے سایے کے تلے تو بھی تو جا
جوش سے آیا ہے دریا پُل کی سایے کے تلے

جس نے بُویا تخم نیکی کا ثمر اُسکو ملا
بیٹھتا ہے ہر مسافر گھل کی سایے کے تلے

جسکا رالکب ہے شہنشاہِ دلایت صدر دین
تو بھی آ اک دم اُسی دلدل کی سایے کے تلے

تو بھی ہو رطب اللسان شادان ثنائے یار مین
غنچے دیتے ہین صدا بلبل کی سایے کے تلے

[1] یعنی ہوش

کبک سے بہتر تری اے سرو قد رفتار ہی
سحر ہے اعجاز ہے افسون تری گفتار ہے

سو طرح سمجھا کے کہتا ہون صنم آجا ادہر
پر نہین آتا کبھو وہ یار کیا عیار ہے

گر نہ دیکھے اک نظر عاشق تڑپتا ہی رہے
بیخودی سے خواب مین بولی کہ ہر دلدار ہے

رم کیے جاتا ہے وہ آہو نگاہ اس دام سے
کس طرح سے مین بچھاؤن دام وہ ہشیار ہے

ہم نہین سنتے ہین ایسی چاپلوسی کے سخن
گفتگو سے درگزر پیارے جو ہے کردار ہے

دل ٹھہرتا ہی نہین ہے کس طرح دیکھون تجھے
تشنہ لب کی طرح سے یہ طالب دیدار ہے

پیرہن مین غنچہ سان شادان سماتا ہی نہین
بیخودی سے مست اور سرشار آتا یار ہے

گوہر یکتا کو کیون تشبیہ دین ہم سنگ سے
رنگ لعل بے بہا پھیکا ہی اسکے رنگ سے

لاؤبالی پن سے گر معشوق دیکھے اک نظر
شیفتہ ہون اور مفتون ہو مین ایسی ڈھنگ سے

عاشق ایسا تر بھرا کر بولتا ہیگا پکار
مین دوانہ اسکا ہون کیا کام نام و ننگ سے

گر محبت ہو کسی کو دل سے اپنے یار کی
مضطرب ہو ڈھونڈتا آوے وہ سو فرسنگ سے

دیکھ شادان تیرے اعدا پر چلیگی غیب سے
دو ہار سو سو بار شمشیر دو دم کی جنگ سے

سیر کو نکلا ہے وہ اُسکی ہوا آنے لگی
ہر طرف سے تہنیت کی اک صدا آنے لگی

بیحجاب اب ہمسے کیون ہوتا نہین ہے وہ صنم
نام آیا میرا اور اُسکو حیا آنے لگی

سو طرح کے ناز کرتا ہے وہ ہر دم نازنین
جانتا ہے مجکو خوش اُسکی ادا آنے لگی

ہے دُلہن فصلِ بہاری اور دولہا شاہِ گُل
ہے جو شادی کی خبر بُوے حنا آنے لگی

رنگ مین معشوق کے دل جسکا رنگین ہوگیا
آسمان سے ہر گھڑی اُسپر ندا آنے لگی

عالمِ غفلت مین بھی کھٹکا ترا اس دل مین تھا
ہوگیا بیدار جب آوازِ پا آنے لگی

جلد ہو بیدار شادان اب تو ہے وقتِ سحر
لے[1] خبر دلدار کی بادِ صبا آنے لگی

جسنے دیکھی نرگسِ شہلا تری مدہوش ہے
کہہ نہین سکتا مثالِ آئنہ خاموش ہے

خیرہ ہوتی ہے نظر خورشید پر پڑتی ہے جب
جسنے دیکھا رُخ کو تیرے بیخود و بیہوش ہے

فہم سے اپنے شناور کیونکر اُسکی تھاہ لے
ایک دریا ہے کہ اپنی موج مین مدہوش ہے

دل مین رکھو اُسکو جیسے دُر کو رکھتی ہے صدف
پند عارف دُر سے بہتر سنتے ہین در گوش ہے

جسنے دیکھا یون کہا محفوظ چشمِ بد سے ہو
آج محفل مین ہماری عیش و شادی نوش ہے

ٹوک مت تو دیکھ[2] عشرت دُور ہو جا اے رقیب
بعدِ مدت آجکی شب یار ہم آغوش ہے

[1] یعنی یکہ
[2] یعنی دیکھ

موسم گل ہے یہ شادان موسم عیش و طرب
جسطرف سُنتے ہین آتی بانگ نوشادش ہے

جب سے دیکھا گل نے اسکو رشک پیراہن پہ ہے
پیرہن پر رشک کیا ہی بلکہ اُسکے تن پہ ہے

رشتہ اُس سے یون لگا ہی جون گ گل گل مین ہو
تار اشکونکا ہمارے یار کے دامن پہ ہے

لو دمامہ ابر کا بجنے لگا بھر شگون
اب مگر برسیگا لوگون کی نظر ساون پہ ہے

جو گیا اُس بن مین تن من سے دوانہ ہو گیا
عشق کا چھایا ہوا کیا ابر بندرابن پہ ہے

آگیا سرو خرامان جو چمن مین سیر کو
کیا بہار اس ابر مین دیکھو تو اب گلشن پہ ہے

لیگیا ہے دل ہمارا اک نگاہ شوخ سے
دلفریبی دلربا کی بیطرح چتون پہ ہے

نوجوانی سے ہوا ہے پیر اُسکے شوق مین
عشق شادان کا ہمیشہ یار کے جوبن پہ ہے

عیب گر دیکھے کسی کا اُسپہ دامن ڈہانپ دے
جو برہنہ ہووے اُسکا لطف سے تن ڈہانپ دے

زیب دیوے قبضۂ شمشیر جب سے ہاتھ مین
نقرئی کر کے ملمع عیب آہن ڈہانپ دے

پاس ہر اک چیز کا کیجے ثمر کے واسطے
موسم بارش مین جو بھیگے تو خرمن ڈہانپ دے

بات پردے مین بھلی ظاہر نہ کر تو زینہار
بر ملا بُت کو نہ لیجا اے برہمن ڈہانپ دے

جسکے دیکھے سے طراوت ہووے آنکھونکو دو چند
اے صبا شبنم سے ہر ہر برگ گلشن ڈھانپ دے
دور اسکندر کا ہے تو اے فلک مت کر درنگ
کر کے بوچھار ابر کی تو سر بسر بن ڈھانپ دے

تجھ سے یون کہتا ہے شادان بات یہ ہیگی کٹھن
مَن نہین ڈھپتا مگر تو یاد سے مَن ڈھانپ دے

وہ جھمکڑا جسگھڑی اپنا ہمین دکھلای ہے
پھر جھپکتی ہی نہین ہے آنکھ جب لگجای ہے
کسطرحکا شوخ ہے کہنے مین کچھ آتا نہین
دل ہمارا لیگیا اور پھر ہمین بہلای ہے
جانتے ہین اُسکی ہم یہ بازیان سو رنگ کی
آپ وہ کرتا ہے سب کچھ غیر کو تبلای ہے
غنچہ جب تک بند ہے ہرگز نہین دیتا ہے بُو
کیا خوشی ہوتی ہے جسدم گلبہڑی کھُلجای ہے
دل ہمارا مثلِ گل کھلتا ہے اُسدم شاد ہو[1]
جب صبا گلشن سے گلرو کی خبر پہونچای ہے
کسطرحکا پیچ ہیگا عشق مین مت پوچھ کچھ
دل اُلجھ جاتا ہے جسدم زلف وہ اُلجھای ہے

[1] یعنی ہوکر

اِسلیے شادان کہ یان جرأت جو جرات کرگیا
دوسری بھی اب غزل کہنے کو جی للچای ہے

چہرہ اپنا ہر گھڑی چھپ چھپ کر جو دکھلای ہے
وہ ہمارے دلکو ہر دم آپ سے پرچای ہے
جیسے لہراوے ہی سبزہ خلعتِ سرسبز سے
موج اُسکی یاد سے دریا مین یون لہرای ہے

سبز اور شاداب ہو جاتا ہے صحرا ہر طرف
ابرِ رحمت جب کرم سے اپنے منہ برسا ہی ہے

دیکھ کر تجکو ٹھٹک رہتے ہین کیا اڑتے پرند
تیرا چلنا آبجو مین آب کو ٹھہرا ہی ہے

شرم بیگانے سے کرتے ہین یگانے سے نہین
بیحجاب آجا ہمارے بر مین کیون شرما ہی ہے

چین آتا ہے ہمارے دلکو سو سو رنگ سے
جب ہمارے گھر مین وہ جانان کرم فرما ہی ہے

سیج پھولون کی بچھا سو رنگ سے کرتا ہی ناز
جب سے شادان نے سنا ہی یار میرا آی ہے

عقل اور تدبیر تو اُسکی نہ دامنگیر تھی
الفتِ لیلیٰ ہی مجنون کی مگر زنجیر تھی

وصف مین اُس چہرے کے میری یہی تقریر تھی
خط نہ تھا مکھڑے پہ اُسکے خوشنما تحریر تھی

جسطرف مین دیکھتا تھا اُسکے جلوے تھے نمود
مردمک آنکھون مین میری یار کی تصویر تھی

جب لگایا آنکھ مین بینائی اپنی کیا کہون
چشم مین خاکِ قدم اُس یار کی اکسیر تھی

قصہ اُسکا سُنکے افزایش نہو کیون عشق کی
رانجھا عاشق تھا وہ صادق جسکی دلبر ہیر تھی

روز افزون دیکھ طالع یون منجم نے کہا
جسکے یہ طالع ہین اُسکی کیا بھلی تقدیر تھی

ہو گیا دل شاد شادان دیکھتے ہی یار کے
رات دن ملنے کی اُسکے اسلیے تدبیر تھی

اسلیے رہتی ہے نت خواہش دیدار مجھے
تجھسے بہتر نہ ملا دل کا خریدار مجھے

جنس ایسی نہ لگی ہاتھ کہین دنیا مین
تیرے سودے سے ہی گرمی بازار مجھے

جب سے دیکھا تجھے اے مست نہین آتی مین
کر دیا بادۂ الفت نے یہ سرشار مجھے

چشم مین بستا ہے جون مردمک اے نور نظر
ہووے کسطرح ترے آنے سے انکار مجھے

واہ چھڑے یار نے نیرنگ دکھایا کیسا
جسطرف دیکھیے آتا ہے نظر یار مجھے

مین دوانہ ہون اسی بات پہ اُس پیار یکی
چشم بد دور وہ کرتا ہے بہت پیار مجھے

بد تکبر سے نہین خلقت انسان مین کچھ
شکر اللہ کہ نہین نام کو پندار مجھے

یا الٰہی یہ مناجات ہے اب شادان کی
ہون مین غفلت مین پڑا کر دے تو ہشیار مجھے

ہے وہ خاموش پہ کرتا کبھو گفتار بھی ہے
روٹھہ جاتا ہے کبھو ہمسے کبھو پیار بھی ہے

شان اسکی ہے کہ اپنا بھی ہے بیگانہ بھی
یار کا یار بھی اغیار کا اغیار بھی ہے

ہے سیانا نکہو اُسکو دوانہ تم لوگ
صرف سرشار نہ سمجھو اُسے ہشیار بھی ہے

شر مین مختار ہے نیکی کی مدد یار سے ہی
گرچہ مجبور بظاہر ہے پہ مختار بھی ہے

گرچہ دنیا مین سراسر ہے کوئی آغشتہ
نہ سمجھ اُسکو تو بیکار وہ باکار بھی ہے

شب گزرتی ہے سکندر کو بعیش و عشرت
چرخ بھی یار ہے اور طالع بیدار بھی ہے

اُس سے رکھتا ہے تعلق جو سراسر شادان
بیغرض مت کہو کچھ اُس سے سروکار بھی ہے

بسکہ کرتا ہے یار پیار مجھے
جانتا ہے وہ دوستدار مجھے

کچھ تو سمجھا ہے اپنے دلمین وہ
یون جو رکھتا ہے ہمکنار مجھے

چھیڑتا ہون اُسے تو کہتا ہے
کیون ستاتا ہے بار بار مجھے

ساقیا اور دے مجھے ساغر
نشہ مے کا ہے خمار مجھے

دیر مت کر اب اپنے ملنے مین
کیون تو رکھتا ہے بیقرار مجھے

چشم براہ و گوش بر آواز
تیرا رہتا ہے انتظار مجھے

چہرہ تیرا جو دیکھتا ہون مین
نظر آتا ہے لالہ زار مجھے

وصل اُس سے ہوا تو مین سمجھا
مل گیا گنج بیشمار مجھے

ہم سے ملجا تو آ کے اے شادان
وہ بلاتا ہے یون پکار[1] مجھے

[1] یعنی پکار کر

آ دیکھ چشم جانان مخمور ہے تو یہ ہے
نرگس کی آنکھ کیا ہے مشہور ہے تو یہ ہے

دیکھا نہ ہمنے ایسا پیارا کوئی جہان مین
گر دیکھنا کسی کا منظور ہے تو یہ ہے

ہوتی نہین میسر یہ بات جز عنایت
دنیا خوشی سے اپنی مقدور ہی تو یہ ہے

کیا اختیار اُسکا کہتے ہین جسکو انسان
ناچار ہے تو یہ ہے مجبور ہی تو یہ ہے

پردے مین گرچہ وہ ہے لیکن عیان ہی سب پر
ظاہر جو ہے تو یہ ہے مستور ہے تو یہ ہے

اپنے صنم سے ملتا ہر رنگ مین ہی شادان
شادان جو ہے تو یہ ہے مسرور ہی تو یہ ہے

بٹھاتا کسطرح شطرنج مین عیار مُہرا ہے
لُبھا لیتا ہے دل یارونکا کیا دلدار مُہرا ہے

لگانا توپ کا ہر بار کب ہے شست پر آسان
نہین آتا کسی کے ہاتھ کیا دشوار مُہرا ہے

صفائے دل ہے کافی نامۂ اعمال لکھنے کو
صفائی تاؤ کی دینے کو کیا درکار مُہرا ہے

اُسی کے ہاتھ آتا ہے جو کوئی مار کو مارے
جسے تریاق سب کہتے ہین سو وہ مار مُہرا ہے

نگہہ عاشق کی اُسپر جا پڑی تب یون لگا کہنے
کہ باندھا ہمنے بازو پر مرصع کار مُہرا ہے

نصیبون سے کبھو ملجائے ہی سردار لشکر کا
کسیکے ہاتھ آتا ورنہ کب ہر بار مُہرا ہے

سُنو شطرنج بازو جیتنے کی چال شادان ہی
کہ فرزین راست رو ہے اور کج رفتار مُہرا ہی

دلِ وحشی ہوا وابستہ کیونکر اُسکے دامان سے
کہ آنکھین دیکھ جسکی رُم کری آہو بیابان سے

نثار اُسپر نہوین کیونکہ پروین آسمان سے اب
خجل ہو ماہ جس خورشید رو کی روے رخشان سے

نظر اُس نازنین رخسار پر جاکر نہین پھرتی
بتاؤ اب علاج اس درد کا کیونکر ہو درمان سے

نکلتے ہین سخن یون آبدار اُس یار کے منہ سے
جھڑی جیسے لگی ہو موتیون کی اِنڈیان سے

نہین ہے بات مین جسکی قیام اب اُس سے کیا کہیے
خلاصہ یہ خدا پالا نہ ڈالے ایسے نادان سے

بہارِ حسن سے یون پھول عاشق چُنکے لاتا ہے
کہ جیسے باغبان دامن کو بھر لائی گلستان سے

عجائب جلوہ جانان ہے کہنے مین نہین آتا
حقیقت کا بیان کسطرح پوچھے کوئی شادان سے

نظر اُس شوخ کی مشتاق پر بیطور پڑتی ہے
الٰہی خیر کوئی دم مین آفت اور پڑتی ہے

مزہ ہے دھوم ہے ساقی کے ہاتھون سے پیالہ مین
جو شیشے سے شراب انگور کی فی الفور پڑتی ہے

نکلتی ہے نہین جون رنگ گل کے بیچ پیوستہ
نگاہِ عاشقان معشوق پر اسطور پڑتی ہے

دل اپنا چاہتا ہے یار سے ملکر لپٹ رہیے
جو چشمِ مست اُسکی ہمپہ وقتِ دور پڑتی ہے

قصور اُس سے ہوا ہے کونسا کچھ مُنہ سے کہیے تو
سبب کیا ہے جو شادان پر نگاہِ جور پڑتی ہے

کسی سے وصفِ حُسنِ یار کب تحریر ہوتا ہے
کہان نقاش کوئی قابلِ تصویر ہوتا ہے

تو خوش تقریر ہے نامِ خدا ایسا کہ اک عالم
تری تقریر سُنکر صاحبِ تقریر ہوتا ہے

لگا سینے مین جسکے اُسطرف سی صاف ہوکلا
تری مژگان سا ظالم تیز تر بھی تیر ہوتا ہے

نہین ہے دام ایسا عاشقونکی دلکے پھنسنے کو
جو دیکھے زلف تیری پائے در زنجیر ہوتا ہے

جو عاشق ہی وہی تو عشق کی میدان مین آوی ہی
نہین تو بوالہوس کب یار کا نخچیر ہوتا ہے

کسیکو اتفاق و بخت سے دولت یہ ملتی ہے
وگرنہ ایک عالم طالبِ اکسیر ہوتا ہے

مبارک ہو کہ شادان عید مین قربان ہونیکو
عدو تیرا مثالِ بُز تہہ شمشیر ہوتا ہے

گھٹا کچھ آسمان پر بیطرح سی آج چھائی ہے
ہوا بدلی ہے لیکر اب خوشی کی بات آئی ہے

عجب کیا ہی جو مین حیرت زدہ ہون دیکھ منہ تیرا
کہ حیران دیکھ آئینہ ترے رُخ کی صفائی ہے

نہین رہتا ہے میرا دل ترے بن کیا کرون اکرم
سہی جاتی نہین مجھسے قیامت یہ جُدائی ہے

اگر ہو عاشقِ صادق دل و دین نذر لیجاوے
نہین کرتا کبھو معشوق اُس سی بیوفائی ہے

ملائک اور خلائق بحر و بر اُسکے بنائے ہین
یہ سچ کہتا ہون دیکھ آنکھون سی کیا اُسکی خدائی ہے

اگر آوے ادہر اسدم تو دُون مین نذر کیا اُسکو
یہ جان اُسپر تصدق ہے یہ دل اُسپر فدائی ہے

لہ یعنی دیکھ کر آئینہ

کیا جسنے جہان پیدا تو اُس سے کام رکھہ شادان
یہ اچھی بات ہے جو اب ترے دلمین سمائی ہے

یہ تم سے پوچھتے ہین دلکی چاہت ایسی ہوتی ہے؟ نہین رکھتے ہو الفت ہمسے الفت ایسی ہوتی ہے؟
ہمین تو آپ سے چشم کرم ہے مہربان دیکھو بدلتے آنکھ ہو ہر دم مروّت ایسی ہوتی ہے
اسی الفت کی باتون سے تمہارے دام مین آئے عجب اُٹھتی ہے لذت تم سے صحبت ایسی ہوتی ہے
کرامت سُنتے تھے اب دیکھتے ہین تم سے آئی ہے ہمارا لے اُڑے دل ہان کرامت ایسی ہوتی ہے
رکھے قارون نے گر سو گنج اُسکو کیا ہوا حاصل لُٹے جو راہ حق مین خوب دولت ایسی ہوتی ہے
گناہون پر مرے مت دیکھہ جیسے میل کی کپڑی کہ جو ابر کرم سے دھووے رحمت ایسی ہوتی ہے
جھکا کر سر کو ہم مجرا کیا کرتے ہین ایصاحب نہین ملتے ہو تم صاحب سلامت ایسی ہوتی ہے

یہ سارا فیض ہے شاہ سکندر رشک حاتم کا
جو تیرے ہاتھ سے شادان سخاوت ایسی ہوتی ہے

عجب ہے بیقراری اُس صنم کی یاد مین شب سے لے آوے کوئی میرے پاس اب اُسکو کٹی ہب سے
نہین آتا ہے اکدم سو طرح سمجھا کی کہتا ہون مجھے پالا پڑا ہے کس طرح کے رند مشرب سے
نکل جاتے ہو یون ہاتھون سے جیسے رم کرے آہو بھلا تم اسطرحکی بات سیکھے ہو کہو کب سے

تجھے اب ماہرو کہیے کہ مہرِ آسمان کہیے
مری آنکھین ہوئین روشن نظر آیا ہی تو جب سے

مین ایسا رند مشرب ہون مرا خورشید ہی ہر سو
کوئی خورشید پوجے ہے مجھے کام اپنے مطلب سے

نہین کچھ کام اے شادان سواد دلدار اپنے کو
لگا دنرات رہتا ہی ہمارا دھیان اُس رب سے

جو ہین اب گل چمن مین پیشتر ایسی نہوتے تھے
گل اندام اب جو ہین پیشِ نظر ایسی نہوتے تھے

پڑا ہے عکس دندان کا یہ اُسکی آبداری ہے
کہ اب جیسے چمکتے ہین گہر ایسے نہوتے تھے

یہ چمکائے ہوے ای رشکِ مہ ہین تیری جلو یکے
فلک پر جلوہ گر شمس و قمر ایسے نہوتے تھے

تجھی سی روز و شب ہمکو مسرت سے گزرتی ہے
کہ خوش جیسے ہین اب آٹھون پہر ایسی نہوتے تھے

یہ کیا تاثیر ہے اس دور کی کچھ کہہ نہین سکتے
جو اپنے بر مین ہین اب سیم بر ایسی نہوتے تھے

سراپا حُسن کا تیرے جہان مین اب تو شہرہ ہے
جو تو نازک کمر ہے مو کمر ایسے نہوتے تھے

بہار اب شاہ کی دولت سی ہی اسطرح ای شادان
کبھو نخلِ تمنا بار ور ایسے نہوتے تھے

قفس سے چھوٹ کر جسوقت پر بلبل نکالیگی
کلی اُسدم تبسم کر کے برگِ گل نکالیگی

ہزارون عاشقون کے دل وہ لیجائیگی عشوے سے
پری شیشے سے باہر ہو کی جب کاکل نکالیگی

سدا رہتا ہے جون آبِ روان کا شور دریا مین
صراحی شوق مین ساقی کی یون قلقل نکالیگی

زمینِ بوستان پر سرو ہو دینگے روان اُسدم
چمن مین جبکہ قمری جا زبان سے غُل نکالیگی

بہم معشوق و عاشق ہین اُسی کی انتظاری مین
اگر ہاتھون سے ساقی کے گلابی مُل نکالیگی

مین اپنے دل مین شاداں ہون مجھے اُمید ہے اُس سے
کہ خاطر سے کدورت وہ پری بالکل نکالیگی

پھنسا اُس شوخ کے گیسوی پُرخم مین مرا دل ہے
نکلنا اُس سے کچھ آسان نہین ہے سخت مشکل ہے

جدہر دیکھو اُدہر ہے یار کا جلوہ نہین خالی
کہ مجنون کی نظر مین ہر طرف لیلیٰ کا محمل ہے

نہ دیکھے نور گر خورشید کا خفّاش قاصر ہے
جو آنکھین ہون تو دیکھے یار تو تیری مقابل ہے

ترے سر پر ہے یہ بارِ گران ایدل سنبھلکر چل
سمجھ کر پاؤن رکھ پُرخوف یہ الفت کی منزل ہے

کنارے کو لگا دیگا تجھے ملاح دریا سے
جہان دریا ہے اُسکے ساتھ تو مت بھول ساحل ہے

نکلجا اے رقیب زردرو بس اپنے آگے سے
صنم ہے اور ہم ساقی ہی اور عشرت کی محفل ہے

رکھا ہی تجکو اُسنے ہر گھڑی ہر آن مین شاداں
تجھے کیا ڈر ہے اب فضلِ الٰہی تیری شامل ہے

سراپا اُسکا کیا کہیے مہ نو جسکا بالا ہے
ستاری جیسے چمکین یون گلی مین اُسکی مالا ہے

مہ و خورشید اُسکی شرم سے پردہ مین چھپتے ہین
جمالی ہی جو افشان حُسن چہرہ کا دوبالا ہے

کسیکو بوے گُل جیسے نظر آتی نہین گُل مین
اگر سمجھو وہ ہے سب مین مگر سب سے نرالا ہے

مہ و خورشید اُسکے نور سے دنیا مین ہین روشن
جہان مین نور سے اُسکے جہان دیکھو اُجالا ہے

یہ فرمایا بغیر از بندگی کچھ کام مت کرنا
جب اُسنے روح کو انسان کی قالب مین ڈالا ہے

اُسی پر ہے نظر میری کہ مجھپر ہے نظر جسکی
ہم اُسکے ہینگے سب منگتا وہی اک دینے والا ہے

اُسی کے دور مین عیش و مسرت ہیگی گھر گھر مین
سکندر شاہ ایسا ہے جہان کو جسنے پالا ہے

ہزارون شکر کر شادان کہ تجھپر ہے کرم اُسکا
خدا نے جو تکبر تھا ترے دل سے نکالا ہے

معشوق کے آنے کی شتابی خبر آوے
اللہ کرے دل کی یہ اُمید بر آوے

خورشید خجل ہو کے چھپے ابر کے اندر
محفل مین اگر آج وہ رشکِ قمر آوے

کرتا ہے نثار اُسپہ فلک خوشہ پروین
کانون مین جو وہ ماہ پہن کر گہر آوے

کسکام کا وہ نخل جسے پھول نہ پھل ہو
ہے شاخ وہی خوب کہ جسکو ثمر آوے

گر مست ہون مین ہوگا میرا نشہ دوبالا
ہو[1] ناز مین سرشار جو وہ عشوہ گر آوے

آتا نہین دلدار نظر کس سے کہو مین
ہین منتظر آنکھین کہ کوئی پل نظر آوے

[1] یعنی ہو کر

شادان تو خوشی اپنی سے کہہ مطلع ثانی
معشوق وہ آغوش مین تیرے اگر آوے

وہ عید نہین ہے کہ مہِ نو نظر آوے
ہے عید اُسی روز کہ معشوق گھر آوے

کرنیکو نثار اُس گلِ خندان پہ چمن سے
گل ہاتھ مین لیکر طبقِ سیم و زر آوے

مہتاب چھپے ابر مین گر شب کو وہ نکلے
خورشید نہ نکلے جو وہ وقتِ سحر آوے

معشوق اگر کچھ کہے عاشق رہے خاموش
عاشق نہین جو یار کے ہاتھون سے مر[۵۱] آوے

تھا شب جو صنم پاس تو کس لطف سے گزری
دل تڑپے ہے پھر آج کہ یارِ دگر آوے

سُنتے ہین کبوتر کے گلے باندہا ہے نامہ[۵۲]
دل اڑ کے ملے اُس سے اگر نامہ بر آوے

سُن سُن کے خبر یار کی ہوتا ہون مین شادان
پھولا مین سمانیکا نہین وہ اگر آوے

پھولون کی چمن سے جو مہک[۵۳] بو نکل آوے
کیا ہووے بہار اُس گھڑی گلرو نکل آوے

خورشید نہ نکلے جو کبھو تو نکل آوے
پانی نہ بہے تو جو لبِ جُو نکل آوے

جون آئنہ حیرت زدہ ہو دیکھہ کے عالم
ہو ماہ خجل جب کہ وہ مہرو نکل آوے

کیا دام ہے اُس زلف کا پُر پیچ کہون کیا
جب صید کو وہ جاے تو آہو نکل آوے

[۵۱] یعنی مرجاؤن
[۵۲] یعنی بھیجے
[۵۳] یعنی خوشبو

خورشید اُسے دیکھہ ٹھٹک جائے لب بام
گھر سے وہ اگر آج سر کو نکل آوے

ہر دشت ابھی غیرت گلزار ہو شادان
وہ شوخ اگر سیر کو ہر سو نکل آوے

ٹیکا ہے ترے ماتھے پہ کانون مین گہر بھی
دل اُسپہ فدا ہیگا لگی ہیگی نظر بھی

دل تجھسے جو اٹکا ہے تو کب چھوڑتی ہین ہم
جاتا ہے کہین اور تو آ جا تو اِدھر بھی

اتنی تو نہ ٹھہرایئے اب دیر کی صاحب
اک آن کا وعدہ تھا ہوئے کتنے پہر بھی

جیسے کہ پھرے ہے ترے فرمان سے گردون
پھرتے ہین ترے حکم سے یون شمس و قمر بھی

کچھ مین نہین کہتا ہون یہ ہے بات تو مشہور
بوتا ہے کوئی تخم تو پاتا ہے ثمر بھی

سُنتا ہی نہین کب تجھے پروا ہی کسیکی
کب سے تجھے کہتے ہین کہین ہوائے بھی

دیتا ہے تجھے دل سے دعا اسلیے شادان
گزرے ہے تری یاد مین خوش شام و سحر بھی

آتی نہین کہنے مین ملاقات کی گرمی
تھا برمین جو تو جانے ہے دل رات کی گرمی

گر ہو نہ جھڑی اور نہو بادۂ گلرنگ
آتی نہین خوش موسم برسات کی گرمی

اک لمحہ مین ذرے کو جو خورشید بناوے
بھولے ہے کہان اُسکی عنایات کی گرمی

جو شخص ملے بول اُٹھے واہ ریصاحب
یون چاہیے اے یار مدارات کی گرمی

ہے بات مین گرمی تو ملاقات مین کیا ہو
کرتی ہے مجھے گرم تری بات کی گرمی

کہتے ہین تجھے ہاتھ سے کچھ کرے تو پیدا
پُنسے ہی سے ہوتی ہے بھلا بات کی گرمی

شادان کو جو تکیہ ہے اُسی ذات کا یارو
کیا چاہیے پھر ہووے جسے ذات کی گرمی

جب آوے گھٹا برسے ہے افلاک سے پانی
ہر جاے اُبلتا ہے تہِ خاک سے پانی

پیوے جو اُسے کوئی تو ہو نشۂ دوبالا
بخشے ہے نشہ ٹپکے ہی جب تاک سے پانی

یہ ماہ جبین گرمیِ صحبت نہین سہتے
شبنم کی طرح ٹپکے ہے پوشاک سے پانی

کب خوف شناور کو ہے دریا و مگر سے
دریا کا سدا ڈرتا ہے پیراک سے پانی

کہتا ہے تجھے دیکھ فلک شاہِ سکندر
کیا دھاک ہے تیری کہ ہے دل دھاک سے پانی

کیا چشمِ بداندیش مین ناسور پڑا ہے
جاری ہے سدا دیدۂ نمناک سے پانی

کہتا ہی نہین راز کبھی دل کا وہ شادان
یہ بات ہے مشکل بتِ بے باک سے پانی

ساون کی جھڑی تسپہ ہوا گھوم رہی ہے
بجلی بھی چمکتی ہے گھٹا جھوم رہی ہے

برسات مین چلتی ہے عجب بادِ بہاری
کہتا ہون جو مست چھیڑ مجھے لوٹم رہی ہے

بیکل ہے کیا کل سے مجھے لگ کے گلے سے
آیا جو صنم گھر مین مرے دھوم رہی ہے

گو سنگدل اورون سے ہے الماس کے مانند
لیکن وہ پری ہمسے تو جون موم رہی ہے

اس دورِ سکندر مین ہوا چلتی ہے کیا خوب
لے خلعتِ سبزہ کو بسر بھوم رہی ہے

شیشے کو پری چھوڑ کے اب آئی ہے شادان
ساغر کو مرے منہ سے لگا چوم رہی ہے

جب سے کہ مجھے اُسکی تصویر نظر آئی
پھر اُسکے نہ بن دیکھے تدبیر نظر آئی

آیا نہین وہ شب سے ہے یاد مجھے اُسکی
کچھ اُسکو بھلا میری تقصیر نظر آئی

لیلےٰ کی ہوا دل مین شاید کہ بندھی تھی یون
مجنون کی جو پاؤن مین زنجیر نظر آئی

کہتا تھا جو وہ مجھ سے دل دیکے مین سُنتا تھا
کہنے کی یہ اُسکے اب تاثیر نظر آئی

سیماب سے تھا افزون عالم دلِ عاشق کا
ٹک اُسکی جوانی مین تاخیر نظر آئی

مت کہہ تو اب اے حاسد کیون دی ہے اُسے نعمت
جو اُسنے کہ لکھی تھی تقدیر نظر آئی

کب چین ہے اب ہمکو بن اُسکے ملے شادان
ہم آپ سے ملے جسدم تاخیر نظر آئی

لہ لوٹنا بمعنی اُبھارنا ہندوستان سے ہے ۱۲

وہ ماہ جبین ہمکو جو لوگ دکھا دین گے
یکچند کی کیا کہیے صد چند دلا دینگے

آنکھون مین رکھین گے ہم جون مردمک دیدہ
معشوق ہمارے کو جو ہم سے ملا دینگے

اس پردۂ دنیا پر اچھے جو ہین صیقل گر
آئینۂ زنگ آلود اک دم مین جلا دینگے

جو چاہتے ہین اُن سے گر دیوین تو سو منّت
دل ہمنے دیا اُنکو پروہ ہمین کیا دینگے

کیا ہوتے ہو تم غافل سونے کا نہین موقع
ہم عشق کی گرمی سے سوتو تکو جگا دینگے

شادان اُنہین نت ہمتو خوشوقت ہی رکھینگے
باتین جو پیارے کی اب ہمکو سنا دینگے

ہے برق سا وہ چنچل کسطرح اچل ہے
دیکھا ہے اُسے جب سے دل ہور ہا بیکل ہے

رہتی نہین عاشق کی آنکھون مین گر انبار ی
جب سر کو لگا لیتا بیدرد وہ صندل ہے

دیکھا جسے آنکھون سے دیوانہ کیا اُسکو
پابندیِ عاشق کو زلف اُسکی مسلسل ہے

تفسیر ہے آیت کی کیا تجھ سے بیان کیجے
آخر بھی وہی ہیگا کہیے جسے اول ہے

نسبت ہی نہین اُس سے کیا دیجے اسے نسبت
افضل اُسے کہیے تو سب سے وہی افضل ہے

خورشید کو دو ہوتے دیکھا نہ کوئی ہرگز[۱]
جو حرف دوئی لاوے دیکھو وہی لحول ہے

جنگل مین نہین منگل دیکھا ہے سوا اسکے
دلدار ملے جسجا گلزار وہ جنگل ہے

[۱] یہی کسیسے نہ دیکھا

شادان ہمین بن دیکھے کسطرح سے جیون اوے
ہم چاہتے ہین اُسکو اور ہم سے وہ اوجھل ہے

مدت سے ڈہونڈتے تھے ہم دیر و حرم سے
پایا اُسے تو سمجھے تھا وہ جدا نہ ہم سے

اسدم کو دم غنیمت کر کے شمار رکھنا
مت بھول اے دوانی جو کچھ کہ ہی سو دم سے

آنکھین لگی ہین تجھ سے پھرنیکی اب نہین ہین
تیری قسم ہے مجکو کہتا ہون مین قسم سے

تھا اُس مین اک تماشا یہان نشہ ہی دوبالا
یہ جام تیرے ہاتھون بہتر ہے جام جم سے

تارِ نظر کو اپنے مین فرشِ رہ کرون گا
اس انجمن کو روشن فرمایئے قدم سے

گر کان ہو وین تجکو ٹک کان دھر کے سُنلے
آواز اک صنم کی نکلے ہے زیر و بم سے

مین یاد کر رہا ہون ہے تو ہی یار میرا
رکھنا تو مجکو شادان اپنے سدا کرم سے

اب سیر کو یار کیونکہ جاوے
ہم بن وہ نگار کیونکہ جاوے

عاشق اٹکے جو گلبدن سے
بن دیکھے بہار کیونکہ جاوے

معشوق جو اپنے گھر مین آوے
بے بوس و کنار کیونکہ جاوے

ساقی تو آج دیر مست کر
بے بادہ خمار کیونکہ جاوے

کاکل تری دام بن گئی ہے — اب تجھسے شکار کیونکہ جاوے
ہم کرتے ہین پیار اُسکو دل سے — پیارے یہ پیار کیونکہ جاوے

لاکھون مین سوار ایک شادان
اُس آگے سوار کیونکہ جاوے

سیماب سڑپ کے لوٹ جاوے — بیتابیِ دل سے کب برآوے
دل تڑپے ہے تیرے دیکھنے کو — کوئی تجھے ہم سے لا ملاوے
آنکھون مین بھی خیال تیرا — پُتلی کی طرح کوئی بٹھاوے
دنرات رہے ہے یاد تیری — یہ حال مرا کوئی سناوے
ایسے ہین کہان نصیب میرے — الطاف سے وہ صنم جو آوے
سو لاکھ نثار تجھ پہ کیجے — امید مری اگر برآوے

شادان کو یہ چاہیے کہ وہ بت
گر روٹھ رہے تو جا مناوے

برہمن بتون کو نہ یون مانتا ہے — خدائی کا جلوہ وہان جانتا ہے
وہ صاحب ہی میرا مین بندہ ہون اُسکا — مرا دل اُسے خوب پہچانتا ہے

جو کرتا ہے محنت وہ پاتا ہے راحت
جو پیسے ہے آٹا وہی چھانتا ہے

جو پڑھتا ہے درس کتاب محبت
دو عالم کے دفتر کو گردانتا ہے

مریجان بڑا دُھن کا پکّا ہے شادان
کرے ہے وہی دلمین جو ٹھانتا ہے

مرا دل تھا اور آرزو تھی کسو کی
یہ وہ پھول ہے جسمین بُو تھی کسو کی

ہوا اب یقین بات تھی وہ ہماری
سُنی ہمنے جو گفتگو تھی کسو کی

خدا کے کرم سے جو ہی اب میسر
بنی بات ایسی کبھو تھی کسو کی؟

وہی آنکھ مین اپنی پُتلی بنی ہے
وہ تصویر جو رو برو تھی کسو کی

گیا ہے بہانے سے آتا ہون اب مین
نظر ہمسے جو دو بدو تھی کسو کی

یہ دیوانہ پن اک بہانہ تھا شادان
پھراتی ہمین جستجو تھی کسو کی

سُنی جبسے ہمنے تری گفتگو ہے
شب و روز ہمکو تری جستجو ہے

بجز تیرے دیکھے نہین چین ہمکو
ملین جلد تجھسے یہی آرزو ہے

چھپے ابر مین چاند ہر چند لیکن
پیارا ہمارا سدا رو برو ہے

دماغ اپنا اُس بُو سے ہیگا معطر
اُسی ایک گل کی یہ گلشن مین بُو ہے

بنادے جو قطرے کو اک پل مین دریا
گہر کو اُسی ذات سے آبرو ہے

عدو سو طرح سے اگر بیج کھاوے
ہمین ڈر ہے کسکا مدد پر جو تو ہے

نظر اُسکو کب ہے تری خو پہ شادان
اگر تو ہے بدخو تو وہ نیک خو ہے

عجب اک طرح سے گلے لپٹ سر شام سے وہ پری رہی
گئی شاخِ دل تھی جو خشک ہو سو تمام عمر ہری رہی

ترے منہ پہ کیسی نگہ لگی جو لگی سو پھر نہ کبھو پھری
کیے تو نے کیسے فسون مجھے جو رہی سو بیخبری رہی

کہا اسنے مجھ سے کہ چپ رہو تو مین اپنے جی مین بھجک رہا
پڑی بھول ایسی مین کیا کہون مرے دلکی دلمین دھری رہی

کیا دھیان مین نے جو آپ کو تو سوائے یار کوئی نتھا
گئی دل پہ میری نگاہ جب تو اُسیکی جلوہ گری رہی

جسے فہم آتش طور ہے تو اُسیکا نور وظہور ہے

کہین عقل کا جو قصور ہے تو ہمیشہ پردہ دری رہی
ٹک ادھر بھی ایک نگاہ کر کہ مین تک رہا ہون تجھے صنم
مرا کہنا تجکو اثر کہان جو کہا سو بے اثری رہی

ہے اُسی کی حمد کا یہ سبب کہ مدام شادان یہ شاد ہے
مرا دل نہین یہ خزانہ ہے کہ خدا کی یاد بھری رہی

کسطرح کا یہ گھر مین ہمارے سرور ہے — لاگی لگن جو یار سے اُسکا ظہور ہے
پرتو سے تیرے چہرے کی ہی ماہ بھی خجل — مُکھڑے پہ تیرے شانِ خدا کیا ہی نور ہے
مت کر تو ہمکو دیکھہ کے اب شک اے رقیب — اپنی بغل مین کیا ہی پری رشکِ حور ہے
ہے موسمِ بہار خصوصًا ہمارے گھر — کیا اب کے بار گل کا چمن مین وفور ہے
حیرت زدہ سے ہو کے یہی کہنے سب لگے — برقع اُٹھا جو منہ سے تجلی طور ہے
آتے ہی اُسکے بیخود و سرشار ہو گئے — شیشہ بغل مین ہاتھہ مین جامِ بلور ہے

شادان سوائے یار کہین ملتجی نہو
کر اُس سے التجا کہ رحیم و غفور ہے

جز عجز و انکسار وہان اپنی کیا چلے — حیران ہو ملک بھی جہان سر جھکا چلے

ہرگز نسیم خلد کو یان منزلت نہین
آتی ہے خوش جو تیری گلی مین صبا چلے

لازم ہے تجکو اپنی ہوا مین رکھے ہین
ہم اس ہوا مین رہتے ہین تیری ہوا چلے

اک شب ہمارے پاس رہو تم گلے لپٹ
کہتے ہین ہم پکار کہان تم بھلا چلے

یہ کونسی ٹھٹول ہے اب بھاگتے ہو تم
کیون ہمکو آپ نیند سے آکر جگا چلے

چوری لگے کون تمھین تم تو شاہ ہو
آنکھون مین آکے آپ نظر کیون چرا چلے

وعدہ تو سچ کیا تھا مگر جھوٹ ہوگیا
کیون باوفا کو چھوڑ تم اے بیوفا چلے

ملتا ہے یار دل مین خدا تم کو خوش رکھے
جو بات کہنے کی تھی سو وہ تم سنا چلے

شادان کبھو نہ چھوڑے جو پردے مین تم چھپو
چھپ چھپ کے ہمسے یار کہان منہ چھپا چلے

آلودہ خواب نشہ سے آنکھین بھری ہوے
ترچھی نگہ سے دیکھتے ہو کیون بھری ہوے

تیری نگاہ لطف کی تاثیر کیا کہون
جو نخل خشک رہتے تھے وہ اب ہری ہوے

سر عاشقون کے جھکتے ہین جسطرح پاؤن پر
گلدان سامنے ہین ترے یون دھرے ہوے

شوخی کے ساتھ بات کرو اور گلے لگو
کیون ہم سے بات کرتے ہو اب تم ڈری ہوے

شادان تمہارے عشق مین پھرتا ہے ڈھونڈتا
کسطرح پائے تم تو پرے سے پری ہوے

جو دل پھنسا ہو زلف مین سو کیا نکل سکے
قسمت مین جو بلا ہو وہ کس طرح ٹل سکے

دنیا مین سو طرح کے نشیب و فراز ہین
تو پاؤن رکھ سنبھال جو تجھ سے سنبھل سکے

منظور ہو جو اُسکو بنا دے ہی یار سب
گر بات سو طرح کی بناؤ نہ چل سکے

اے سنگدل اب اتنی بھی سختی نہ چاہیے
پگھلا نے دل کو اپنے جو تجھسے پگھل سکے

چنچل ہے شوخ اور وہ چنچل مزاج ہے
لے قول اُس سے ایسا نہ ہرگز بدل سکے

شادان بدل کے قافیہ لکھہ اور اک غزل
گر اس زمین مین شعر کوئی تجھ سے ڈھل سکے

مقدور ہے کسے تری قدرت کو پا سکے
دونون جہان مین نور نہ تیرا سما سکے

ذرّہ کب آگے مہر کے مُنہ کو دکھا سکے
میدانِ عشق مین نہ کبھی غیر آسکے

نورِ شید و ماہ پھرتے ہین فرمان سے ترے روز و شب
بے حکم تیرے باد نہ پتّا ہلا سکے

داتا تو ایک اور ترے سب ہین مانگتا
گر تو نہ دے تو کون کسیکو دلا سکے

آرام جسکے سُنتے ہی آجاے خواب مین
افسانہ یار کا تو سُنا گر سُنا سکے

معشوق شب کا جاگا ہوا مست ہے پڑا
سوتے کو خواب مین سے اُٹھا گر اُٹھا سکے

ہم چاہتے ہین دل سے پیارے کو زود تر
اے پیکِ بے خجستہ ملا گر ملا سکے

جو یار نے کیا سو بھلا دیکھ کر کیا
تقدیر کے لکھے کو نہ کوئی مٹا سکے

شادان کا قول ہے یہی اے خالقِ جہان
بندے کو کون تیرا سا صاحب ملا سکے

آتا نہین جو سامنے مارے حجاب کے
ہم دل سے ہین نثار اُسی آفتاب کے

دیکھا بھی اُسنے یا نہین اپنا لکھا ہوا
ہم منتظر ہین آجتک اُسکے جواب کے

صحرا تمام ہیگا گلستان سا خوشنما
کیا موتیون سے ٹپکے ہین قطرے سحاب کے

اک پل مین آنکھ کھول کے ملتے ہین بحر مین
رکھتے ہین رنگ اور ہی پیالے حباب کے

ہم ہین صنم ہے پھول چمن مین ہین کھل رہے
ساقی لے آبھار مین شیشے شراب کے

شہرہ ہے جسکے نام کا روے زمین پر
بندے ہین ہم تو اُس شہِ عالیجناب کے

ہے گلبدن چمن مین کھڑا بیچتا ہوا
لے پھول اُسکے ہاتھ سے شادان گلاب کے

ایدل جو شمعرو سے تیری لو لگی رہے
پروانہ وار تجکو تک و دو لگی رہے

چوسر کے کھیلنے مین تماشا ہی کچھ عجیب
سر تو دھری رہے ہین اگر بو لگی رہے

ٹکٹکڑا ترا عجب ہے صنم ٹک ادھر دکھا
تا رخ پہ یہ نظر زہر نو لگی رہے

گرمی ہو شوق کی تو وہ ابرِ کرم ملے
رحمت کی ہووے بارش اگر رو لگی رہے

دیکھے تماشا رخشِ فلک ایسی دوڑ کا
گھوڑے کے دوڑنے مین اگر رو لگی رہے

شادان رہے نہال تو فضلِ الٰہ سے
سبزی ترے چمن مین بہ از جو لگی رہے

چل تماشے کو باغ مین گل کے
ہیگی بلبل سراغ مین گل کے

دیکھہ آنکھون سے روشنی اُسکی
روشنی ہے چراغ مین گل کے

برق کیون چھیڑتی ہے بلبل کو
جل رہی ہے وہ داغ مین گل کے

دیر مت کر تو جلد پی شادان
مے بھری ہے ایاغ مین گل کے

مت مکر جو کہ بات سچّی ہے
منہ سے مت کہہ جو بات کچّی ہے

نصِ قرآن پر عمل کیجے
یار جو کہہ گیا سو سچّی ہے

بات اس رنگ کی جڑی اُسنے
جیسے کندن مین لعلِ بچّی ہے

وان فرشتے کا پاؤن جا ہی پھسل
صحن اُسکا تمام گچّی ہے

جسپہ صد قے ہی جان سے شادان
ٹوک مت حور کی وہ بچّی ہے

سُنا نہ تمنے یہ گفت و شنید یون ہی گئی
ملے نہ تم سے ہم اب کی بھی عید یون ہی گئی

بندھی ہے ٹکٹکی آنکھون مین یار تیرے لیے
نظر نہ آیا تو امیدِ دید یون ہی گئی

ملا نہ آ کے وہ اب بولو کون سچا ہے
جو تم نے دی تھی میا نجی نوید یون ہی گئی

خدا کا شکر کہ شادان اُمید بر آئی
جو تھی رقیب کے دل مین اُمید یون ہی گئی

حدیثِ عشق نے عاشق کی کان کھول دیے
پڑے تھے پردۂ غفلت سُو آن[۱] کھول دیے

ہزار غنچے شگفتہ ہون یون نہ دین خوشبو
وہ بات کرتے ہین یا عطر دان[۲] کھول دیے

پڑے تھے کب سے ولیکن نہین سُلجھتے تھے
یہ عقدے دل کے مرے تم نے جان[۳] کھول دیے

وہی ہین عاشقِ صادق اُنہین کا سکہ ہے
جنھون نے جنگ مین اپنے نشان کھول دیے

سُنا جو آتا ہے گلرو مرا گلستان مین
صبا نے غنچۂ گلشن کے کان کھول دیے

صنم کو دیکھ کے شادان یہ شاد[۴] ہو بولا
کواڑ دل کے مرے مہربان کھول دیے

پڑی ہے جب سے مرے حال پر نگاہ تری
نہین ہے خوف کسیکا کہ ہے پناہ تری

نہ کس طرح دلِ عشاق پیچ مین آوے
کمندِ دل ہے صنم کاکلِ سیاہ تری

[۱] یعنی سنکر
[۲] معشوق کو تونی کہنا
[۳] جان کہنا اسوقت کا استعمال ہے اب بولے جان یا میری جان یا جانِ جان وغیرہ کہتے ہین
[۴] شاد یعنی ہو کر

مرے جو دل کو لیا ہیگا دلربا تو نے
مین چاہتا ہون تجھے ہیگی مجکو چاہ تری

نباہ میرا ہے تیرے ہی ہاتھ اے صاحب
نباہ ہو نہ مرا گر نہو نباہ تری

اندھیری رات بہت اور سر پہ بارِ گران
نباہ مجکو کہ ہیگی کٹھن یہ راہ تری

رہے تو شاہِ سکندر مدام عشرت مین
دعا یہ تجکو دیا کرتی ہے سپاہ تری

بگاڑ تجھ سے کبھو چاہتا نہین شادان
کہ مغتنم ہے ملاقات گاہ گاہ تری

پری جو سیر کو سوئے چمن گئی ہوگی
تو عطر بیز ہوا وان کی بن گئی ہوگی

ہمارے گھر مین کرم کر کے آئینگے وہ ضرور
جو اُنکے دل مین یہی بات ٹھن گئی ہوگی

نہین سماتا ہے پھولا جو پیرہن مین آج
مشامِ غنچہ مین بُوئے دہن گئی ہوگی

غزال بھول گئے ہونگے چوکڑی اپنی
شمیمِ زلف جو سوئے ختن گئی ہوگی

نہ دیکھا دولہ شہانا شہِ سکندر سا
صبا کہیگی جو سوئے چمن گئی ہوگی

رہا گمان نہ کسی بات کا اب اے شادان
جو بات پہنچی ہے تم تک سو چھن گئی ہوگی

امید کیونکہ نہ یاری کی ہووے یارون سے
کہین خلاف بھی ہوتا ہے دوستدارون سے

نرکھہ تو صحبتِ نادان سے کام اے دانا
نہین بگڑتے ہین کچھ کام ہوشیارون سے

ہمین ہے کام اُسی ایک سے جو ہے مالک
نہین غرض ہی سوا اُسکے یان ہزارون سے

مرید کے لیے رہبر ہین اسطرح مرشد
نشان ملے ہے مسافر کو جون ستارون سے

سوائے تیرے نہین رکھتے وہ کسی سے کام
پیاری باتین کر اے یار اپنے یارون سے

شمار ہو دین کہان جرم جو کیا شادان
نکر مواخذہ صاحب گناہگارون سے

لگن لگی ہے تمہارے سی ہر گھڑی اپنی
کبھو تو کھولوگی تم دل کی گتھڑی اپنی

خیال دل کو بندھا رات دن تمہارا ہے
نظر مین رہتے ہو جب سے نظر پڑی اپنی

خجل ہو عکس سے لب کے یہ رنگ نیلم کا
دکھا دو آج مسی کی اگر ڈھری اپنی

بہار آئی درختون پہ سبزہ لہکے ہی
لگائی ابر نے اس سال کیا جھڑی اپنی

ہر اک طرح سے تجھی داؤن مین مین لاؤنگا
کہان تلک یہ نہ چھوڑوگے تم اڑی اپنی

ترے جو گھر مین یہ شادی رچی ہی اے شادان
بہار آئی ہے پھولون کی لے چھڑی اپنی

چمن مین کاہیکو گل کا یہ ڈہنگ تھا آگے
نہ اُس مین بو ہی تھی ایسی نہ رنگ تھا آگے

(۱) یعنی لیکر ہے

تمہارے جلوے سے گلشن مین بہار آئی
وگرنہ قافیہ غنچے کا تنگ تھا آگے

برنگِ شاخ ٹپکتا ہے اب ہمارے گھر
وہ گل جوانی مین کرتا درنگ تھا آگے

نگاہِ بد سے ہمیشہ خدا بچائے اُسے
وہ باوقار ہوا شوخ و شنگ تھا آگے

اَب اُسکے عشق مین کسکو ہے نام و ننگ کا پاس
کبھو خیال مین یان نام و ننگ تھا آگے

پڑی نگاہ کسی اوستادِ کامل کی
گداز کیونکہ ہوا شیشہ سنگ تھا آگے

عجب صفائی سے کہتا ہے صاف دل شادان
ہمارے آئنۂ دل پہ زنگ تھا آگے

بہار اب کے ہمارے ہی گھر مین آئی ہے
گھٹا بھی عیش کی چارون طرف سے چھائی ہے

عجب رنگ سے آئی ہین باغ مین کلیان
ہر ایک ہاتھ مین بھر بھر کے زر کو لائی ہے

صنم کے ساتھ عجب دل لگی مین کٹتی ہے
تمام رات ٹھٹولین ہین ہاتھا پائی ہے

ہون ایک پوست مین بادام جیسے دو تو ام
ہمارے اور تمہارے کہان جدائی ہے

تجھے جو چاہتے ہین دل سے پیار کر ہمکو
لڑائی آنکھ اگر غیر سے لڑائی ہے

رقیب دیکھ کے جلتے ہین رشک سے کیا کیا
ہمارے تیرے صنم ایسی آشنائی ہے

مجال کیا ہے جو شادان سے شکر ہو وے ادا
کرم جو بندے پہ ہے کیا تری خدائی ہے

تمہارے ہاتھ سے جسوقت آب ٹپکے ہی
غلط نہین ہے کہ گل ہی گلاب ٹپکے ہے

نہووے کیونکہ پری سے سوا وہ حورنژاد
کہ جسکے چہرے سے نورِشباب ٹپکے ہے

عجب بہار گلستان مین دیکھہ ہوتی ہے
کہ سبزہ زار مین جسدم سحاب ٹپکے ہے

دل اپنا چاہتا ہے اُس پری سے ملنے کو
سبو سے شیشے مین جسدم شراب ٹپکے ہے

حسود اپنے مین اسطرح آپ جلتا ہے
کہ جیسے آگ کے اوپر کباب ٹپکے ہے

ہمارے گھر مین یہ شادی رچی ہی ای شادان
ہمیشہ شادی مین اپنی شہاب ٹپکے ہے

ہمیشہ دُور رہو مہربان کینے سے
نہین ہے صاف کبھو سینہ اُسکا کینے سے

ثبوت اس کا ہے انگشتری سلیمان کی
کہ نام خلق مین روشن ہوا نگینے سے

نہین تو ہووے گا پھر نام کینہ ور سب مین
نکال کینے کو اے یار اپنے سینے سے

اُسے ہے خار سے صحبت اسی ہی گلرو سے
نہین گلاب کو نسبت ترے پسینے سے

کوئی سُنا ہے کہ بے راہ پہنچا منزل کو
عروج چاہے جو اپنا تو چڑھ ہیوزینے سے

جو بوے گُل تو شمر دوسرا نہووے گا
لکھا جو ہووے گا نکلے گا وہ سفینے سے

رکھا ہے تو نے مقابل اُسے ہی خاطر
جسمال تیرا نظر آئے آبگینے سے

تمہاری راہ مین دل کھول کر مین باٹ تکتا | دلادو آج مجھے خوب سا خزینے سے

ہزار شکر کر اُس کارساز کا شادان
رکھا ہے جسنے تجھے اسقدر قرینے سے

ہماری آنکھون مین دیکھہ پیارے یہ تیرا کھٹکا کھٹک رہا ہے
کہان ہین آنکھین جو تجکو دیکھین ہمارے من مین مٹک رہا ہے
تجھے جو دیکھا ہے ہمنے پیارے تو اپنی آنکھین اٹک رہی ہین
نہین نکلتا تری لٹون سے جو من ہمارا اٹک رہا ہے
مین جسکو دیکھا وہ پھولون جیسا نہین سماتا ہے اپنے تن مین
تری بڑائی مین جو کوئی ہے سو کلیون جیسا چٹک رہا ہے
کہین بھی ہوتا ہے نیا ویسا جو تو ہمارے سے کر رہا ہے ۔
انصاف
تجھے تو چاہین ہم اپنے جی سے تو اور ہم سے پہٹک رہا ہے
کہے ہے اب تجھ سے یہ ہی شادان کہ رہ سدا اُسکے دہیان مین تو
تجھے مین سمجھایا کیسا کیسا تو کیون ارے من بھٹک رہا ہے

قصیدہ در مدحِ نواب مستطاب معلی القاب فلک جناب خورشید اشتہار رکن السلطنۃ بادشاہِ سلیمان اقتدار یارِ وفادار سکندر جاہ نواب میر اکبر علیخان بہادر نظام الدولہ نظام الملک آصفجاہ مظفر الممالک ارسطوے زمان رستم دوران سلطانِ دکن خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ

صبح بیدار ہوا مین تو یہ بولا اقبال
آیا ہون رہنے کو مین تیرے ہی در پر فی الحال

دیکھ ہر سمت کو تو کیا ہی سمان ہیگا بندہا
ہیگا ہر ایک بشر حال مین اپنے خوشحال

نغمۂ چنگ و رباب آتے ہے کانو مین سدا
کیا ہی ہیگی یہ خوشی دہر ہے اب مالا مال

چمنستان مین کھلے گل ہین عجائب خوشرنگ
کیا بہار آئی ہے سو رنگ سے خوش ایکسال

فرش سبز یکا گلستان مین بچھا ہے ایسا
مخملِ سبز ہوئی سامنے جسکے پامال

لہرین لیتی ہے ہوا موج ہو جون پانی مین
ہین درختون مین لگی میوے عجب ہر اک ڈال

ذکر سے جنکی حلاوت کے زبان شیرین ہو
قند یا شہد و شکر ان مین دیا ہیگا ڈال

سرو حیرت زدہ گلشن مین رہا استادہ
دیکھہ رفتارِ صنم کبک کو بھی بھولی چال

چوٹی ہر کوہ کی ہے زلفِ صنم سے بہتر
کُنج سے خوشترنگ ہین اب سیئہ صحرا پہ جبال

شاخ انگور کے دانون سے بھری ہی ایسی
سلکِ گوہر نہو سرسبز تو کیا دیجے مثال

آبجو ایک طرف پھول مہکتے اک سُو
حُسن مین لعل سے خوشترنگ ہی جو پھول ہی لال

جب بسنت آئے شہِ گل یہ اُڑاتا ہے ابیر
جیسے ہولی مین کنھیا نے اُڑایا ہو گلال

چشم حیرت زدہ ہے دیکھہ گلِ نرگس کو
بسکہ ہی راتدن آنکھون کو بندہا اُسکا خیال

نکہتِ گُل کہون یا لذتِ اثمارِ شجر
تر زبان ہووے حلاوت سے کہے گر احوال

رشکِ گلزارِ ارم کہیے کہ فردوسِ برین
بارِ میوہ سے پڑے لُوٹتے ہین سیر ہی نہال

تاب لاتا نہین از فرطِ نزاکت ہرگز
برگ شبنم کو جھٹک دیتا ہی جیسے رومال

دیکھا جس شخص نے آنکھون مین طراوت آئی
نامیہ نے یہ نکالے ہین زمین ہی پر و بال

کس لیے اب کے بہار آئی بصد رنگینی
مین نے گلشن کے یہ طوطی سے کیا ایک سوال

بولا طوطی کہ نہین جانتا کیا تو یہ بات
کہ بہار آئی ہے اُس شاہ کی در پہ اس سال

نام جسکا کہ ہے مشہور شہِ اسکندر
ہے جہان اُسکی ہی خوبی سے ہوا مالا مال

جسکی دہشت سے ہوا شیر کا زہرہ پانی
کوس کرتا ہے نفیری ہی بجے ہے ڈنکا

مہر و مہ کی در دولت پہ لگی ہے گھڑیال

شمع رخسار پر اُسکی ہے پری پروانہ
جسنے دیکھا اُسے سو بول اُٹھا واہ جمال

ہے جوان ایسا کہ اب جس کا نہین ہمثانی
ہوتے ہین زہرہ جبین دیکھ سپند اُسکا خال

سُنتے ہی دل مین یہ آیا کہ وہ مطلع کہیے
جسکے لفظون مین نظر آئین سبھی اُسکی کمال

مطلع

اے خداوند رہے تجھپہ خدا کا افضال
ذات تیری ہے اب ایسی کہ نہین جسکی مثال

تیری تصویر ہے یوسف سے نہایت بہتر
آئنہ دیکھ کے حیران ہے تیری تمثال

نادر اخلاق مین ہے اور ملک سیرت ہی
ایسا پیدا نہ ہوا کوئی بشر نیک خصال

اِسلیے وقت تکلم کے تو حق کہتا ہے
ہے محقق بحقیقت کہ ہی تو صاحب حال

علم ایسا نہین کوئی کہ نہو تجکو خبر
ہے کمالات مین کامل کہون کیا تیرے کمال

بزم مین ایسا ہے تو جیسے کنھیا اے شاہ
رزم مین ہیگی نہ زنہار کوئی تیری مثال

خوف سے تیرے ہے دی پھینک سبھون نے تلوار
ڈالدی رستم و سہراب نے ہمت سے ڈھال

جبکہ میدان مین آتا ہے تو لیکر نیزہ
کرتی ہے فتح و ظفر رزم کے وقت استقبال

ایک کے دو کرے اور دو کے کرے دم مین چار
تو اگر میان سے شمشیر دو دم لیوے نکال

سینہ کوہ مین تو جبکہ لگاتا ہے تیر
صاف اسطرح نکلتا ہی کہ مکھے سے بال

بیشۂ شیر مین آہو نہ کرے کیون آرام
گرگ کس طرح نہ لے بچۂ بزگو دمین پال

شحنۂ عدل نے تجھ بادشہِ عادل کے
ظلم کے حرف دیے لے صفحۂ دنیا سے نکال

پاسبانی یہی کرتا ہے ہوا پر شاہین
باز تا سر پہ نہ کنجشک کے مارے چنگال

دہوم ہے تیری سخاوت کی جہان مین ایسی
بے نوا جتنے تھے دنیا مین وہ ہین صاحب مال

پیشتر مانگنے کے دیوے ہی ہر اک کی مراد
رد نہین تو نے کیا جسنے کیا تجھ سے سوال

اور بخشش کا بھلا تیری بیان کیا کیجے
نام کو تیری ریاست مین نہین ہے کنگال

بادپا تیری سواری کا وہ ہے باد سے تند
باد رہتی ہے عقب جس سے رہِ یک دو سال

دیکھیے اُسکو بھلا کیونکہ ہوا سے تشبیہ
ہے یہ وہ تیز کہ پہونچے نہ صبا کا بھی خیال

جب چمکتا ہے وہ تب برق تڑپ جاتی ہے
دیکھکے ساتھ یہ ہے برقِ درخشان کو محال

فیل کی تیرے بیان کیجیے کیا شان و شکوہ
بھول جاتا ہے جسے دیکھ فلک اپنی چال

کوہ پیکر اُسے کہیے تو نہین دیتا زیب
کرسکے اُسکی جو تعریف یہ ہے کسکی مجال

جیسے پشے کو کوئی ہاتھ مین لے مل ڈالے
زیرِ پا اُسکے رہے یون سر دشمن پامال

مدح مین تیری ثنا دان کی دعا ہو مقبول
ایسے ممدوح کو رکھ شاد الٰہی ہر حال

جب تلک دورِ فلک مین ہین مہ و مہر نمود
یارب اس شاہ کی دولت کو کبھو ہو نہ زوال

ہے دعا مجھ سے یہی اور سبھون سے آمین
جلد بر لاے خدا ہووین جو تیرے آمال

قطعۂ تاریخ تہنیتِ سالگرہِ مبارک حضرتِ سلطانِ دکن خلد اللہ ملکہٗ

دی صبا نے نوید سال گرہ — ہے مرے شہ کی عید سال گرہ
درِ شادی و عیش و عشرت کو — کھولتی ہے کلید سال گرہ
رہے شاہِ دکن ہزاروں سال — ہے یہ گفت و شنید سال گرہ
ہووینگے سرفراز خلعت سے — خلق کو ہے امید سال گرہ
سالِ تاریخ چاہے گر شادان — کہہ یہ روزِ سعید سال گرہ
لیکے آئی نوید بہجت کی — ہے صبا جو برید سال گرہ

سنہ ۱۲۴۰ ھ

مخمس

معشوق پر اپنے نت نظر ہے — ایدھر اُدھر کی کب خبر ہے
در اُسکا ہے اور اِسکا سر ہے — پھرتا جو نہین وہ دربدر ہے
عاشق کا یہ حُسن سر بسر ہے

معشوق کی اپنے جستجو کر — دن رات اُسی کی گفتگو کر
ملنے کی ہمیشہ آرزو کر — تو سامنے اُسکے اپنا رُو کر
آنکھون مین جو تیری جلوہ گر ہے

سودا کرلے کھلا ہے بازار — ہوجائے گا وہ کبھو خریدار
بیکار نہ رہیو رہیو با کار — لے نام تو اُس کا ہے جو دلدار
دنیا کا بھلا یہی ثمر ہے

غنچہ جو بہار مین ہوا گُل — آشفتہ ہوئی اُسی پہ بلبل
ہر شاخ پہ پیچ کھا یا سنبل — کیون کرتا ہے دیکھ کر تغافل
جو دیکھے نہ اُسکو بے بصر ہے

کب ہیگا تجھ سے یار ما بہر — ڈہونڈے ہے عبث تو اید ہر اودہر
آنکھون مین بھرا ہے وہ سراسر — خورشید کا نور جیسے گھر گھر
کہتے ہین تجھے اگر اثر ہے

ہشیار ہو اب نرہ تو غافل — تب تجکو کہینگے لوگ عاقل
سُنلے تو ہماری بات جاہل — اتنا بھی نہو تو اسپہ مائل
دنیا کی بہار جون مثر ہے

اللہ رے اُس کی کبریائی — بندے کو نہین وہان رسائی
شادان یہ خدا کی ہے خدائی — کرتا ہے وہ سب سے جو بھلائی
حمد اُسکی نہ طاقتِ بشر ہے

رباعیات

اے یار تجھے جو خوب دیکھا ہمنے — بھر پایا تمام سُود لیکھا ہمنے
اس سے بھی زیادہ اور ہوتا ہی کچھ — سو سوڈہب سے کیا پریکھا ہمنے

رباعی

جو ہمسے ہوا کیا جو لیکھا ہمنے — جز جرم و گناہ کچھ نہ دیکھا ہمنے

رُو ہمکو نہین جو عفو چاہین تجھسے
ہر طور سے گو کیا پر کیا ہمنے

رباعی

لی جب سے ترے نام کی مالا ہمنے
جو دل مین بُرا تھا سب نکالا ہمنے
اب کیون نہ کرے تو دستگیری اپنی
سُمرن کو تری ہاتھ مین ڈالا ہمنے

رباعی

کوچے مین جو میرے تیرا پھیرا نہوا
آنکھون مین جہان کب اندھیرا نہوا
مین ہونگا ترا ہی تو نہ کہیو ہرگز
یہ بات کبھو کہ کوئی میرا نہوا

رباعی

سو طرح سے کرکے جبہ سائی دیکھی
بخشا جو گناہ کبریائی دیکھی
دیکھا نہ کبھو بغیر حق کو شادان
آنکھین جو ہوئین تری خدائی دیکھی

رباعی

بیطرح تمہاری ہینگی پیاری باتین
یاد آئین نہ کسطرح تمہاری باتین
شادان سُن سُن کے کیون نہو دلسی شاد
ہین سلکِ گہر تمہاری ساری باتین

رباعی

آئی ہے بصد نشاط یہ عید سعید
دیتی ہے تجھے خوشی سی ہر طور نوید
ملتا ہے صنم گلے سے تیری شادان
ہے عید وہی کہ جب بر آئے امید

رباعی

جو جرم کیا ہمنے سو کر اب کے معاف
گو ہم سے ہوا ہے تیری فرمان کی خلاف
ہے تجکو سزاوار سراسر بخشش
کسکا ہے یہ منہ جو تجھسے چاہے انصاف

رباعی

چلتا نہین دنیا مین جو ہو زر کھوٹا
انسان نہین وہ جو ہو وے تل بھر کھوٹا
ہے بات بھلی سبھی سے سچی شادان
خالص جو ہو زر تو ہووے کیونکر کھوٹا

رباعی

جب سے کہ بنی تجھ سے کسی سے نہ بنی
اورونکی تو کیا کہیے کہ جی سے نہ بنی
جب سے تجھے دیکھا ہے نہین کچھ بھاتا
اے یار مری اب تو سبھی سے نہ بنی

رباعی

سُمرن تری یاد کی پروتے گزری
جی مین جو کدورت تھی سو دھوتے گزری
مُن مین جو بسے کہتے ہین سینے مین دسے
اپنی اسی امید مین سوتے گزری

رباعی

صاحب وہ مرا ہی مین ہون اُسکا بندہ
ہے نام اُسی کا لوحِ دل پر کندہ
مت بھول تو اُسکا نام اکدم شادان
رکھہ اُس سے ہمیشہ اپنا یہی دہندہ

رباعی

ہے شوخ وہ یار اس سے ڈرتی ہے
اسواسطے اُسکا ذکر کرتے رہیے
شادان اب شاد ہو کے اپنے دل سے
ہر آن مین دم اُسی کا بھرتے رہیے

رباعی

سمجھا نہین تو کہ ہے ہدایت کسکی
لے پاؤن سے سر تک ہی عنایت کسکی
کیا بھول پڑی تجھکو ہوا کیون مدہوش
ہے تو ہی گنہگار شکایت کسکی

رباعی

اے دل یہ جان لی کہ ہم مین کچھ ہے
بیکار نہین یہ دم کہ دم مین کچھ ہے
آواز اُسی یار کی سُن آتی ہے
خالی ہی نہین ہے زیر و بم مین کچھ ہے

رباعی

عینک سے دو چند آنکھ کی بینائی ہے
اسواسطے دل پیر کا شیدائی ہے

عینک ہے وہی پیر جسے کہتے ہین
مقصود کی شکل اُسنے ہی دکھلائی ہے

رباعی

آئی ہے بہار دیکھ محفل کا طور
ہم ہین تم ہو چلے ہے ساغر کا دور
کرتی ہو ہماری بسکہ خاطرداری
کرتے ہی خیال آنکھ مین آئی الفور

رباعی

ہر صبح دلا جو نامِ حق پڑھتا ہون
بھولا ہوا اُسکا ہی سبق پڑھتا ہون
ہے وصف اُسی کا اس صحیفے مین رقم
ہے ذکر اُسی کا جو ورق پڑھتا ہون

رباعی

مت کہہ تو کسی سے رازِ حق رہ خاموش
دریا کی مثال ہے اگر دل مین جوش
مت چھوڑ طریقۂ شریعت شاداں
اسرارِ حقیقی کا یہی ہے سرپوش

رباعی

کہتے ہین جو لوگ تجھسے پانی پانی
دے جلد دمِ تشنہ دہانی پانی
مشکل ہے یہ بات تیری جانی پانی
مقدور کسے جو بھید تیرا پاوے

رباعی

سُن ذکر ترا سب کے بھر آتی ہین نین — اُمت کو کہان بغیر تیرے ہی چین
ہر بزم مین ہوتی ہے شہادت مذکور — ماتم ہے ترا جہان مین ہیہات حسین

رباعی

جیسا ہے وہ یار یار ہونا معلوم — وہ جسکو ملا پھر اُسے کھونا معلوم
کہتا ہی یہ شادان کہ ہر اک کلفت سے — دل اپنا دہو کہ پھر یہ دُہونا معلوم

رباعی

جو ورد کرے دلسے سدا بسم اللہ — گر ہووے گدا تو کہہ اُسی شاہنشاہ
یاد اپنی بھی باقی نہین رہتی شادان — کب بھولتا ہی اُسکو جو ہووے آگاہ

رباعی

چاہے ہی ہمین وہ بیقرار یکے سبب — سمجھے ہے وہ یار اپنا یار یکی سبب
کہتا ہے مجھے نہ بھول شادان اکدم — یہ بات کہی ہے دوستدار یکی سبب

رباعی

ہمکو تو ہمارے یار سے ہے لہنا — یہہ راز ہمارا مت کسی سے کہنا
کہلاتے ہین ہم اُسکے کسی سی کیا کام — جو کچھ وہ کرے ہمین ہی لازم سہنا

رباعی

کب اُسنے ہماری حق مین رحمت کم کی
اُسکے ہی سبب سے اپنی رتّی چمکی
شکرانۂ لطف اُسکا ادا کر شادان
ہی آس ہین اُسی سے ہر اکدم کی

رباعی

جب کان مین اُس یار نے ڈالا بالا
دل ہاتھ سے لیگیا وہ بالا بالا
ہر چند کہ ہے وصل کا طالب شادان
کرتا ہے مگر وہ شوخ ٹالا بالا

رباعی

سو طرح سے اُسکو مین ملا کر دیکھا
دیکھا اور خوب جی لگا کر دیکھا
غفلت مین پڑا تھا مست شادان لیکن
دیکھا تجکو جو آنکھ اُٹھا کر دیکھا

رباعی

جب سے کہ کیا ہی ہمنے اُسکو اپنا
پڑتا ہی نہین بغیر اُسکے سپنا
یون چاہیے تجکو بھول مت اے شادان
دنرات اُسیکا نام دل سے جپنا

رباعی

قادر ہے ہمارا اُسکی قدرت ہین ہم
خالق ہی وہی اور اُسکی خلقت ہین ہم

چُپ رہتے ہین دیکھہ اُسکی قدرت شادان — آئینہ مثال غرقِ حیرت ہین ہم

رباعی

جب بادِ صبا اُسکی خبر لائیگی — اُس وقت مُراد دل کی بر آئیگی
دلتنگ نہو برنگِ غنچہ شادان — گلجھڑ جو پڑی کبھو تو کھُل جائیگی

رباعی

آزاد نہووے جو وہ کب بیٹھہ سکے — پابند نہو کسیکا تب بیٹھہ سکے
ہی بزم حبیب ادب کی جاہی شادان — کیا مُنہ ہے یہان جو بی ادب بیٹھہ سکے

رباعی

ہر شام و سحر خدا خدا کہتا ہون — طوطی کی صفت یہی سدا کہتا ہون
ہی سب مین وہی نہین ہی ظاہر شادان — جو بات چھپی ہے برملا کہتا ہون

رباعی

کب اُسکو کسی نے روبرو دیکھا تھا — مشکل ہے کہی جو دُو بدو دیکھا تھا
شادان تو جسے ڈہونڈی تھا سو آکے ملا — حاصل وہ ہوا جو نہ کبھو دیکھا تھا

رباعی

مالک ہی ہمارا تیری جیسی مرضی — لکھتے ہین ہم اُسکو اپنی یہی عرضی
شطرنج مین جیسے ہووے فرزین مُہرہ — یون چاہیے بندہ اُس سی ہو مستر ضی

رباعیات

تاریخ ترتیب دیوانِ اولِ شادان از مرزا عابد علی بیگ خان متخلص بہ ظہور

مہاراج شادان وزیرِ دکن — کہ مرجع ہے عالم کی اُمید کا
ظہور اُسکا ایسا ہے آفاق مین — کہ جون نور ہو ماہ و خورشید کا
بدیہہ جو دیوان اُسنے کہا — سبب ہے یہ خالق کی تائید کا
ہر اک شعر پر کیفیت اُسکا ہے — نمونہ خطِ جامِ جمشید کا
حقائق معارف کہین اُسمین ہین — کہین ذکر ہے شغل اور دید کا
سمجھنے کا تاریخ دیوان کے جب — ارادہ ہوا اہلِ فہمید کا
کہا مین نے روے ہدایت سی تب — یہ دیوان دفتر ہے توحید کا

۱۲۳۹

إِنَّ مِنَ الشِّعرِ لَحِكمَةً وَإِنَّ مِنَ البَيانِ لَسِحرًا

الحمد لله والمنة که این یوسف صبر معانی شاهد رعنای سخندانی نگارستان
صور خیال بهارستان سحر حلال نسخه فصاحت عنوان صحیفه بلاغت نشان اعنی

نتیجه افکار گهربار عالیجناب معلی القاب راجه راجایان مهاراجه چندولعل
بهادر وزیر اعظم دولت آصفیه المتخلص به شادان مرحوم

در محبوب البلده حیدرآباد دکن جلوه ظهور نمود

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ردیفِ الف

مثالِ ماہ پردے سے اگر دلدار ہو پیدا
زمین و آسمان سے روشنی اکبار ہو پیدا

اگر غواص ساحل پر رہے تو ہاتھ کیا آئے
ہزارون کھائے غوطے جب دُرِ شہوار ہو پیدا

بغیر از فکر ہاتھ آئے نہ ہرگز معنیِ رنگین
بہت محنت مشقت سے گُلِ بیخار ہو پیدا

نظر آوے نہ اعمیٰ کو اگرچہ روبرو ہووے
کھُلے جب آنکھ دلکی تب جمالِ یار ہو پیدا

صنم کے عشق مین پابند ہونے کا مزہ جب ہے
برہمن کے گلے مین خود بخود زُنّار ہو پیدا

کرے کیونکر نہ حمد اُسکی عیان جسپر حقیقت ہو
جو دیکھے آئنہ طوطی وہین گفتار ہو پیدا

اے شادان خدا کی یاد سے غفلت تجھے کبتک
جو چونکے خواب سے تب دیدۂ بیدار ہو پیدا

بھرا گل سے مہکتا ہر طرف صحن چمن دیکھا
حقیقت کھلگئی ہمپر وہ رنگ انجمن دیکھا

بدن کی تیرے کیا تاثیر ہے کیا گلبدن کہیے
معطر ہوگیا مین جب سے تیرا پیرہن دیکھا

کری ہے گلکو بلبل دیکھکر گو چہچہے ہر دم
ہوا بیہوش لیکن جب تجھے اے گلبدن دیکھا

گریبان چاک کرڈالا گلون نے اپنا غیرت سے
ہوا دلتنگ غنچہ جب تجھے غنچہ دہن دیکھا

زمین مین گڑگیا حیرت سے وہ غیرت زدہ ہوکر
خرامان جب خیابان مین تجھی سرو چمن دیکھا

نہ دیکھا فرق کچھ مین نے مثال پرتو خورشید
ترا جو نور یان دیکھا سو وہ ہی در مین دیکھا

سراپا تیرا ہے اے بحر خوبی نور مین ڈوبا
ہوا قربان دل وجان سے تجھی جب جان مین دیکھا

ہوا یہ حال آنکھونکا کہ جون بجلی چمک جائے
چمکتا تیرے بازو پر جو مین نے نورتن دیکھا

بتا تو اے دوانے تجھسے پتھر کیا وہ افضل ہے
تجھے بتخانے مین بت پوجتے اے برہمن دیکھا

بھٹکنے سے ہے کیا حاصل جو گھر بیٹھے وہ ملجائے
جو کچھ غربت مین دیکھا تو نے مین نے در وطن دیکھا

سخن کی منزلت وہ ہے ملے ہی مرتبہ جس سے
مزہ جو کچھ تھا اے شادان وہ مین نے در سخن دیکھا

ل نے سخن در سخن
یعنی سر و چمن چہان سے بہتر
ل اس بجائے اگر شعر ہے
اگر دوسرا مصرع یہ ہے
مین نے بیچ نہین لائے
گر فارسی مین اسکی
نہان پائی جاتی ہے

مری آنکھون مین پھرتا ہے مثالِ مردمکِ پیارا
چمکتا ہو فلک پر ابر کے پردی مین جون تارا

زمین و آسمان وسعت سے اُسکی تنگ ہوتی ہین
ثنا و حمد کرنے کا بہلا مجھ مین کہان یارا

ہزارون نعمتین قربان کیجے ایسی نعمت پر
تری لذت نہین دیتا ہے کیا میٹھا ہو کیا کھارا

بجا بندگی کی راہ جسنے اور عبادت کی
کہے کیا حال اپنا تیرے آگے شرم کا مارا

تمہارا لطف ابتو راہبر ہووے مریضون کا
ستاتا ہے ہمین تو ہر گھڑی یہ نفسِ امّارا

خدائی اُسکی ہے جو پرورش کرتا ہے ایسونکو
جو ڈھونڈا مین نے عالم مین بنایا خود سا نا کارا

بیان قدرت کا کیا کیجے بیان سے ہی ہی فزون شان
بنائے اُسنے اک پل مین بہت قیصر بہت دارا

بھروسا ہے ترا ہی اور ہے تیرے سوا کسکا
ندیوے آسرا جب تو مجھے ہو آسرا کسکا

مہ و خورشید کہلاتے ہین دو دربان تری در کے
جو تیرا حسن ہے پیاری وہ دیکھا اور سنا کسکا

لکھا بھی میٹ سکتا ہے کوئی تقدیر کا یارو
جو ہی قسمت مین ہوتا ہے بھلا کیجے گلا کسکا

کہینگے اُسکو سودائی جو بن اُسکے کری سودا
نہو جو مبتلا اُسکا تو پھر ہو مبتلا کسکا

جو ہے اُس شوخ مین شوخی نہین دیکھی سنی ہمنے
اُسے کہتے ہین بہتیرا وہ مانے ہی کہا کسکا

تجھے شک ہے اگر اس بات کا تو پوچھ لے اُس سے
نہین ہی دلربا میرا تو پھر ہے دلربا کسکا

دلیل اسبات کی شادان مراخطِ غلامی ہے
سوا اِس بندۂ عاجز کے ہی وہ آستانا کسکا

ملیگا کب مہ کامل ہمارا
کہ اُس سے لگ رہا ہی دل ہمارا

نہ اِس دنیا کو غفلت سے گزارو
یہ ہمسے کہہ رہا ہے دل ہمارا

جو کچھہ دیوین تو تیرا نام لیکر
اسی سودے مین ہی حاصل ہمارا

نہ اس دریا کا کوئی انت پایا
توہی تو ایک ہے ساحل ہمارا

گناہون کی نہین ہے انتہا کچھہ
بھرا ہے بار سے مجمل ہمارا

نثار اُسپر جو ہم ہین جان و دل سی
ہمارا یار ہے مائل ہمارا

بتاوے کیون نہ ہمکو راہ شادان
یہی ہے رہبر منزل ہمارا

کبھو تو اسطرف دیکھے گا پیارا
کریگا پار بیڑا بھی ہمارا

اُسی کو سُبھ گھڑی ہمتو کہینگے
ملوگی جس گھڑی ہمسے خدارا

تمنا ہے یہی دل مین ہمارے
نظر آجائے ٹک مکھڑا تمھارا

تڑپتا ہون پڑا مانندِ سیماب
ہوا جب سے ترا مجکو اشارا

تجھے دیکھا ہے جسد نسے پیاری
نہین ہے چین تو آجا دوبارا

نکر تو اپنے دامن سے مجھے دُور
سوا تیرے نہین مجکو سہارا

تری باتین مجھے بہاتی ہین پیاری
نہین تجھ بن ہمین اب کچھ گوارا

چھپایا عشق اپنا ہمنے ہرچند
ہوا راز نہانی آشکارا

کریگا گر نہ تو اُسکی تلی
کریگا کیا ہمارا دل بچارا[1]

معطر ہے دماغ اُس سے ہر اک کا
کھلا ہے بوستان مین گُل ہزارا

نہین ہے انتہا قدرت کی شادان
جدہر مین دیکھتا ہون ہے نظارا

مجھے تو کام اُس پیارے سے ہیگا
نہ شیرین سے نہ کچھ کھارے سے ہیگا

چمکتا ہے نظر بھر کر جو دیکھو
فلک روشن اُسی تارے سے ہیگا

نہین پھرتی جہان معشوق دیکھا
نظر کو کام نظّارے سے ہیگا

میان اک دیکے دس ملتی ہین اُس سے
یہ سودا مول لے وارے[2] سے ہیگا

لڑکپن مین کوئی لڑکے سے پوچھے
اُسے آرام گہوارے سے ہیگا

اُسی سے تار نظر دنکا بندھا ہے
نہین کچھ کام ہرکارے سے ہیگا

[1] بچارہ کی جگہ اسوقت بچارہ بھی کہتے ہے ۱۲
[2] وارے سے یعنی کفایت سے بہا کا زبان ہے ۱۲

صفائی دیکھ اُسکی چاندنی مین
یہ شادان شادمہ پاریسے ہیگا

مین اُس محبوب سا جگ مین نہ دیکھا
کیا سنو ہنوط طرح گرچہ پریکھا

لکھا جو یار نے اپنے قلم سے
نہین مٹتی ہے پیشانی کی ریکھا

ثمر پاوے وہی جو تخم بوے
مزہ تجکو اگر کچھ ہے تو دے کھا

نہین کہنے مین آتی اُسکی قدرت
نکر اسبات کا شادان تو لیکھا

دکھایا اُس نے قدرت کا تماشا
میان ٹک دیکھ صنعت کا تماشا

ہزارون پھول سب کے رنگ الگ ہین
نہ دیکھا ایسی لذت کا تماشا

اگر چشم بصیرت کھولدیجے
تو ہے کثرت مین وحدت کا تماشا

مزہ آرام کا جانے گرفتار
غریبون کو ہے دولت کا تماشا

اُلجھنا اور سُلجھنا دونون مشکل
ہے عاشق کو محبت کا تماشا

ارے شادان تجھے گر شوق ہو دیکھہ
مرقع مین ہے صورت کا تماشا

ترے درشن کا رہتا ہون مین پیاسا
مگر اس آس سے مجکو نرا سا

کسیدن وصل کا اقرار کر کے
تجھے لازم ہے عاشق کا دلاسا

کشش کرنا نہین لازم ہے اُس سے
کہ میرا دل ہے اے پیارے ذرا سا

دوئی نظرون سے میری اُٹھ گئی ہی
نظر آیا نہ کوئی آپ کا سا

صنم سے اپنے یون مخلوط رہیے
گھلے جسطرح پانی مین بتاسا

نہین پھولا سماتا ہیگا شادان
جب اُسکی چیت کا پڑتا ہے پاسا

حدیثِ عشق کو مین یون سُنا تھا
یہ کہتے تھے بنی تھی اور بنا تھا

نہ کیون آرام پاتا اِس مین آکر
مکان اُس شوخ کا دل مین بنا تھا

بروزِ عید ہم جو چاہتے تھے
ملا آکر جو اپنا آشنا تھا

غضب ہے آج پھر رُوٹھا ہوا ہے
جو ہمسے روٹھکر شب کو منا تھا

حنا بندی کی تھی کیا رات شادان
جو اُسکے ہاتھ پر رنگِ حنا تھا

ہمارا یار ہے سب سے نرالا
اُسی کا سارے جگ مین ہی اُجالا

جو پہنا کان مین اُس مہ نے بالا
ہوئی ہے حُسن کی زینت دوبالا

بندھا رہتا ہے تیرا دھیان مجکو
لیا ہے اسلیے بھیجنے کو مالا

مُوحد نے جو کی تحقیقِ وحدت
دُوئی کے حرف کو دل سے نکالا

سحر شام آج کیون بنتی ہین زلفین
نظر کچھ دال مین آتا ہے کالا

سبب یہ ہے ہوئی پہچان تیری
جو دیوانے نے اپنے کو سنبھالا

ترا بندہ جو کہلاتا ہے شادان
نظر رکھہ اُسپہ اے باری تعالی

ترے ہی حُسن کا رہتا ہے چرچا
کسی ڈھب سے تو میرے دلکو پرچا

کھُلیگا اُس سے سب احوال میرا
جو لکھہ بھیجا ہے مین نے تمکو پرچا

ٹھکانا دوسرا ایسا کہان ہے
کہان جاؤن کہ دل ہے تجھسے پرچا

یہی تھا مدعا شادان کے دلکا
کہ تیرے واسطے جو کچھہ تھا خرچا

تکبر چھوڑ جو اُس سے ملے گا
اُسی ساعت ترا ملنا پھلے گا

نہ بھٹکے گا نہ بھولے گا وہ رستہ
براہ راست جو کوئی چلے گا

ف ۱ اس غزل مین بھی مطلع سے مقطع تک قافیہ نہین ہے اور ردیف مین جو اُس وقت جو اُس نے کہا ہے اور مطلع مین جا رہتا ہے اور مقطع مین جا رہتا ہے اور بیچ مین بھی

یہی کہتا ہے دلتنگی سے عاشق
کہ یہ غنچہ صبا تجھسے کھلے گا

دوچندان روشنی ہو دیگی حاصل
جو آنکھین اُس کفِ پا سے ملے گا

تو حاکم ہیگا ایسا میرے صاحب
ترے کب حکم بن پتّا ہلے گا

نہین موقوف کچھ مادر پدر پر
ترے ہی فضل سے بچہ پلے گا

کھڑا ہے کب سے اُسکے در پہ شادان
بھلا اِسکا وہ مجرا کیا نہ لے گا

وہی ہے ایک ہر گھٹ مین سمایا
مگر یہ بھید ہر اک نے نہ پایا

نہین ہے آسرا ن تیرے اُسکو
کرم کر اپنے بندے پر خدایا

نہین لازم ہے اتنی دیر اُسکو
کھڑا ہون منتظر اب تک نہ آیا

ہمارا یار روٹھا تھا جو ہمسے
ارے قاصد تو سمجھا کر نہ لایا

اُسے بازیچۂ طفلان نہ سمجھو
کھلاڑی کھیل جو کچھ ہی دکھلایا

اُٹھایا آنکھ سے پردہ ہماری
جمال اپنا پیارے نے دکھایا

یہی کہتا ہے شادان سوچ دلمین
ہمین کیون یاد سے اپنی بھلایا

گنہ مین چور اور مجرم ہون تیرا
بنیرا[1] کب سوا تیرے ہے میرا

گرہ جون غنچہ کھل جاتی ہے دلکی
ترے کوچے مین جب ہوتا ہے پھیرا

اُسی دنکو سمجھ تو نیک دن ہے
جو اُسکی یاد مین ہووے سویرا

نظر مین جو ہماری کھب رہا ہے
ہمارے دلمین ہے اُسکا بسیرا

پڑی ہے کسطرحکی بھول دیکھو
ہے دل مین ڈھونڈتے ہین جسکا دیرا

وہ آہو چشم پھندے مین نہ آیا
اُسے سو سو طرح سے جا کے گھیرا

کرین اُسکا کہان تک شکر شادان
دیا اُسنے جو ہے ہمکو گھنیرا

وہی ہے ایک ہر ہر گھٹ مین بستا
بتایا پیر نے سیدھا ہے رستا

مین جاؤن یار کے ملنے کو کیونکر
جدھر دیکھو اُدھر ہے منہ برستا

نہین کچھ دام کا دان کام یارو
محبت کا بھی کیا سودا ہی سستا

صنم کی زلف کے پیچون مین آکر
پھنسا ہووے جو دل کب ہی اُکستا

دکھا دیدار شادان کو شتابی
وہ تیرے دیکھنے کو ہے ترستا

[1] بنیرا بمعنی بدون و بغیر کا زبان ہے ۱۲

تجھے جو جانا تھا سو جانا
یہ دل میرا رہا یون ہی دوانا

اُسیکو ہم تو عاقل جانتے ہین
جو پہچانے تجھے وہ ہے سیانا

یہی جتنے ہین عاقل کہہ گئے ہین
نہ بیگانہ اُس سے رہ یگانا

لکھا ہے دلپہ میرے نقش تیرا
تری صورت پہ ہون کب سے دوانا

نکل سکتا ہے کب دل اُس سے اپنا
کہ تیرا خال و خط ہے دام و دانا

تھکا سمجھا کے اُسکو کر نصیحت
مرے دلنے مرا کہنا نہ مانا

پڑے جب وہ پڑے دل پر ہمارے
یہی تیرِ نظر کا ہے نشانا

ترے جو عشق مین نت چُور ہون مین
کہی مین نے غزل یہ عاشقانا

شمار اسمین کہان شادان کا ہیگا
ثنا خوان ہے ترا سارا زمانا

یقین وہ ہو گیا جو کچھ گمان تھا
جو پہچانا تھا ہمنے سو عیان تھا

چھپاؤن تجھسے کیا اے میر صاحب
مرا احوال کب تجھسے نہان تھا

پسند آئی ہماری خاکساری
دیار تبہ یہہ جسنے قدردان تھا

ملا مطلق نہ تیرا کھوج ہمکو
رہے ہم ڈہونڈتے ہی تو کہان تھا

نشان میرا جو مجھسے پوچھتا ہے
مین کب اوجھل تری نظرون سے یان تھا

ہلال عید سا نکلا جو باہر
تجھی کو دیکھتا سارا جہان تھا

سحر اور شام کی ہرگز نہ تھی قید
ترا ہی نام یان ورد زبان تھا

خدا جانے کہ بہکایا ہے کس نے
وہ بت شادان پہ آگے مہربان تھا

ہوا ہے حسن اسکا آشکارا
جدھر دیکھو اسی کا ہے پکارا

پھنسا ہے دام مین تار نظر کے
کرے ہے کیون تو رم مثل چکارا

نتھا کچھ فرق شب کو چاندنی مین
اندھیرے مین جو آیا ماہ پارا

مین پہرا کر رہا ہون تیرے در پر
خدا کے واسطے آجا دو بارا

رقیب اکبار جلجاتے ہین سارے
مجھے جب پیار کرتا ہے وہ پیارا

رہین کیونکر نہ تیرے آستانپر
ترے بن کون ہے یارب ہمارا

رہے پانی سے زندہ جیسے ماہی
سدا شادان کو ہے تیرا سہارا

جدھر دیکھا مری نظرون مین تو تھا
مثال آئنہ خود رو برو تھا

ترا عاشق تھا کیا گل مثلِ بلبل
گریبان چاک جسکا بے رفو تھا

خیال آیا جو اُسکا خواب مین شب
کھُلی جب آنکھ دیکھا دُو بدُو تھا

مرے دل نے جو کھینچا اُسکا نقشہ
مقابل کر کے دیکھا مو بمو تھا

صنم آیا جو میرے برمین شب کو
کہون کیا مین وہ کیسا خوبرو تھا

لڑائین تو نے جو پوشیدہ آنکھین
یہی چرچا مہینون کو بکو تھا

نہ رحم آیا کبھی عاشق پہ تجکو
ترے ملنے کی کرتا آرزو تھا

تری فرقت مین تھا بیتاب شادان
کہ جون سیماب کرتا جستجو تھا

پلک کے مارتے دو جگ بنایا
نہ دیکھا کوئی وہ جلوہ دکھایا

ہوئے بیچین ایسے اُڑ گئی نیند
فسانہ عشق کا جسدم سُنایا

بنا کر تیری یہ صورت خدا نے
تماشا اپنی قدرت کا دکھایا

کٹے کیونکر ترے بن رین پیارے
ترستے ہین ترس تجکو نہ آیا

نشان کیا پوچھتے ہو بے نشان کا
اگر دیکھو تو ہر گھٹ مین سمایا

ہے جون خورشید کا پرتو جہان پر
رہے شادان کے سر پر اُسکا سایا

جدھر دیکھا اُسے اُودھر وہی تھا
بہ رنگِ مہر و مہ گھر گھر وہی تھا

متوندی تھی آنکھ جب تک مین نہ پایا
جو دیکھا ڈھونڈکر در بر وہی تھا

نہ کہیے خضر رہ کسطرح اُسکو
کہ رہ گُم کردہ کارہبر وہی تھا

لڑی موتی کی جون ہووے مسلسل
یہان سے وان تلک یکسر وہی تھا

ہر اک جوہر کو کب پہچانتا ہے
جو پرکھا جوہری جوہر وہی تھا

اُسی پر ختم ہیگی دلربائی
جو دل کو لیگیا دلبر وہی تھا

کرے کیونکر نہ شادان شکر اُسکا
کہ ہر اک امر مین یاور وہی تھا

تھا کچھ ہوش محوِ بیخودی تھا
کبھی میرا یہ رنگِ عاشقی تھا

قدامت کو ہماری کر فراموش
بلا اسطرح گویا اجنبی تھا

کہان وہ چھپ رہا بجلی کی صورت
ہمارے روبرو وہ تو ابھی تھا

نہ پوچھی ہمسے کوئی بات دل کی
تماشا بین وہ محوِ آرسی تھا

دیا اُس نے جو بے مانگے ہی شادان
ہمارے دل سے رکھتا آگہی تھا

مرے گھر مین جو وہ گلفام آیا
وہین دل کو مرے آرام آیا

کہان پاؤنگا مین ایسا خداوند
مرے ہر وقت وہ تو کام آیا

ملونگا تجھسے مین آکر کسیدن
یہی دلدار کا پیغام آیا

غنیمت جانکر آنکھو نپہ رکھا
سحر سے تک رہے تھے شام آیا

جو تھا مین منتظر آنیکا اُسکے
صراحی بھرکے لیکر جام آیا

ستائین گے تجھے جسطرح چاہین
یہی کہتا وہ سیم اندام آیا

یہی کہتا ہے **شادان** اپنے دلسے
مجھے تو ایک اُسکا نام آیا

مجھے تو آسرا ہے یار تیرا
بھروسا ہے تو ہے دلدار تیرا

نہین اسمین تکلف راست ہی یہ
کہ مین ہون کون ہے گھر بار تیرا

پڑے رہتے ہین جس در پر ملائک
وہ عالی قدر ہے دربار تیرا

ہزارون کھوج مین ہین اُسکی لیکن
نہین کھلتا کہین اسرار تیرا

گواہی آسمان دیتا ہے اُسکی
نہین ٹلتا جو ہے اقرار تیرا

نہین بہتر ہے کچھ اُس بی جہانمین
نشاطِ زندگی ہے پیار تیرا

تمنّا مین سدا رہتا ہے اسکی
کہ شادان کو ملے دیدار تیرا

آنکھون مین ہماری تو نہین کوئی سماتا
جز یار جدھر دیکھتے ہین کچھ نہین بھاتا

دیتا ہے ہمین اپنی عنایت سے جو مانگین
کیون اُس سے نہ مانگین کہ ہمارا ہی وہ داتا

اتنا بھی تغافل تو نکر ہمسے پیارے
ہم چاہتے ہین تجکو بھلا کیون نہین آتا

ہم جاگتے ہین آٹھہ پہر گھر مین کب آوے
کچھ اُسکو خبر ہی نہین ہے نیند کا ماتا

قاصد تجھے کہتے ہین مگر تو نہین سُنتا
معشوق ہمارے کو ادھر کیون نہین لاتا

تعریف کسی اور کی ہم کر نہین سکتے
جو اُسکو سُہاتا ہے ہمین ہے وہ سُہاتا

شادان تو یہی سوچکے رکھہ اپنی زبان بند
اُس یار کی جو رمز ہے کوئی نہین پاتا

کیا جنس ہے تو دلسے گرفتار ہون تیرا
آجا تو نظر طالبِ دیدار ہون تیرا

عارض پہ ترے خط یہ نہین دام ہی دلکا
دیکھی جو تری زلف گرفتار ہون تیرا

مشہور یہ ہے بجتی ہے دو ہاتھ سے تالی
تو یار جو میرا ہے تو مین یار ہون تیرا

پتھر سے مجھے کام نہین مثلِ برہمن
تو میرا صنم ہے مین پرستار ہون تیرا

بیہوش کیا تو نے دکھا آنکھ کی مستی
کیا نشہ دیا مجکو کہ سرشار ہون تیرا

اے یار مرے ٹک تو نظر کر تو ادھر بھی
قربان دل و جان سے سو بار ہون تیرا

شادان تو اسی سوچ مین رہتا ہے شب و روز
تو بخشے نہ بخشے مین گنہگار ہون تیرا

جو چاہا کیا تو نے جو چاہے سو کریگا
مقدور ہے کسکا ترے فرمانسے پھریگا

کیا نام ہے کیا نام کی تاثیر ہے اللہ
ڈوبے نہ کبھو لے جو ترا نام تریگا

برسا تو مرے یار بچارے ہین ترستے
خنگل جو ہرا ہوگا تو حیوان چریگا

رہتا ہون سدا شام و سحر یاد مین اُسکی
ہے مجکو بھروسا کہ مرا پیر ہریگا

اسواسطے کہتے ہین تو رکھہ اُسکا بھروسا
جز اُسکی عنایت نہ کوئی کام سریگا

بووے گا جو تخم اُسکا ثمر پاویگا شادان
آویگی وہ شے ہاتھہ جو شے ہاتھہ دھریگا

نور اُسکا فقط کیا گل و گلزار مین چمکا
انسان کے خال و خط و رخسار مین چمکا

بالا مرے دلدار کا شب زلف سیہ مین
بجلی کی طرح ابر گہربار مین چمکا

ہے اُسکی جناب ایسی کہ جو چاہے سو دیوے
خواہش تھی جو موسیٰ کو تو کہسار مین چمکا

حیران تھا کہ دل میرا کہان جاکے چھپا ہے
جگنو کی طرح یار کی دستار مین چمکا

دلدار ہے ایسا کبھو پنہان کبھو پیدا
جو گھر مین چھپا تھا وہی دربار مین چمکا

لے ہاتھہ مین نقدِ دل و جان پہونچی خریدار
یوسف کی طرح یار جو بازار مین چمکا

شادان ترا دلدار وہ آیا ترے گھر مین
اختر کی طرح دیکھہ شبِ تار مین چمکا

ناصح سے کروں کیون کسی تدبیر سے جھگڑا
جب علم نہووے تو ہو تقریر سے جھگڑا

لکھا ہو جو قسمت کا وہ مٹتا ہے کہین بھی
کرتا ہے میان کوئی بھی تقدیر سے جھگڑا

شمشیر کا واں کام نہین دل مین سمجھ لے
تحریر کی جا چاہیے تحریر سے جھگڑا

کیا کہیے کہ دن رات گزرتی ہے اسی مین
وحشی کو ترے رہتا ہے زنجیر سے جھگڑا

چھوٹون گا کبھی مین کہ نہین دام سے تیرے
عاشق کو یہ ہے زلفِ گرہ گیر سے جھگڑا

پروانہ نہین سنتا ہے اسا تکو رہنار
شب شمع کو نت رہتا ہے گلگیر سے جھگڑا

اُفتادہ کوئی ہووے تو کیا ہووے مقابل
ہرگز نہ اجی کیجیے دلگیر سے جھگڑا

میدان مین مخالف جو کبھو ہووے مقابل
ہووے سپر و ناوک و شمشیر سے جھگڑا

کہتا ہے وہی جو کہ ہے تحقیق یہ شادان
نادان ہے وہ جو کہ کرے پیر سے جھگڑا

گر روٹھتے تم ہمسے ہمسے نہ سُنا جاتا
بن بولے ہوے ہمسے ہرگز نہ رہا جاتا

محو ایسے ہوے تھے ہم شب تیری تماشے مین
کچھ پوچھتا گر ہمسے ہمسے نہ کہا جاتا

آ جلد کہ اب پیارے ہے وقت تسلی کا
عشاق کا دل تجھ بن ہے یونہی مٹا جاتا

صدمے سے جُدائی کے بیہوش تھا گو شادان
دم بھر جو تم آجاتے وہ آپ مین آجاتا

جسکو ہے اُسکی خبر اُسکو خبر کرنا ہی کیا
لعل جسکو مل گیا اُسکو گہر کرنا ہی کیا

پاس جو اپنی نہووے ڈہونڈیے اُس جنس کو
جو نظر مین ہی اُسے پھر پھر نظر کرنا ہی کیا

خوف کو کر دُور حامی جبکہ ہو ایسا ترا
خضر رہبر ہووے جسجا پھر خطر کرنا ہی کیا

بخت تیرا گرچہ چمکا ہووے لیکن کچھ نہین
بے ہنر مت کہہ کہ ہمکو اب ہنر کرنا ہی کیا

مرد کے سا کہے کا ای شادان بیان یون کیجیے
سُور جو ہووے اُسے اَن مین بسر کرنا ہی کیا

خوش نہین آتا ہے تیری بن تماشا دوسرا
جسطرف دیکھا تجھے دیکھا نہ دیکھا دوسرا

ڈہونڈ کر دیکھا جہان مین لیکر مشعل چوطرف
ایک تو آیا نظر دیکھا نہ پیارا دوسرا

جو کہ مشرک ہو وہ ڈہونڈے اور تجکو چھوڑ کر
کوئی ملتا ہے کہین ڈہونڈیسے تجہسا دوسرا

آسرا تیرا ہے ہمکو اے پناہِ بیکسان
کون ہے تیرے سوا جانی ہمارا دوسرا

شمعِ عارض پر تمہاری ہین فدا پروانہ وار
عاشقِ صادق نہین ہمسا تمہارا دوسرا

کام تیرا کچھ نہین ہے وہ تو خود ہی خوبرو
تو مرے معشوق سا مشاطہ بتلا دوسرا

وحدہٗ کہتے ہین جسکو ہے وہ شادان لاشریک
ایک بتلادے تو ہمکو ڈھونڈ لیا دوسرا

جو منا کر آج روٹھا میرا دلبر لائے گا
اُسکو بخشونگا جواہر ہین کہ گوہر لائے گا

جسطرح ماہی کو لاوے دام دریا سے نکال
ہے یقین قاصد ہمارا کام کچھ کر لائے گا

میرا نامہ جو کبوتر لیگیا ہے اُسطرف
مین ہون کیون یا یوس وہ اُسکو مقرر لائے گا

جسکے پینے سے دوبالا نشہ ہووے گا ہین
آج سُنتے ہین وہ ساقی بھر کے ساغر لائے گا

تلخ اور شیرین سے مجکو کام کیا ہے ہمدمو
جو وہ لائیگا ہمارے حق مین بہتر لائے گا

جسگھڑی شادان سے وہ ہووے مقابل لطف سے
ہے یہی اُمید اُسکی حاجتین بر لائے گا

جسگھڑی پیارا ہمارا دُو بدو ہو جائے گا
ماہ پردے سے نکل کر رو برو ہو جائے گا

بات سچی ہووے جو سرسبز ہوتی ہے وہی
کیون نہین کرتا ہے اب نام تو ہو جائے گا

دلکو سمجھاتے ہین پر جاتے ہین کہتی ہین یہی
اسطرف پھیر اپیار یکا کبھو ہو جائے گا

جب جھمکڑا برق سا دکھلائیگا تو ہر طرف
شہرہ تیرے حُسن کا پھر کو بکو ہو جائے گا

جیسے آہن ملتے ہی پارس سے ہو جاوے طلا
تیری صحبت سے مرا دل نیکخو ہو جائے گا

حالِ شاداں پر کریگا جب کرم تو لطف سے
اُسکا دل ممنون تیرا مو بمو ہو جائے گا

دل مین جسکے تو سمایا تھا وہ یون آباد تھا
جسطرح گلشن مین تازہ ابر مین شمشاد تھا

ایک تو آنا ترا اور دوسرے دن عید کا
میرے گھر مین ہر طرف شورِ مبارکباد تھا

دل دیا ایمان دیا اور جان بھی کر دی نثار
ہمنے سر آنکھون سے مانا جو ترا ارشاد تھا

جو کہ تھی بنیاد اُسکو چھوڑ کر نادان بنا
جو کہ تجکو دل سے بھولا سخت بی بنیاد تھا

آفرین دلکو کہ جس نے عشق کو سر پر لیا
آئنہ ہر چند نازک تھا مگر فولاد تھا

کوہِ الفت کو جو کاٹے دوسریکا مُنہ کہان
کوہکن کہتی ہے جسکو خلق وہ فرہاد تھا

اُسکی الفت کا بیان کب تجھسے ہوتا ہی ادا
تو نے جو شاداں کہا ہمسے وہ بی بُنیاد تھا

جب تلک دلدار تھا برمین تو دل بھی شاد تھا
سب علائق برطرف تھے قید سے آزاد تھا

زلف تھی عارض پہ بکھری اُسپہ دانہ خال کا
اے مرے صیاد تیرا حُسن خود صیاد تھا

کسطرح سے کھینچتا تصویر اُس دلدار کی
دیکھہ اُسکی شکل کو حیرت زدہ بہزاد تھا

فاختہ کا رنگ تجکو دیکھتے ہی اُڑ گیا
رشک سے قامت کے تیری پاگل شمشاد تھا

عشق کی باتین بہت ہین پر نیا در عشق ہی
عشق پروانی کا جو کہتے ہین ماورزاد تھا

بھولتا ہے کب وہ جو دلمین سماتا ہے سخن
کان مین میرے جو پھونکا تھا مجھی وہ یاد تھا

راست کہتا ہے یہ شادان کام کی جو بات ہی
جسنے راہ اُسکی بتائی وہ مرا اُستاد تھا

بیگمان برسیگا اب جو ابر ہے چھایا ہوا
میہمان جاتا ہے کوئی شام کا آیا ہوا

چاہیے معشوق کو عاشق سے ملنا بیحجاب
پاس آتا ہے ہمارے کیون وہ شرمایا ہوا

جو لکھا ہے لوح پیشانی پہ مٹتا ہی نہین
ہو کے رہتا ہے جو کچھ ہے اُسکا فرمایا ہوا

ہے مثل مشہور یک در گیر و محکم گیر و بس
دربدر پھرتا ہے کیون تو یار گھبرایا ہوا

ساقیا شادان کو دے ساغر مئے پُرجوش کا
فرش سبزے کا بچھا ہے ابر ہے آیا ہوا

شب جو وہ دلدار دامن پر مرے لوٹا کیا
پھول کی تھی سیج گلشن پر مرے لوٹا کیا

دزد گرچہ اپنی دزدی سے نہ گذرا زینہار
کچھ نہ آیا ہاتھ خرمن پر مرے لُوٹا کیا

آج حاسد دیکھ کر چالاکیان شبدیز کی
سوختہ ہو دل سے تو سن پر مرے لُوٹا کیا

اپنے تن من کو نہ اُسپر وار تا مین کسطرح
میرا مَن بھاتا صنم مَن پر مرے لُوٹا کیا

جلوہ میرے ماہرو کا تھا سمایا آنکھ مین
اشک جو اس چشم روشن پر مرے لُوٹا کیا

دسترس شادان کی دامن تک نہ اُسکی ہو سکی
تھا جو وہ کچھ نرم جوشن پر مرے لُوٹا کیا

پانی اب کے سال مین کیسا ہوا
چاہتا تھا جیسا جی ویسا ہوا

فضلِ حق سے سال یہ آیا ہی نیک
کوڑیون کی جاے اب پیسا ہوا

جب نگاہِ مست سے دیکھا اُدھر
نشۂ میری آنکھ مین مے سا ہوا

شاہِ اسکندر کے گھر اب کے برس
جشن اک جمشید اور کے سا ہوا

کسطرح کا اب تجاہل ہے اُسے
پوچھتا ہے حال یہ کیسا ہوا

بووے جو شادان وہی پاوے ثمر
تخم دیکھو جیسے کا تیسا ہوا

مین تو ہون محو جان سے تجھپر مبتلا
دیر ملنے مین نہ کر اتنی بھلا

فاش کہتا ہون تجھے یہ بات مین — رازِ دل جو ہو نہ کہنا بر ملا
گل یہ ہووے مبتلا جون عندلیب — عشق کا تیرے مجھے ہے ولولا
رات اندھیاری ہے گھر دلبر کا دُور — کیونکہ طے ہووے گا ایسا مرحلا
روے دلبر تاکہ ہووے جلوہ گر — زنگِ دل کر دُور کر کے مصقلا

نامِ حق کا لے سبق شادان مدام
سُست کیون ہوتا ہے کچھ تو دل جلا

دیکھنے کو گل کے جب بلبل گیا — رازِ دل اُسکا جو تھا سو کھل گیا
جو تماشائی ہے زلفِ یار کا — وہ نہ گلشن مین پھر سنبل گیا
پیچ سے اُسکے نہ نکلا زینہار — دل کسیکا جب سو کا کُل گیا
شوقِ آرائش ہوا جب یار کو — بحر سے موتی چمن سے گل گیا

یار سے شادان کا اب یہ رنگ ہے
جیسے پانی مین بتاسا گھل گیا

کوچۂ یار مین گر ہووے گزارا میرا — ہے یقین مجھسے ملے آکے پیارا میرا
اُس سے مین کہتا ہون مت چھوڑ صنم کو ہرگز — دل بہٹکتا ہے کدھر جا کے بچارا میرا

موج دریا کی طلاطم سے یہی کہتی ہے
کسنے پایا ہے بھلا دیکھہ کنارا میرا

نہ مکان کوئی رہے گا نہ مکین دنیا مین
اُنکی غفلت ہے جو کہتے ہین تمہارا میرا

آسرا مجکو اُسیکا ہے وہی حافظ ہے
ہے مرا یار تو ہر وقت سہارا میرا

اے مرے ماہ ترا وصف کہون دل سے کیا
نور سے تیرے چمکتا ہے ستارا میرا

آکے شادان کو لگاتا ہے گلے سے اپنے
کیا سمجھتا ہے مرا یار اشارا میرا

ہم جسے چاہتے ہین چاہنے والا نکلا
چاہ مین دیکھہ کہ وہ سب سے نرالا نکلا

مثل خط گرد تو ہے اُسکے کھلانا فرمان
سیر کو باغ کی چل یار کہ لالا نکلا

جسنے دیکھا سو پھنسا دام مین جاکر اُسکی
ماہ کے گرد عجب طرحکا ہالا نکلا

شمس کو دیکھہ فلک پر وہ نمودار ہوا
کیا پڑا سوتا ہے اسوقت اُجالا نکلا

ساقیا دیر نکر بھر کے تو دے شادان کو
گھر سے اپنے وہ لیے خالی پیالا نکلا

تھا وہ دشمن مجھے اسواسطے دشمن سمجھا
غیر بدظن تھا مجھے اس لیے بدظن سمجھا

اپنے عاشق کا پرستار تو وہ خود ہی ہے
اور مجکو بتِ طناز برہمن سمجھا

فرشِ گل مین رگِ گل جسکو کھٹکتی ہووی
جہاڑ اُمژگان سے جو دامن اُسی سوزن سمجھا

عاشق ازبسکہ فدا ہوتا ہے اُس گلرو پر
جسطرف سیر کو نکلا اُسے گلشن سمجھا

اپنے عاشق کا شبِ تار مین دل گردہ دیکھ
نہ ڈرا گرچہ تری زلف کو ناگن سمجھا

رہ پڑا جا کے وہین گھر سے نکلکر شادان
کوچۂ یار کو اپنے لیے مامن سمجھا

جسنے دیکھا اُسے سو جان سے تماشائی تھا
طاقِ نسیان پہ وہان دفترِ دانائی تھا

گل مین جون رنگ ہو پیوستہ نزاکت آمیز
پیرہن یار کا یا جامۂ زیبائی تھا

نقشِ دیوار ہوا دیکھ کے ہر اک اُسکو
ملکے غازے کو وہ جب محوِ خود آرائی تھا

مہندی ہاتھون مین لگائی تھی اسیکی باعث
شوخکے دل مین مگر دعویِ رعنائی تھا

دلِ پژمردۂ عاشق کے جلا دینے کو
یار کی باتون مین اعجازِ مسیحائی تھا

قابلِ قدر تھا دیوانۂ زلفِ جانان
مت کہو اُسکو کہ کس طرح کا سودائی تھا

کیا کرون خاکِ درِ یار کی شادان تعریف
وہی سرمہ تو مجھے باعثِ بینائی تھا

گر نہ دیکھا ہو تمہین پھر کہو بینائی کیا
جب نہ پہچانا تمہین پھر کہو دانائی کیا

گلبدن دیکھہ تجھے غنچہ ہوا ہے دلتنگ
آگے عارض کے ترے گل کی ہے زیبائی کیا

عاشقون سے جو کرین شوخ ٹھٹولی یکسر
ہاتھ اڑکون کی ہے دیوانونکی رسوائی کیا

دیکھہ رفتار تری کبک بھی گم کردی چال
قدو قامت سے ترے سرو کی رعنائی کیا

سچ بتا تا کہ نکل جاے یہ دل کا کھٹکا
ہے قسم یار تجھے ہمسے قسم کھائی کیا

اتنی تو ہٹ نہ تجھے چاہیے اب ملنے مین
یان تک آتا جو نہین دل مین تری آئی کیا

دو جہان کا تجھے مالک نہ کہی کیون شادان
ہے ترے سامنے اب اور کی دارائی کیا

گل ترے ہاتھ سے جسوقت دلارا ٹوٹا
جسنے دیکھا سو کہا کیا یہ ستارا ٹوٹا

اتنا بھی کہنچنا لازم نہ تجھے تھا مطرب
تار طنبور جو کہنچا تو بچارا ٹوٹا

ٹوٹے کو جوڑنا ہے کام جوانمردونکا
جو ردے یار مرے دل کا سہارا ٹوٹا

کھیل مت ایسا جگت مین جو ہنسائی ہووے
گیند بننے کو تری پھول ہزارا ٹوٹا

آہ پھر روٹھہ گیا کون منائے اُسکو
تار الفت کا بندھا تھا جو دوبارا ٹوٹا

دل جب آتا ہے تو روکے سمے کہین رکتا ہے
موج کی زور سے دریا کا کنارا ٹوٹا

سختیان عشق بتان مین نہ اُٹھاؤ شادان
کون جوڑیگا اُسے دل جو تمہارا ٹوٹا

رشتۂ دام جو منقار سے بلبل کترا
قدرت اُسکی ہے جو قدرت سے نہ گل کترا

بندِ غم سے مین اسی بات سے آزاد ہوا
جو علاقہ تھا بقراضِ توکل کترا

دوست شادان کا حقیقت مین عجب کام کیا
پرِ دشمن کو جو سو طرح کے دے جُل کترا

اس طرف دہوم سے ساون کا مہینا آیا
اُسطرف یار لیے ساغر و مینا آیا

جھوکے کھاتا ہے نزاکت سے سراپا تیرا
گل پہ شبنم کی طرح ہے جو پسینا آیا

تحتِ فرمانِ سکندر ہین جو سب دیو پری
ہاتھ کیا اُسکے سلیمان کا نگینا آیا

سوزنِ خار تو ہی ہاتھ مین تیرے ای گل
چاک دامن کا مگر تجکو نہ سینا آیا

علم مجلس کا ہر اک شخص کو کب آتا ہے
بیٹھ خاموش جو تجکو نہ قرینا آیا

بحرِ غم مین تہا پڑا اُسنے لگائی جب تیغ
مین یہ سمجھا کہ مجھے لینے سفینا آیا

گرچہ بے فیض جیا لاکھ برس بھی تو کیا
خیر جس سے ہوئی کام اُسکا ہی جینا آیا

لوگ کہتے ہین تری دہوم ہی بخشش کی سدا
غیب سے ہاتھ مین شادان کے خزینا آیا

گرچہ مین عشق مین آپے سے نکل جاؤنگا
تو سنبھالے گا جو مجکو تو سنبھل جاؤنگا

نازنین ہمتو ترے ناز کے ہینگے عاشق
پھر تو کیون ناز سے کہتا ہے مچل جاؤنگا

جتنی شوخی تو کرے عین عنایت تیری
شوخ باتون سے تری مین کوئی ٹل جاؤنگا

عہد جو ہمنے کیا تجھ سے نہین ٹلنے کے
عہد کر کسلیے کہتا ہے بدل جاؤنگا

ساتھ شادان کے اگر سیر چمن ہے منظور
آج کسواسطے کہتا ہے کہ کل جاؤنگا

کیا کہون آپکے عاشق کا ہی کیا حال ہوا
آپ سے دل کا لگانا اُسے جنجال ہوا

دیر ملنے مین جو کرتا ہے تجھے کیا حاصل
ایکدن ہجر کا میرے لیے اک سال ہوا

زلف عارض پہ ترے بہر نگہ دام ہوئی
دلفریبی کے لیے رُخ پہ ترے خال ہوا

نظر مہر سے تیری جو بنا ہے خورشید
پڑ گئی سنگ پر اُسکی جو نظر لال ہوا

جب چلا سیر چمن کو وہ مرا گل اندام
گل بھی مانند خاد یکھکے پامال ہوا

دیکھنا یار کا تاثیر عجب رکھتا ہے
دیکھا شادان نے اُسے صاحب اقبال ہوا

جو کیا تو نے مرے یار سو اچھا ہی کیا
عمر بھر مین نے تو قدرت کا تماشا ہی کیا

دستگیری کی جو تھی شرط نباہی تو نے
گر نے ہرگز نہ دیا مجکو سنبھالا ہی کیا

آنکھ جھپکی نہ مری تارِ نظر کا جو بندھا
رات بھر چاند سا مکھڑا ترا دیکھا ہی کیا

کتنا سمجھائیے کچھ کہیے سمجھتا ہی نہین
غیر کو دوست وہ دشمن مجھے سمجھا ہی کیا

ہم نہ عاشق ہون تو پھر کون ہو کہیے شادان
عشق کے واسطے اُسنے ہمین پیدا ہی کیا

اپنا بندہ مجھے سمجھا ہی کیا
کام میرا مولا[۱] ہی کیا

کام کرنیکے جو تھے کچھ نہ کیے
جو کیا دل نے سو بیجا ہی کیا

دیکھکر حُسن ترا ایک نظر
دلکو مین اپنے سنبھالا ہی کیا

تھا جو پردہ سو اُٹھا کر رُخ سے
عشق کو میرے دوبالا ہی کیا

شرح کیا کیجیے اُسکی شادان
اُسکی قدرت کو مین دیکھا ہی کیا

ہمیشہ فرطِ حیا سے وہ پردہ دار رہا
ہمیشہ دید کا مشتاق بیقرار رہا

حقیقت اُسکی وہی سمجھے جسکو لذت ہی
تمہارے نشہ مین مجکو کہان خمار رہا

ترے خیال مین شب بھر لگی نہ آنکھ اپنی
تڑپتے یون ہی کٹی اور انتظار رہا

محبت اسکو ہی کہیے کہ مثلِ مقناطیس
تری کشش مین کہان مجکو اختیار رہا

[۱] اب زبان پر ہے پیارے بولا ہی کیا ۱۲

سمجھکے سوچکے اسکو مین کیون کہون شادان
مری زبان پہ نام اُسکا بار بار رہا

جو نقش دل ہو اوہ مٹایا نہ جائیگا
اُسکو بھلایئے تو بھلایا نہ جائیگا

کیا دیکھیے دکھایئے گم عقل و ہوش ہین
دیکھا جو ہمنے اُسکو دکھایا نہ جائیگا

پردے مین دل کی جلوہ فزا ہے جو داغ عشق
گر سو طرح چھپاؤ چھپایا نہ جائیگا

مست رو ٹھہ ہمسے ہمتو عنایت کے ہین غلام
روٹھا اگر تو ہمسے منایا نہ جائیگا

منزل ہے دور خار مغیلان ہین راہ مین
بار گران ہے سر پہ اُٹھایا نہ جائیگا

شادان اُسے سنایئے جسکو نہو خبر
وہ سُن رہا ہے آپ سُنایا نجائیگا

دیکھا مین شب کو چہرہ جو اُس رشک ماہ کا
عالم ہوا کچھ اور ہی اپنی نگاہ کا

جسکی پلک سنان ہے اور ہے نگاہ تیز
ہووے کہان مقابلہ اُس سی سپاہ کا

اعمال جیسے میرے ہین سب پر ہین آشکار
محضر کہان سے لاؤن مین مُہر گواہ کا

حسرت ہے جسکی داغ ہے لالی کو باغ مین
دیکھے تو کوئی لطف مری سیر گاہ کا

دام نگہ سے جسکے نہ کوئی نکل سکے
آئین اور کچھ ہے مرے کجکلاہ کا

اے یار جان و دل سے تجھے چاہتا ہون مین
کیونکر رہے نہ ناز مجھے تیری چاہ کا

دفتر ہزار ہو دین پہ ہرگز لکھا نجائے
لکھین حساب گر مے جرم و گناہ کا

بیڑا ہو پار جسگھڑی دیکھے نگاہ بھر
کرتا ہون انتظار مین اُسکی نگاہ کا

دنیا مین جسکو کہتی ہے شادان تمام خلق
اُسکو تو اعتماد ہے تیری پناہ کا

پردے مین چھپ رہا ہے جو محبوب دیکھنا
سیری نہ جب تلک ہو اُسے خوب دیکھنا

مدت سے انتظار مین ہین بیقرار چشم
کب بھیجتا ہے وہ ہمین مکتوب دیکھنا

لکھنے سے چوکتے ہین بھلا کاتب عمل
جو کچھ کیا ہے ہوویگا محسوب دیکھنا

آنکھون مین ہے جو شرم تو اُسپر نجائیے
ہوتا ہے بیحجاب وہ محجوب دیکھنا

برسات خوب ہوئے خدا سے یہی دعا
شادان کاتب برآوے گا مطلوب دیکھنا

دیکھا تو خواب مین بھی ترا ہی خیال تھا
اُٹھا جو چونک کر وہی شوق وصال تھا

کب دوسرا سماتا ہے آنکھون مین بن ترے
دیکھا مین جسطرف کو ترا ہی خیال تھا

داتا نہین ہے دوسرا تیرے سوا کوئی
پالا جو بیکسون کو ترا ہی کمال تھا

تیرے بغیر چین نہ تھا رات دن اُسے
کیا پوچھتا ہے یار جو عاشق کا حال تھا

ایسا جواب دے کہ نہ ملنے مین ہو دریغ
تو مجھسے کب ملیگا یہ میرا سوال تھا

لیلیٰ بغیر جیسے کہ مجنون ہوا تباہ
دیکھے بغیر تیرے ہمارا یہ حال تھا

شادان وہ کیا گھڑی تھی مبارک مین کیا کہون
دیکھا جو اسکا حُسن عجب بے مثال تھا

جس روز اُسکے سامنے تو بیحجاب تھا
شرمندہ تیرے حُسن سے کیا آفتاب تھا

ملنے کا تھا پیام اِدھر سے مگر وہان
میرے سوال کا نہ کوئی بھی جواب تھا

تو جسکو در سے دُور کرے دربدر پھرے
مُنہ جس سے تو نے پھیر لیا وہ خراب تھا

جو دیر و کعبہ چھوڑ گیا کوئے یار کو
گمراہ مت کہو کہ براہِ صواب تھا

دیکھا نہ مین نے تیرے سوا دو جہان مین کچھ
تجکو جو مین نے چُنکے لیا انتخاب تھا

کیا شکر اسکا کیجیے اللہ رے کرم
جو کچھ کہ مین نے اُس سے کہا مستجاب تھا

حیرت مین ہم ہین سوچکے اپنی مین ہر گھڑی
جو کچھ کہ تھا سو عمر مین عہدِ شباب تھا

کیا اُس سے ایسی بات ہوئی قابلِ کرم
شادان کے حال پر جو کرم بیحساب تھا

دل میرا ایسا جان تو دلدار مین بندہا
آویزہ اُسکے گوش کا جون تار مین بندہا

دل بیقرار ہے جو کسی طرح جا لون
مجکو خیالِ زلف شبِ تار مین بندہا

کب ہو نجات ایسے گرفتار کو بھلا
تارِ نظر ہے طرۂ طرار مین بندہا

لیل و نہار دیکھیے یک جا نظر پڑے
پٹھانزی کا یار کی دستار مین بندہا

ہر ایک خبط رکھتا ہے اپنے خیال مین
بامھن کا اعتقاد ہی زنار مین بندہا

شاداں اُسکی زیست بھلی ہے جہان مین
ہے جسکا دھیان شام و سحر یار مین بندہا

دونون جہان پہ رحم و کرم ہے رحیم کا
جو فعل ہے سو خوب ہے میرے حکیم کا

نیسان کی بوند چاہے ہی جیسے سدا صدف
محتاج مین ہون ایسا ہی اپنے کریم کا

تقریر تو جو کرتا ہے تکراریان نہین
قائل ہون مین تو تیری ہی طبعِ سلیم کا

پاے گا بو تو ہو گا شگفتہ وہ مثلِ گل
غنچہ امیدوار ہے تیری شمیم کا

اِکروز لطف سے تو اِدھر آ دمِ سحر
جون غنچہ منتظر ہون مین تیری نسیم کا

پیارے کبھو نگاہ کرم کی کر اِدھر
امیدوار رہتا ہون فیضِ عمیم کا

شاداں سوال کیون نہ کرون اُس سے بار بار
خوگر ہون مین قدیم سے لطفِ قدیم کا

صد شکر اُسنے ہمکو آج اپنا یار مانا
ہمنے کہا جو اُس سے بے اختیار مانا

ساقی نہ بیخبر ہو احوالِ یکسان سے
ساغر پلا تو اُسکو جسنے خمار مانا

ہم اعتبار اُسکا اب کیا کرین بتاؤ
اُس شوخ نے تو ہمکو بے اعتبار مانا

ہیگا جو شوخ چنچل آتا ہے دام مین کب
ہم کہہ تھکے نہ اُسنے پر زینہار مانا

ہیگا وہ لاوبالی شادان نکر تو حجت
کہنا ترا جو اُسنے ہی ایکبار مانا

آتا ہے آج کی شب سُنتے ہین یار اپنا
جی چاہتا ہے جسکو بے اختیار اپنا

سیرِ بہارِ گلشن کیا پوچھتے ہو ہمسے
نظرون مین ہے ہماری رشکِ بہار اپنا

اسواسطے بچھایا ہمنے ہے دامِ الفت
آجاے دام مین اب شاید شکار اپنا

اُسکو نہین ہے لازم ملنے مین دیر کرنا
آتا ہے یاد ہمکو اِ بتو نگار اپنا

جون طفلِ شیر خوارہ پالے ہی مادر اُسکی
یون ہمکو پالتا ہے پروردگار اپنا

شادان کو ہے بھروسا اُسکا ہی کچھ نہ پوچھو
کیا ڈر ہمین کہ حامی ہے شہریار اپنا

اُسی گھڑی کہ جو ہمنے کسیکا نام لیا
تڑپ رہا تھا دل اپنا سو اُسنے تھام لیا

صنم کے ہاتھ سے جسوقت ہمنے جام لیا
مزہ جو دورِ فلک مین تھا سو تمام لیا

ہمین امید یہ اُس شوخ سے نہ تھی لیکن
نگاہ پڑتے ہی کس لطف سے سلام لیا

ہمین جو کام تھا اُس سے سو کر دیا پورا
اُسے جو کام تھا ہمسے سو اُسنے کام لیا

تمام کُلفتین دنیا کی دُور بھاگ گئین
اُسیکے نام کو جب ہمنے صبح و شام لیا

ہزار طرح کی نعمت کا کیا بیان کیجے
دیا جو یار نے شاداں کو لاکلام لیا

نہین اُترتا ہے آنکھون سے جو خمار چڑھا
عجیب نرگسِ شہلا پہ رنگ یار چڑھا

نصیحتون سے ہو ناصح کی اسطرح تسکین
کہ بیٹھتا ہے برسنے سے جون غبار چڑھا

فلک پہ جاوے اگر برق و باد کے مانند
کبھو تو گرتا ہے گھوڑے سے شہسوار چڑھا

غرور پر جو چڑھے ہے گرے ہی وہ ایسا
ڈھلکتا پانی ہو جسطرح کوہسار چڑھا

تلاش کرتے تھے ہر روز جسکی صحرا مین
خدا کے فضل سے اب ہاتھ وہ نگار چڑھا

پوچھ عشق کی حالت کبھو تو عاشق سے
کہ کس کے واسطے کوٹھے پہ بیقرار چڑھا

تجھے جو دیکھا ہے شاداں سرور مین ہمنے
ہماری آنکھون مین ہے نشۂ بیشمار چڑھا

بسایا تمنے یہ کسطرح کا جہان نیا
کہ یان ہے بات نئی اور ہی بیان نیا

جہان تلک تمھین کرنا تھا سو وہ کر گزرے
کہان تلک یہ کروگے تم امتحان نیا

تمہارے ایسے کہین بدگمان ہوتے ہین
گمان ہوتا ہے پر تمکو ہے گمان نیا

جو کچھ بھی عیش میسر ہو تو غنیمت جان
زمانہ رنگ بدلتا ہے آن آن نیا

کچھ اُسکی کیجے مدارات اور دلداری
تمہارے گھر مین جو آتا ہے میہمان نیا

نظر مین ہم اُسے رکھتے ہین مردمک آسا
بسے ہے دل مین ہمارے جو مہربان نیا

وہ کہتے ہین کہ یہ عاشق کا آشنا نکلا
کہان سے لائیے اب ڈہونڈہ کے سبان نیا

ہزارون ٹھوکرین کھائین تب اُسنے کچھ پایا
سمجھ مین پیر کو پہونچے ہے کب جوان نیا

پڑے ہین بھول کے جو لوگ اسکی گردش مین
پرانے چرخ کو کہتے ہین آسمان نیا

برائے سیرِ خلائق سدا رہے شاداں
بنایا تمنے جو ہے باغ مین مکان نیا

شبِ برات مین روشن ہو جون چراغ نیا
بروزِ عید بھی درکار ہے ایاغ نیا

پھرے ہزارون ہی محنت سے ڈہونڈتی تمکو
ملا ہے دل کو ذریعے سے اب سُراغ نیا

تمھارے روٹھنے سے اور اس مچلنے سے
ہر ایک آن مین عشاق کو ہے داغ نیا

تو کس بھروسے پہ اتنا غرور کرتا ہے
کہا نسے تو نے یہ پیدا کیا دماغ نیا

یہی ہے وقت سمجھ لے تو اور کچھ کر لے
تو تنگ وقت مین پیدا نکر فراغ نیا

تمام سال کی کلفت گئی ارے شادان
بچا رشنبۂ آخر جو دیکھا باغ نیا

بہلی لگے ہے کسے سیر بوستان تنہا
نہ جاؤن باغ کو بے یار باغبان تنہا

قرار و ہوش و خرد سبکو لیکے ساتھ اپنے
چلے ہو چھوڑ کہان ہمکو مہربان تنہا

خلائق اور ملائک تری ثنا مین ہین
کرون ہون وصف ترا کچھ نہ مین بیان تنہا

مزہ اٹھیگا بہت ساتھ مین مجھے لی چل
نجا تو سیر گلستان کو اے جوان تنہا

لپٹ گلے سے تو شادان کی تا کہ ہو آرام
کٹے گی تیرے سوا کس طرح یہان تنہا

ترا سخن نہین قطرہ دماغ کا ٹپکا
کہ جون ہو شعلہ زمین پر چراغ کا ٹپکا

سحر کے وقت گلستان مین ہی بہار اس سے
نہین یہ اوس ہے لالی کے داغ کا ٹپکا

کسی کے خون شدہ دل کا پتا یہ دیتا ہی
شکست سے جو لگا ہے ایاغ کا ٹپکا

کھلا لے کھا لے جو کچھ کام آوی اے شادان
ثمر درخت سے خوشرنگ باغ کا ٹپکا

شب و روز بھرتے ہین دم آپکا
کیا ہمکو ممنون کرم آپکا

مکان ایک ہی گرچہ راہین ہین دو
یہ دیر آپکا وہ حرم آپکا

پلک مارنے مین کہان ہی کہان
زیادہ ہے بجلی سے رم آپکا

مناسب نہین اسقدر جان من
باحوال عاشق ستم آپکا

نہو جسطرح خار گل سے جدا
نچھوڑونگا ہرگز قدم آپکا

سدا اُسپہ چشم کرم چاہیے
کہ بندہ ہے شادان صنم آپکا

ڈہونڈہ اُسکو ادہر اُدہر دیکھا
دل مین تھا پر نہ بے خبر دیکھا

یار آنے پر کب ہوا راضی
جو کہ کرنا تھا اُسنے کر دیکھا

باغ کیا مفت باغبان کو ملا
تخم بویا تھا سو ثمر دیکھا

یار میرا تھا اسطرح روپوش
نہ ملا گو گھر ایک گھر دیکھا

خواب سے چونک کر اُٹھا جسوقت
اُسکو پہلو مین جلوہ گر دیکھا

شادمانی سے کہتا ہے شادان
نظر آیا تو بھر نظر دیکھا

جو کہانی مری سنا دیگا
روٹھے اُس یار کو منا دیگا

کیا کہون کارساز کی قدرت
کام اپنے سبھی بنا دیگا

تب کریگا تو رحم جب کوئی
حال میرا تجھے جتا دیگا

تک رہا ہون اُسے جو مین دلسی
ہے یقین ایکدن وہ آ دیگا

التجا کب سے دیکھ کرتے ہین
اپنا مکھڑا کبھو دکھا دیگا

دل سے شادان ہے مبتلا جسکا
میرے دلکو تو وہ ہی بہا دیگا

آبِ دریا سحاب نے کھینچا
پھر اُسے آفتاب نے کھینچا

خیمہ دریا پہ ہوگیا برپا
جب ہوا کو حباب نے کھینچا

ابر مین جیسے آفتاب چھپے
حُسن اُسکا نقاب نے کھینچا

دھوکا پانی کا دیکے اپنی طرف
تشنہ لب کو سراب نے کھینچا

جون مگس گر پڑے ہی میٹھے پر
میکشونکو شراب نے کھینچا

دل جو اُسکا جلا تھا گرمی سے
خوب روغن کباب نے کھینچا

تھا جو گمراہ راہبر اُسکو
پل مین راہِ صواب نے کھینچا

تو بھی اب ڈورے ڈال جانان پر
جیسے کشتی کو آب نی کھینچا

ہفت اقلیم کی خلائق کو
شاہِ عالیجناب نے کھینچا

دلکو عاشق کے جو تڑپتا تھا
زلف کے پیچ و تاب نے کھینچا

مین نہ دیتا تھا دل اُسے شادان
دل اُسی بیحجاب نے کھینچا

یار اپنا بہار مین آیا
مے پلانے خمار مین آیا

چین کب تھا بغیر اُسکے ہمین
رہتے تھے انتظار مین آیا

قول اُس یار کا تو سچا ہے
جو کہا تھا قرار مین آیا

وصف شاہِ دکن کا جسنے سُنا
دور سے اُس دیار مین آیا

نہر پانیسکی شاہِ اسکندر
دیکھنے لالہ زار مین آیا

مثلِ پروانہ عاشقِ شیدا
سیر کو بزمِ یار مین آیا

کام کیا ہیگا غیر سے شادان
یار اپنا کنار مین آیا

ایکدن وہ جو روبرو آیا
آبِ رفتہ جو تھا بجو آیا

آنکھ میری جھپک گئی یکسر
شوخ جسوقت دوبدو آیا

قدر اُسکی تو جانتا ہون مین
ہے غنیمت جو وہ کبھو آیا

دلمین میرے جو تو بسے ہی سدا
خواب مین دیکھتا ہون تو آیا

کیون نہ **شادان** کری خوشی اِسکی
شکر ہے یار نیکخو آیا

آسرا اُس سوار کھون کس کا
فی الحقیقت وہی ہی جس تس کا

دیکھہ کر یار آنکھہ کو تیری
پھول کمھلا گیا ہے نرگس کا

اپنے دل ہی کو تو بنا اکسیر
فائدہ کیا جو ہو طلا مس کا

ماہ انجم مین جون نظر آوے
زیب تو یون ہے ساری مجلس کا

دوسرے سے غرض نرکھہ ہرگز
رکھہ بھروسا تو یار مونس کا

فضلِ اللہ سے اُترتا ہے
زہر چڑھتا ہے جبگھڑی بس کا

بات اچھی ہوئی سنا **شادان**
تھا تکبر دماغ مین کھسکا

مین نے پیدا جو کچھ ہنر نہ کیا
میرا کہنا اُسے اثر نہ کیا

نا امیدی مین دے ہی وہ اُمید
شبِ ہجران کو کب سحر نہ کیا

عیب کچھ تو اُسے نظر آیا
میرے دل مین جو اپنا گھر نہ کیا

اتنا بے باک کیون ہوا غافل
اے دوانے کبھو حذر نہ کیا

بزمِ محبوب تھی ادب کی جگہ
ڈر تجھے چاہیے تھا ڈر نہ کیا

شکر اُسکے کرم کا کر شادان
اپنے در سے جو در بدر نہ کیا

جب سے دیکھا تجھے نہ ہوش رہا
ہو کے حیرت زدہ خموش رہا

رات ساری تڑپتے ہی گزری
تیرے ملنے کا دل مین جوش رہا

بھول ایسی پڑی تھی کیا مجکو
جو کہا تو نے سُو بگوش رہا

اُسکا ممنون کیون نہو شادان
جسکا احسان بارِ دوش رہا

جسطرح بحر مین حباب رہا
اپنا اسطرح سے شباب رہا

حسن کو تیرے دیکھ حیرت سے
برلبِ بام آفتاب رہا

دلِ مضطر کو صبح سے تا شام
تیرے ملنے کا اضطراب رہا

حال دشمن کا پوچھ مت ہمسے
سوختہ جسطرح کباب رہا

صاف مطلع جو تھا کدورت سے
آفتاب آج بیحجاب رہا

طفل بے تربیت پہ ہے افسوس
جو کہ ابتر ہوا خراب رہا

ہو سبکدوش جون کدو بر آب
بار سے سنگ غرقِ آب رہا

فضلِ خالق سے جاودان شادان
وصلِ دلبر سے کامیاب رہا

دلدار کو ہر طرح سے روٹھے تو سمجھانا پڑا
خاطر سے اُسکی جسطرف لیجائے وہ جانا پڑا

کیا لاابالی یار ہے قائم نہین اک رنگ پر
ہر رنگ سے ہر طرح سے اب اُسکو بہلانا پڑا

بہلائیے سمجھائیے پرچائیے ہر طور سے
آوے نہ پیارا جسگھڑی تو اُسکو بلوانا پڑا

سو سو طرح سے پھیریے شانہ کو لیکر ہاتھ مین
جب پیچ آوے زلف مین پھر اُسکو سُلجھانا پڑا

دورِ سکندر جاہ مین کیا خلق کو آرام ہے
ہر اک پہیلی کہتی ہے چل ری سکھی جانا پڑا

شادان حقیقت اُسکی اب دلمین تو اپنی سوچ لی
آوے نہ وہ دلبر اگر ہر طور سے لانا پڑا

ردیف بائے موحدہ

نظر ٹک مہر کی کرنا تمہین لازم ہی اے صاحب
تمہاری حکم سے باہر بھلا ہم ہینگے کب صاحب

اگرچہ جانتے ہین کب تمہین پروا کسیکی ہے
نہ روٹھو تم اجی زنہار ہمسے بیسبب صاحب

ہزارون ڈھب تمہاری واسطے ملنے کے کہا رے
ملو اکروز ہمسے بھی نکالو کوئی ڈھب صاحب

کرمی کی صفت تمسے ہزارون سیکھ جاتی ہین
کوئی کیا تمسے مانگی دیتے ہو تم بیطلب صاحب

نہ بھولو دل سے تم اپنے یہی ہی آرزو میری
تمہارا دھیان رہتا ہی مجھے تو روز و شب صاحب

تمہارے بن نہین آتا ہی اکدن چین کیا کیجی
وہی ہے سُبحہ گھڑی پھیر اتمہارا ہو ہی جب صاحب

ہزارون رنگ سے دیکھا تمھین شادان نی ہو شادان
تمہاری صاحبی نام خدا ہے کچھ عجب صاحب

تمنا ہے مجھے دیکھون تجھے کب
پڑیگا چین دیکھونگا تجھے جب

نہین ہے دلکو میرے چین جب سے
سُنا ہے دلربا آتا ہے امشب

مین رُوٹھے کو مناؤن کسطرح سے
بتاؤ تم علاج اس بات کا اب

لگی ہیگی لگن میرے اور اُسکے
گواہی دیجیئے اس بات پر سب

مرا مطلب عبث سب پوچھتے ہین
مجھے تو دیکھنا ہے اُسکا مطلب

اُٹھا دے آنکھ سے غفلت کا پردہ
مین تجھسے مانگتا ہون تجکو یارب

اگرچہ منزلت اُسکی نہین ہے
بلالے اپنے شادان کو کسی ڈھب

مرا دل چاہتا ہیگا تجھے اب
ملیگا تو پیارے آن کر کب

اگرچہ عید دن شادی کا ہے لیک
وہی ہے عید مجکو تو ملے جب

مزہ اسبات کا کیا پوچھتے ہو
جو کٹتی ہے خوشی سے وصل کی شب

فلک کا دَور جب تک ہے زمین پر
ق
سکندر جاہ کو رکھہ شاد یارب

اُٹھا کر آنکھہ جب وہ دیکھتا ہے
ہزارونکا تو بر آتا ہے مطلب

مہ و خورشید اُس سے بہرہ ور ہین
چمکتا ہے جہان مین اُسکا کوکب

پہلو پھولا رہو شادان و فرحان
دعا دینا تو ہے شادان کا مشرب

لڑی تھی آنکھہ میری شوخ سے جب
ہوا تھا حال میرے دلکا کیا تب

منا کر مین تو اُسکو تھک گیا ہون
لے آوے کوئی پیارے کو کسی ڈھب

نہ رکھہ تو کل پہ گلرو بیکلی مین
نہین ہے چین آجا آج کی شب

مجھے بھی کردے اس لذت سے مخظوظ
ترے لب سے جو ہے ساغر لبالب

تعصب سے نہین ہرگز مجھے کام
جو پوچھو مجھسے میرا ہے یہ مشرب

تو بخشے یا نہ بخشے ہون گنہگار
ترا تو نام ہے غفار یارب

عنایت کی نظر سے دیکھ اُسکو
کہ تجھسے ہے یہی شادان کا مطلب

عجب ہے عکس کو اُسکے حجاب در تہ آب
حجاب سی جو کیا ہے نقاب در تہ آب

فلک پہ جسکا جھمکڑا نظر کے آگے ہی
تو دیکھ ہے یہ وہی آفتاب در تہ آب

حباب کا جو یہ خیمہ تنا ہے دریا پر
کھنچی ہے اُسکی بظاہر طناب در تہ آب

جو بات ہونیکی ہوتی ہے وہ ہی ہوتی ہے
جو بھونیے نہین بُھنتا کباب در تہ آب

کرے نہ ریگ کا جسطرح سے شمار کوئی
شمار ماہی کا ہے بیحساب در تہ آب

نہین ہے اُسکی خدائی کی انتہا دیکھو
جو کھودیے تو نکلتا ہی آب در تہ آب

تو غوطہ مار کے شادان نکال حکمت سے
چھپا ہوا ہے وہ در خوش آب در تہ آب

پند دیتا ہون تجھے گوش تو کر در ہر باب
گوہر ناب کو لے بسکہ جو ہیگا نایاب

جیسے اکسیر ہے نایاب مین سچ کہتا ہون
ڈھونڈیے تو نہین ملتے ہین جہانمین احباب

وقت کو ہاتھ سے مت دے کہ نہ پھر آویگا
یاد کر اُسکی جواب ہیگا مہیا اسباب

کیون تو کھوتا ہے اُسے لہو و لعب مین نادان
مفت جاتا ہے ترے ہاتھ سے ہنگام شباب

برگ و بر شاخ و شجر ذکر کیا کرتے ہین
تیری ہی یاد مین رہتے ہین سبھی شیخ و شباب

دوسری بار ہر اک طور سے ہو کر شادان
تیرے ہی عشق و محبت مین ہین لکھتا ہون کتاب

اتنا کیون کرتا ہے اے یار تو عاشق سے حجاب
حال کو میرے ذرا دیکھہ اُٹھا مُنہ سے نقاب

جو گزرتی ہے مرے دل پہ تجھے ہی معلوم
لا مرے یار کا قاصد تو شتابی سے جواب

اِس سے بڑھ کر نہین سجدے کیلئے اور کوئی
ابرو یار ہے مجکو تو بجائے محراب

اسطرح شوخ نظر پڑتی ہے اُسکی ہر سُو
موج مارے ہی ہر اک سمت کو جیسے تالاب

کیون عبث ہاتھ سے کھوتا ہے تو یہ وقتِ عزیز
طفل کی طرح سے ہوتا ہی جو ہر وقت خراب

وقت کہوتا ہے جو ہر پھر کے ادہر اور اُدہر
بیل تیلی کا ہے تو بحر کا یا ہے گرداب

کسنے اسطرح گرہ دی غزلِ ثالث کی
کام شادان کا یہ ہے آج نہین جسکا جواب

جب سے دیکھا ہے ترا روے منور مہتاب[۵]
لوٹتا مشرق سے تا غرب ہے ہو کر بیتاب

[۵] یعنی مہتاب نے دیکھا ہے

راتدن یون ہی گزرتی ہے یوہین کٹتی ہے
بیقراری ہے تری یاد مین مثلِ سیماب

جبکہ کھلتی ہے میری آنکھ اُچٹ جاتی ہی نیند
دہیان تیرا جو بندہا مجکو تو ہے تو ہمخواب

ہو پہونچ جس سے مری کوچۂ محبوب تلک
کوئی بتلادے مجھے آکے اجی راہِ صواب

بحرِ دنیا سے جو ہو پار تو ہان جانین ہم
گرچہ ایسا تو شناور ہے کہ پانی پہ حباب

جا کے پیوستہ ہو دریا سے تو کچھ آب ملے
کیون تو دہو کر مین پڑا ہیگا بھلا مثلِ سراب

آبیاری سے میسر ہے اُسے فصلِ بہار
لُطف سے تیرے جو ہی مزرعِ شادان سیراب

کب سے ہون آپکی درگاہ کا دربان صاحب
درد دل کا مرے اب کیجیے درمان صاحب

بیکسون کا تمہین کہتا ہے زمانہ والی
جنکو سامان نہین تم اُنکے ہو سامان صاحب

تم سوا کون ہے جس سے کہون احوال اپنا
مشکلین جتنی ہین سب کیجیے آسان صاحب

آپکو پاکے نچھوڑونگا کبھی مین زنہار
اب مرا ہاتھہ ہے اور آپکا دامان صاحب

راست کہتا ہون نہین اسمین تکلف ہرگز
ڈر مجھے کسکا ہے جب تم ہو نگہبان صاحب

اتبو ظاہر ہوئی یہ بات چھپیگی کیونکر
مین تو اک بندہ ہون اور تم ہو مری جان صاحب

کیا مجال ایسی جگہ مین جو ذرا دم مارون
جسطرح رکھتے ہو تم اُس مین ہون شادان صاحب

ردیف تاے فوقانی

لطف رکھتی ہے برنگِ یکدگر ہر ہر نوشت
پر نہین مٹتی ہے جو اُسنی لکھی ہی سر نوشت

صاف جون سلکِ گہر تھے یکقلم اُسکے حروف
خوب دیکھی جانچ کر ہمنے تری اکثر نوشت

لوحِ دل پر نقش جو ہوتا ہے کیونکر پھیلیے
محو گر کیجے اُسے جاتی نہین ہی ہر نوشت

کیا کہے اُسکو کوئی جو کچھ نہ آئے فہم مین
جو ترے اوصاف ہین آتی نہین اندر نوشت

مثلِ آئینہ ہوا حیرت زدہ مین دیکھ کر
جو لکھی آبِ طلا سے یار نے یکسر نوشت

سیرِ گلشن مین کہان یہ لطف ہی اور تازگی
مردمک کی تازگی چاہی تو دیکھا کر نوشت

شاد ہو کہتا ہے شادان دیکھکر تحریرِ یار
کسنے ہے دیکھی سُنی ایسی کہین بہتر نوشت

کوئی بتلاوے مجھے آکر نشانِ کوی دوست
یا مرے آگے کرے کوئی بیان کوی دوست

دل تو ہے اُسکا ٹھکانا اسطرحکی بھول ہی
ڈھونڈتا پھرتا ہون کس جاہی مکانِ کوی دوست

اسکو جو سمجھا ہے وہ سمجھا ہی اس دنیا مین کچھ
اس جہان سے دوسرا ہیگا جہان کوی دوست

کوئی بھی آکر سُناوے جس سی دل کو چین ہو
چاہتا ہے دل کہ سُنیے داستانِ کوی دوست

پاسبانی ہے سزاوار اُسکو وہ ہے پاسبان
کسطرح ہوتا ہے کوئی پاسبانِ کوی دوست

گو چھپا دین سو طرح سی لیک چھپ سکتی نہین
رہروانِ کوی جانان میہمانِ کوی دوست

کچھ نہین ہے لاف اسمین صاف مینے کہدیا
جو کہ ہین آزاد وہ ہین پہلوانِ کوی دوست

ایسے ویسون سے تو شاداں ملکی خوش ہوتا نہین
اُنکا ہے مشتاق جو ہین ساکنانِ کوی دوست

ذکر مین عمر کٹے جن کی سدا رات کی وقت
پھول کیون انکے دہن سی نہ جھڑین باتکی وقت

جیسے خورشید نکلنے سے جہان ہو روشن
خط یہ اُٹھتا ہے ہمین تیری ملاقات کی وقت

اے بخیل اتنا بھی بدنام نہو دنیا مین
کیون تو مہمان سے بگڑتا ہی مدارات کی وقت

دوسرا لطف ہی گر ہووے صنم اپنے پاس
ساقیا مے تو بھلی لگتی ہی برسات کی وقت

کونسی بات کی کہہ گھر مین کمی ہی تیرے
کیون تو ترساتا ہے لوگونکو عنایات کی وقت

جیت اور ہار زمانیکی لگی رہتی ہے
شش و شد در اتنا بھی نہو کھیل ہین تو مات کی وقت

صبح افلاک پہ کہتے ہین ملائک آمین
ہاتھ شاداں جو اُٹھاتا ہے مناجات کے وقت

دیکھے آئینہ بھی تیری جو سکندر صورت
ہو کے حیران کہے کیا ہی منور صورت

رنگ ہی ایک پہ سو رنگ سے کھینچا ہی اُسے
ہے نظر مین مری دیکھی ہی جو گھر گھر صورت

خلق گو کچھ بھی کہے لیک جہان مین وان ہمون
ساتھ تیرا تو نہ چھوڑونگا مین اب ہر صورت

دہیان رہتا ہے مجھی اُسکا اسی باعث سے
نظر آتی ہے مری آنکھ مین اکثر صورت

پوچھ دیکھا اسے ہر ایک سے مین عالم مین
تیری صورت سے کہین ہوتی ہی بہتر صورت

اور لکھی گا غزل شوق مین اُسکے شادان
نظر آوے گی کبھو اُسکی جو خوشتر صورت

مین نی دیکھی ہی تری یار جو اکثر صورت
ہووے تسکین نظر آوے تری گر صورت

تجکو نسبت نہین باطن مین مگر کچھ اُس سے
گرچہ ہے تیری یہان مثلِ قلندر صورت

پردہ چشم مین اُسکو مین چھپا رکھون گا
نظر آوے جو تری مجکو مکرر صورت

تو مگر آپ کرم کر کے اُٹھا دے پردہ
ورنہ پردے مین نظر آئیگی کیونکر صورت

یان مصور کا نہین کام مگر الفت سے
مین نی کھینچی ہے تری صفحۂ دل پر صورت

میری خاطر سے تو اے یار پہن لی گہنا
خوشنما ہوتی ہے معلوم بزیور صورت

سُوچکر کہتا ہے اسبات کو دلمین شادان
ڈہونڈ کر لاؤن کہان تیرے برابر صورت

کیون تو دوڑاتا ہی نادان حرص کا گھوڑا بہت
دلمین ہی جسکے قناعت اُسکو ہی تھوڑا بہت

رہِ الفت ہی کٹھن رکھنا نہ تو اس مین قدم
راہرو کہتے ہین ہیگا راہ مین روڑا بہت

تن کے ڈھکنے سے غرض ہی چھوڑ تو اسراف کو
اے دوانے کیا کریگا ایک ہی جوڑا بہت

کب تلک بیرخ رہیگا اپنے دلبر سے میان
رُخ اُدھر کرلے کبھو تو گرچہ مُنہ موڑا بہت

ہو شکستِ نفس تو اک بات بھی ہی کوہکن
فائدہ کیا تو نے پتھر کو اگر پھوڑا بہت

مالِ دنیا سے غنی ہین منعموارباب عشق
جو ہے اس دولت سے محروم اُسکو ہی تو تھوڑا بہت

گرچہ فرصت کار دنیا سے نہین شادان تجھے
ذکر کرنا چاہیے اللہ کا تھوڑا بہت

یہ دیتی ہی صدا در پہ جو بجتی ہے سدا نوبت
سحر کے وقت اُسکی یاد مین شادان بجا نوبت

لگے گی آجکی شب سُبھ گھڑی سب لوگ کہتے ہین
ارے نقارچی ہے جشنِ شاہانہ بجا نوبت

ذرا ہم بھی سُنین تو ذکرِ حق کسطرح کرتا ہے
بجانیکا ترے شُہرہ سُنا ہیگا سُنا نوبت

رقیبِ روسیہ لیتا ہے کیون ہمسے تعلی کی
ہماری بھی ترقی کی تو آویگی بھلا نوبت

مسرت جسکے سُننے سے دوبالا دلکو ہوجائے
کہین بجتی ہوئی اسطرح دیکھی ہی بتا نوبت

ق

نہ دیکھا ایسا ماذل اور سخی ہمنے زمانے مین
جواہر جسنے بخشے سامنے ہے اُسکی کیا نوبت

ہر اک گھر شادمانی دورِ اسکندر مین کیسی ہے
کہ جسکے لطف سے بجتی ہی شادان جابجا نوبت

روٹھے ہوے ہو تم تو کرتے ہو ہمسے کب بات
دلسے نثار ہونگے ہمسے کروگے جب بات

اسبات کو سمجھ کر ہم چھیڑتے ہین تمکو
ہرگز نہین کروگے تم ہمسے بے سبب بات

شاید تمہین کسی نے ایسا ہی ڈہب سکھایا
کرتے ہو تم جو ہمسے آہستہ تر یہ اب بات

تیرا ہی دہیان ہیگا تیرا ہی گیان ہیگا
کرتے ہین ای پیاری ہم تجھسے روز و شب بات

آنیکا قصد کرکے واں سوچ تم رہے ہو
یان دل تڑپ رہا ہے یہ بھی ہی کچھ عجب بات

بیفائدہ تو کہنا کچھ کام کا نہین ہے
کرنی وہی ہے لازم جو ہو وی منتخب بات

رہتا ہون مین اسیکا امیدوار دلسے
سچ تو کہو پیارے ہمسے کروگے کب بات

گر تم ہزار غمزہ مجھ سے کیا کروگے
بندے سے پر نہوگی خدمت مین بے ادب بات

لکھو کر ردیف یہی جو اس غزل مین ہیگی
کر بحر دوسری مین شادان تو اور ڈہب بات

کرتے ہین صنم سے ہم جواب بات
کہتا ہے تو کر نہ بے سبب بات

ہمسے جو کرے ہے غنچہ لب بات
ہم دل سے کرین ہین روز و شب بات

رُخ دیویگا تو جو کچھ بھی ہمکو — ہم تجھسے کرینگے یار تب بات
کیا بات ہے کیون خفا ہے دل مین — کر بھر خدا تو مجھ سے اب بات
رہتے ہین اسیکے منتظر ہم — سچ بولو کروگے ہمسے کب بات

خدمت مین تمہاری میرے صاحب
شادان تو کرے ہی بادب بات

یہ تجھسے ہے مری ہر دم مناجات — کہ پورے کردے میرے دلکے حاجات
سخن تیرا تو کر لیتا ہے تسخیر — فسون ہے سحر ہے یا ہے کرامات
ہزارون عید سے بہتر ہے مجکو — میسر ہووے گر تیری ملاقات
خصوصًا یار جب ہوتا ہے برمین — بھلی لگتی ہے سب موسم مین برسات
وہ مہمان ہے مرا یان کچھ نہین ہے — سوا اک دل کے کیا کیجے مدارات
اُچٹ جاتی ہے نیند آنکھونسے میری — سُنا کرتا ہون جب تیری حکایات

اجی یہ بات سچ کہتا ہے شادان
کہان ہے چین تم بن اُسکو دنرات

ساعت خوشی کی مثلِ نگار آئی درسبنت — شاہِ دکن کے گھر مین بہار آئی درسبنت

موسم مین وقتِ صبح صبا صحنِ باغ سے
گل کا طبق لے بہرِ نثار آئی دربسنت

محفل مین آج نغمہ سرائی کو گل بدست
لے نذر بلبلون کی قطار آئی دربسنت

محفل مین شاہ کی جو مچا ہیگا راگ رنگ
زہرہ فلک سے لیکے ستار آئی دربسنت

مشاطۂ بہار سکندر کے واسطے
لے گل کا ہار بہرِ سنگار آئی دربسنت

شادان نثار ہونے شہنشاہ کی حضور
لیکر چھڑی گلون کی ہزار آئی دربسنت

رکھے تو اگر حرفِ فراموش پہ انگشت
مت بھول تو مسجد مین کہو گوش پہ انگشت

یون دل کی صفائی کے لیے چاہیے صوفی
کف لینے کو جون مارتے ہین جوش پہ انگشت

مجلس مین تمامشا ہو عجب طرح کا جو وقت
چپ کہہ کے وہ رکھے لبِ خاموش پہ انگشت

بندش ہے یہان قافیے کی صاف و گرنہ
مہمل ہے اگر کوئی کہے ہوش پہ انگشت

انگشت نما کرتا ہے شادان کو بتِ شوخ
صوفی رکھے جسطرح سے مینوش پہ انگشت

ردیفِ ثاے مثلثہ

فراغت مجکو حاصل ہے فقط اُس یار کی باعث
مری آنکھین ہین روشن جلوۂ دیدار کی باعث

سُنا تو نے اسی باعث اُسے شیطان کہتے ہین
ذلیل وخوار کیون ہوتا ہے تو پندار کی باعث

مجھے پہچانتے ہین رشتۂ الفت سے اہلِ دل
برہمن جسطرح مشہور ہو زُنّار کی باعث

کہان ہو چین عاشق کو پھنسے جو دام مین دلسی
گرفتاریِ دل ہے طرۂ طرار کی باعث

گزر تو جنون سے تاکہ تجھسے یار راضی ہو
نہین آتا ہے تیری پاس وہ تکرار کی باعث

ہمیشہ شکر مین اُسکا کرون کیونکر نہ اے شادان
مجھے حاصل جو ہے یہ مرتبہ دلدار کی باعث

نہ آیا کا مین تجھسے پوچھتا ہون ہر بلا باعث
نہ آیا بر مین کیون میرے مجھے اسکا بتا باعث

ہزارون کام ہین تجھسے نہ آؤن پاس کیون تیرے
جو مجھسے پوچھتا ہی تو تو دیتا ہون جتا باعث

تماشا ہے کہ بن دیکھے یہان تو مین تڑپتا ہون
گرا دینے کو پردہ دیکھے ہوئی ہی وان حنا باعث

مریدونکا ہے بیڑا پار مرشد کی توجہ سے
روان کرنیکو کشتی کی ہوا ہے ناخدا باعث

زہے طالع پھنسا تھا بیطرح دامِ مصیبت مین
رہائی کو مری پر ہو گیا لطفِ خدا باعث

ہوا ہے کیا گنہ مجھسے ہوئی ہی کیا خطا مجھسے
نگہہ کرتے نہین ہو اسطرف تم ہے یہ کیا باعث

بناتِ خود سر اسر نہ نگارین ہے وہ رنگین ہی
نہین کچھ زینتِ پاکا ترے رنگِ حنا باعث

مرے ملنے مین ای پیارے ترا نقصان ہی کیا ہی
جو تو کرتا ہے ہٹ اتنی بتا دے دلربا باعث

نسیمِ لطف اُسکی سب کے دل کو تازہ رکھتی ہی
چمن مین گل کے کھلنے کی ہوئی بادِ صبا باعث

ارے شادان خبر ہے یا نہین اِن باتکی تجکو
تری عقدہ کشائی کے ہوئے مشکلکشا باعث

ردیفِ جیم عربی

موتیونکے مثل بوندین ابر نے برسائین آج
شاہِ اسکندر کے گھر اللہ رکھے اُسکا راج

راجہ اندر کا ساہے جشنِ طرب برسات مین
زیب دیتا ہی سکندر شاہ کو ہی تخت و تاج

مثلِ ذرہ مہر کے پرتو سے سب ہین بہرہ ور
جتنے سلطان ہین جہان مین اُسکو دیتے ہین خراج

کھوٹ پن دنیا مین جتنا تھا نکالا جانچ کر
سکہ خالص دیا ہے عہد مین اپنے رواج

قائل اُسکی اُستوار یکے تو ہینگے سب حکیم
عہد سے اپنے نہین ٹلتا وہ ہے قائم مزاج

ایسے شاہنشاہ کا ہو کیون نہ شادان مدح خوان
ہے وہ یکتا دوسرا یکی کب ہی اُسکو احتیاج

آفتاب آیا ہمارے گھر مین آج
روشنی ہی جس سے ساری گھر مین آج

جلوہ اُس مہ کا جو ہے پرتو فگن
کیا چمک ہی دیکھنا اختر مین آج

ہر ورق مین ذکر پاتا ہون ترا
غور کرتا ہون ہین جس دفتر مین آج

شہ کی آمد ہے کہ نکلا آفتاب
غل پڑا ہیگا یہی لشکر مین آج

ہے نظر مین جس طرف دیکھو بہار
جلوہ گر ہے وہ جو بحر و بر مین آج

مہربان ساقی ہمارے واسطے
بادہ بھر لایا ہے کیا ساغر مین آج

فیض کس کا ہے یہ شادان پوچھیے
موج زن ہے آب جو گوہر مین آج

دل کو فرصت ہو رنج و غم سے آج
یہ خوشی ہے ملے وہ ہمسے آج

چشم ساقی سے ہو گئے سرشار
کیا غرض ہمکو جام جم سے آج

اسقدر بیرخی نہین لازم
میرے پیارے تو مل کرم سے آج

دھیان رکھتے ہین دمبدم تیرا
دم ہمارا ہے تیرے دم سے آج

کیون نہ قدمون پہ سر جھکاؤن کہ ہی
سرفرازی ترے قدم سے آج

مین ہون مداح یار کا شادان
لکھ رہا ہون ثنا قلم سے آج

کر رہا ہے جو بات ہمسے آج
دل ہے خوش اُسکے اس کرم سے آج

جو کہ یکرنگ ہے اجی اُسکو
کام ہے دیر اور حرم سے آج

مختلف گرچہ دیکھنے مین ہین
ہے صدا ایک زیر و بم سے آج

معتبر جس جگہ نہو وے سخن
فائدہ کیا وہان قسم سے آج

جو کہ دینا ہے لطف سے دیجے
غرض میری یہ ہے صنم سے آج

جلد دلوائیے نہ کیجے دیر
پڑ گیا کام ہے درم سے آج

اپنی قسمت پہ رہتے ہین شاداں
کیا ہمین کام بیش و کم سے آج

یار نکلا ہے میرا گھر سے آج
لوزدہ چند ہے قمر سے آج

جسکو دیکھا تھا خواب مین اُسکو
یاد کرتا ہون مین سحر سے آج

جبکہ بندہ ہون مین ترا دل سے
مت گرا تو مجھے نظر سے آج

دیکھیے کسطرح سے بنتی ہے
ہے پڑا کام فتنہ گر سے آج

باغبان خود لٹا رہا ہے دیکھ
بھر لے جھولی کو تو ثمر سے آج

مثل خورشید کے ہے جسکا نور
یار آتا ہے کر و فر سے آج

ابر کیسا اُمنڈ کے آیا ہے
یا الٰہی یہ خوب برسے آج

شعر کہہ آبدار اے شادان
بے بہا ہووے جو گہر سے آج

ردیفِ جیم فارسی

ہاتھ اس عاشقِ جانباز سے اکبار نہ کھینچ
دل تڑپتا ہے ہی بات سو اے یار نہ کھینچ

ہمتو خوگر ہین اسی بات کے شکوہ کیسا
ہاتھ شوخی سے تو ای شوخ خبردار نہ کھینچ

چاہتا ہون کہ تری دید کرون بے پردہ
سامنے بہر خدا پردے کی دیوار نہ کھینچ

ڈور الفت کی ہے نازک نہ کہین جاوی ٹوٹ
تار جو تو نے لگایا ہی سو وہ تار نہ کھینچ

جامۂ یار کو کیا جامۂ گل سمجھا ہے
خار کی طرح سے تو دامن دلدار نہ کھینچ

ہاتھ کا کام نہین نقش صنم کر دلمین
کھینچ نہین سکتی ہے تصویر تو زنہار نہ کھینچ

ہے یہی بات نصیحت کی اگر گوش کرے
رنج تو کھینچ مگر منتِ اغیار نہ کھینچ

عرض شادان کی یہی ہی کہ گلے مین تیرے
ہار الفت کا جو ڈالا ہے تو وہ ہار نہ کھینچ

ردیفِ حاے حطی

ٹلیے نہ اُس سے جبمین ہو دلدار کی صلاح
راضی اُسی پہ رہیے جو ہو یار کی صلاح

وہ کام دیکھیے تو بگڑتا نہین کبھو
جس بات مین کہ ہوتی ہے دو چار کی صلاح

کب تک پڑا رہیگا تو غفلت کی خواب مین
ایدل بس اب تو لی کسی ہشیار کی صلاح

جس جاے پر شمار ہو اہلِ صلاح کا
لیتا ہے کون مجھسے گنہگار کی صلاح

کیا ڈر عسس کا اور کسیکا اُسے ہو خوف
لیوی جو کوئی آن کے سرکار کی صلاح

اندھا بتاوے راہ اندھیرے مین کورکو
میکش مدام مانے ہے میخوار کی صلاح

دیکر فریب تجکو ڈبو دینگے چاہ مین
مت لے کبھو تو بھول کے اغیار کی صلاح

زنہار جنگ مین نہ مخنث سے کام رکھہ
لینا مقابلے مین تو سردار کی صلاح

دیدار یار ہو ویگا اس حیلہ سے اُسے
شادان نے لی ہے دیدۂ بیدار کی صلاح

چمن مین کل لہکتے ہین جو ہر صبح
بجھا دیتی ہے شبنم سے گہر صبح

جگا دیتی ہے یکسر غافلونکو
بڑا احسان کرتی ہے مگر صبح

ہزاردن کام بر آتے ہین دلکے
دمکتی جسکھڑی ہے گہر بگھر صبح

فدا اُسپر کردن مین اپنے دلکو
وہ آوے ناگہان دلبر اگر صبح

تہ دل سے ہو تو صرف مناجات
دعا ہوتی ہے اکثر با اثر صبح

مسرت کیا کہین اسکی کہ وہ یار
ملا ہمسے ہوئی جب جلوہ گر صبح

ملے شادان اگر دلدار مجھسے
نثار اُسپر کرون مین سیم وزر صبح

ردیفِ خاے معجمہ

بالفرض اگر کہو کہ زبان ہو دہن مین شاخ
تو بھی نہ سبز ایسی ہو جیسی چمن مین شاخ

گل لیجیے تو اُسکی دوبالا ہو روشنی
ہوتی ہے شمعِ شب چمنِ انجمن مین شاخ

بڑہتا ہے شیر پینے سے جون طفلِ شیر خوار
یون پھیلتی ہے ہو کہ بار انہین بن مین شاخ

جو رخت کہنہ ہو اُسے درکار ہے رفو
پیوند خوب ہوتی ہے نخلِ کہن مین شاخ

شادان نے اس زمین مین اچھی کہی غزل
گویا نئی طرح سے نکالی سخن مین شاخ

ردیفِ دالِ مہملہ

ملکِ شاہِ دکن رہے آباد
تندرستی سے نت رہے وہ شاد

غسلِ صحت کی جو سُنی ہے خبر
دلسے دیتے ہین سب مبارکباد

سلطنت مین یہ بات نادر ہے
کرتے ہین روز و شب خدا کی یاد

مال اور ملک و نعمتِ دنیا
ملتی ہے جو کہ مانگے دلکی مراد

عدل اُسکا ہے ایسا دنیا مین
داد ملتی ہے بے کیے فریاد

اُسکا شاگرد تھا ارسطو بھی
سب کمالون کا ہے وہی اُستاد

یہ دعا ہے ہمیشہ شادان کی
قائم اُسکی خدا رکھے بنیاد

دے صبا شاہ کو مبارک باد
جسکی دولت سے ہے مرادل شاد

ہے فضیلت مین ایسا وہ کامل
جسنے علم و ہنر کیا ایجاد

کامران اُسکے عہد مین مفلس
بہرہ ور اُسکے دَور مین آزاد

خالقِ دو جہان طفیلِ رسول
کرے پوری جو ہو وے اُسکی مراد

شادیانے خوشی کے بجتے ہین — رہے سرسبز شاہ کی اولاد
دورِ شمس و قمر رہے جب تک — قائم اُسکی خدا رکھے بنیاد

یہ دعا ہے مدام شادان کی
شاہ کا گھر سدا رہے آباد

ردیفِ ذالِ معجمہ

اُسنے بھیجا ہے مجکو اب کاغذ — لطف سے اپنے بے طلب کاغذ
دلکو جب تک نہ کچھ علاقہ ہو — کوئی لکھتا ہے بے سبب کاغذ
جسمین تیری حکایتین ہین صنم — دیکھتا ہون وہ روز و شب کاغذ
ولولہ میرے دلمین اُٹھتا ہے — یار آتا ہے تیرا جب کاغذ
جبکہ دیکھونگا تیری خوشنودی — مین لکھونگا پیارے تب کاغذ
وہ سند ہے تمام عالم کو — جو کیا تو نے منتخب کاغذ
مجھسے کہتا ہے یار شوخی سے — کیون تو لکھتا ہے بے سبب کاغذ
جسکے دیکھے سے دل ہوا مسرور — تو نے بھیجا مجھے عجب کاغذ

دیکھہ اِسمین جو حال ہے اُسکا
تجکو شادان دیا ہے سب کاغذ

ردیفِ اے مہملہ

یا الٰہی یہ دعا شادان کی ہے شام و سحر
شاہِ اسکندر رہے آباد تا دَورِ قمر

بات مین ادنی کو وہ اعلےٰ بنا دیتے ہین اب
ہے شہنشاہِ دکن کی بات مین ایسا اثر

دہوم ہے بخشش کی اُنکے شرق سے تا بالغرب
بخش دیتے ہین بسانِ ابرِ نیسان وہ گہر

شکوہ بیداد سے پہلے ہی دیتے ہین وہ داد
خلق مین دیکھا سُنا ایسا نہ ہمنے داد گر

باذل و عادل سخی صاحب مروت ذی کرم
اک جہان ہے اُسکی دولت سے ہمیشہ بہرہ ور

پرورش ہیگی ہنر مندون کی اُنکی ذات سے
دَور مین اُنکے اگر ڈہونڈو نہ پاؤ بے ہنر

وصف اُنکا کر سکے شادان کب کیا مقدور ہے
ہین جو سلطانِ دکن عالی نسب والا گہر

پردۂ خورشید مین ہو نور جیسے سر بسر
ہے سبھون مین اُسکی پاس وہ پرتو ہوا تہین گہر گہر

رنگ مین رنگریز چندریکو بھگوتا ہے جسطرح
یون کیا ہے رنگ مین پیاری نے ہمکو تر بتر

لہ سب کی جگہ سبھون کہا ہے ۱۲
متروک ہو گیا ہے ۱۲

اہلِ دل کو چاہیے دل ہی کرین تسخیرِ دل
گر منافع چاہتا ہے کھینچ لے تو زر بزر

ہے مثل مشہور یکدر گیر و محکم گیر و بس
اے دوانے کیون پھرے ہی تو جہانمین دربدر

اُس ہمائے حُسن کو لکھتا ہون مین شادان جو خط
جاے ہے نامہ مرا لیکر کبوتر پر بپر

جی سے تجکو چاہتا ہے ابتو دل کو پیار کر
یار جو تیرا ہے خاطر اُسکی میرے یار کر

جس سے آوے چین جی کو اور ہو تسکین فزون
گر تو کرتا ہے اری دل یار وہ دلدار کر

خوابِ غفلت مین رہیگا کب تلک ٹک جاگ لے
کام جو کرنا ہے تجکو ہوکے تو ہشیار کر

ایسے دریا سے کہ جسکی تھاہ کچھ ملتی نہین
تو ہی کھیوٹ ہے مرا اللہ بیڑا پار کر

گرچہ اُسکے سامنے کہنے کی کچھ حاجت نہین
اپنے مالک سے مگر تو رازِ دل اظہار کر

بھولا جا جو کچھ کہ آگے کر چکا اے باولے
جو کہ کرنا ہے تجھے اب اُس سے تو اقرار کر

غرقِ بحرِ معصیت کب تک رہیگا بیخبر
جرم و عصیان سے تو شادان آ ہو استغفار کر

تو سمجھتا ہے کہ ہے کیون آسمان بالاے سر
ایستادہ ہے یہ بحرِ امتحان بالاے سر

ہے ترے نزدیک پر تو جانتا اُسکو نہین
یار تو تیرا کھڑا ہے بیگمان بالاے سر

ہے اُسی کے فضل سے امید بخشائش مجھے
ہو رہا ہے جرم کا بار گران بالائے سر

نالۂ دل کو پہونچنا ہے شب غم تا بعرش
کہکشان کو جانیے ہے نردبان بالائے سر

کچھ نہین اغراق اس مین سچ جو تھا مین نے کہا
تو نگہبان ہیگا میرا ہر زمان بالائے سر

تو مگر اُسکی حقیقت جانتا مطلق نہین
باغبان ہیگا ترے سرو روان بالائے سر

اُسکے دامن کا سہارا کیون نہ لون مین حشر مین
دھوپ مین تو چاہیے ہو سائبان بالائے سر

سایۂ ابر کرم کا شک ہوا شادان مجھے
آئی جسدم یار کی تیغ روان بالائے سر

میری نظرون سے تو کب باہر ہے جون تا نظر
دیکھتی رہتی ہے تجکو ہے یہی کار نظر

گل سی تو نازک ہے دیکھے سے بھی کمہلا جای ہے
کب نزاکت تیری ہوتی ہی سزاوار نظر

اک نگاہ لطف ادہر بھی بندہ پرور کیجیے
مین تو رہتا ہون سدا تمسے طلبگار نظر

کوئی نشہ ہو دو روزہ اُسکا رہتا ہے سرو
کام کیا نشے سے مجکو مین ہون سرشار نظر

زلف کے پھندے مین جو آئے رہائی ہی محال
کب رہا ہوتا ہے جو ہووے گرفتار نظر

ناز اُسپر ہے ہمارا جسپہ دل ہے مبتلا
ہے نظر مین راتدن وہ ناز بردار نظر

حسن تیرا آنکھ مین پتلی سا میری کھب گیا
بن ترے اب دیکھنا ہوتا ہے یان بار نظر

ڈھونڈتا ہے کب سے شادان کوئی تبلادی اُسے
کیون نظر سے چھپ گیا اپنا خریدارِ نظر

اتنے بھی تنتے نہین ہین تیغِ ابرو کھینچکر
کیون تو روٹھا ہے مرے دلدار اب تُو کھینچکر

مغز نکلے پوست سے جسدم نہین پھر قدر کچھ
گل مین کیا رہتا ہے جب لیوے کوئی بُو کھینچکر

اُسکی باریکی میان بہزاد پاوے کسطرح
رہگیا حیران مانی اک سرِ مو کھینچکر

جسکے دیکھے سے تسلی ہو دلِ بیتاب کو
دیکھتا ہون مین وہی تصویرِ دلجو کھینچکر

مین محبت کا ہون بندہ ہوا اسطرح آتا نہین
ہان مجھے لیجاے تیری بُوے گیسو کھینچکر

یارِ جادو فن سے تجکو ہے محبت گر میان
تُو بلا لے اپنی جانب خطِ جادو کھینچکر

تاکہ ہمچشمون مین ہووے دل تری کچھ منزلت
اپنے پہلو مین بٹھالے اسکو بازو کھینچکر

دیر کچھ شادان نکر ہرگز بوقتِ امتحان
نامور ہو جا میان اسدم کمان تو کھینچکر

دیکھنا تیرا پیارے ہے مجھے باغ و بہار
گر نہ دیکھون ایکدم رہتا ہون مین بس بیقرار

دُورِ ساغر کسطرح کا تھا بدستِ یکدگر
بھولتا ابتک نہین شب کا مجھے جلسہ وہ یار

چاہتا ہے دل کہ اک ساغر مجھے تو اور دے
ابتلک اُترا نہین ساقی یہان شب کا خمار

کب ملیگا کب کریگا شاد اپنے وصل سی
ڈھونڈتا پھرتا ہون تجکو اے پیارے ہر دیار

ریگِ صحرا کا شمار آتا نہین کچھ دہیان مین
وصف تیرا کیا کرے کوئی کہ ہیگا بیشمار

نام تیرا ہے زبان پر اور سُمرن ہاتھ مین
کب ملیگا تو یہی رہتا ہے مجکو انتظار

بھولنا مت دل سے شادان کی تمنا ہی یہی
دہیان رہتا ہی ترا اے یار اُسے لیل و نہار

لیکے پھولون کا طبق جسوقت آئی ہے بہار
جسطرف دیکھو نظر بھر کے تو چھائی ہے بہار

تازگی ہی تازگی آتی ہے ہر جانب نظر
کیا کہون آنکھون مین کیا بنکر سمائی ہے بہار

ہم ہین اور معشوق ہے سو سو طرح کی جوشین
ساقیا لا جام بھر کر یہ سُنائی ہے بہار

دَور ہے شاہِ سکندر کا سراسر بانشاط
روز سامانِ طرب ساتھ اپنے لائی ہے بہار

تاکہ منظورِ نظر ہو شاہِ والاجاہ کی
زیب و زینت سے بناؤ اپنا بنائی ہے بہار

گھر مین میرے شاہ کے نت نت رہی شادی رچی
ہو نسبتی پوشاک کیا دہومین مچائی ہے بہار

دیکھ تو شادان خوشی سے آنکھ بھر کر ہر طرف
کھل رہے ہین پھول گلشن مین تو بہائی ہی بہار

یا الٰہی گھر مین سلطان کے ہمیشہ رکھ سُرور
مال و دولت کا رہے اُسکے خزانی مین وفور

اُسکے اعدا ہووین قربان عید مین جون گوسفند
اسطرف دیکھے جو بدبین آنکھ اُسکی ہووی کور

ماہ اور خورشید سی نسبت جو دیجے کچھ نہین
اُسکے چہرے سے خدائی کا چمکتا ہیگا نور

جسطرف دیکھو مسرت ہی جہان مین آشکار
عیش اور عشرت کا اُسکے عہد مین ہیگا ظہور

دہاک سے اُسکی گیا ہے شیر کا زہرہ پگھل
دیکھ تیور مٹ گیا سر سے مخالف کے غرور

تختِ شاہی شاہِ اسکندر کو دیتا زیب ہے
پڑ گیا ہے ماہ سے ماہی تلک یہ اسکا شور

جن و انسان ہین عطا پاشی سی اُسکی بہرہ ور
فیض یاب اُسکی سخا سے ہین ملک تا بہ مور

سبز ہووے کشت اُسکی ابرِ رحمت سے سدا
دست بستہ ہر برس آوے بہار اُسکے حضور

پھر ثنا خوان کیون نہووی اُسکا شاداں شاد ہو
ہین ثنا خوان یمین اُسکی جتنے ہین نزدیک و دور

ہین وہ متوالی نگاہین یا کسی ترکش کے تیر
بیگمان چلتی ہین یون جیسے کسی بیکش کی تیر

اُسکا ترچھا دیکھنا خالی نہین انداز سے
دیکھیے تو دلمین جا لگتے ہین اُس مہوش کے تیر

نالۂ آتش فشان سے یہ ہوا دشمن کا حال
ہوش اُڑین جیسے ہوائی دیکھکر آتش کے تیر

جو کہ ہو پامال اُس پر رحم کرنا چاہیے
ہٹ دھرم ہے جو کوئی عالم مین مارے عش کے تیر

اپنے ترکِ شعار و کو دیکھ شاداں نے کہا
یون برستے ہین ترے ہاتھون سے جون آتش کے تیر

گلِ بیخار چمن مین ہے سدا تیری بہار
دیکھنے والے تجھے دیکھتے ہین لیل و نہار

اتنا ترسانا بھی عاشق کو نہین لازم ہے
تیرا مشتاق ہون آجا تو پیارے اکبار

شبِ معراج نہ کیون اُنکے لیے ہو ہر رات
انبیا اور ولی رہتے ہین دائم بیدار

اتنا کیون مست ہی کچھ تجکو نہین اپنی خبر
دن جوانی کے چلے خواب سی اب ہو ہشیار

بندگی اور عبادت تجھے کرنی ہے ضرور
کیون بدلتا ہے کیا اُس سے جو تو نے اقرار

کونسی چیز پہ مغرور ہوا تو جگ مین
کیون میان کرتا ہے کس بات پہ اتنا پندار

اک غزل دوسری لکھ اُسکی ثنا مین شادان
حامی ہووے گا اسی بات پہ تیرا کرتار

یہ گنہگار سُنا نام ترا ہے غفار
حشر مین فاش نہ پردہ ہو کہ تو ہے ستّار

دین و دنیا کی خبر کچھ نہین اُسکو معلوم
ہوش رکھتا نہین جو ہووے ہمیشہ سرشار

کن اقرب سے یہ سمجھے کہ عجب بھول پڑی
دلمین تو بستا ہے پر تجکو نہ دیکھا دلدار

سیکڑون جوگی و سنیاسی تجھے چاہتے ہین
برہمن ڈالے ہی تنہا نہ گلے مین زنار

تیرے کارن ہی یہ بھیس بدلکر پیارے
ڈھونڈتے پھرتے ہین ملجا کسی شہر و دیار

تو ہر اک شے مین ہی اور پھر ہے منزہ سب سے
کبھو شادان کو دکھاویگا تو اپنا دیدار

پیار رکھتا ہے تو از بسکہ بہت پیارون پر
کر نظر مہر کی ٹک اپنے گنہگارون پر

بن ترے آسرا اُنکو تو نہین ای پیارے
دیکھیے کب ہو نظر لطف کی بیچارون پر

ٹکٹکی ایسی لگی رہتی ہے تجھسے جیسے
شب کو رہتی ہے مسافر کی نظر تارون پر

جام مے بھر کے محبت سے پلا بھر خدا
ساقیا لطف کیا چاہیے میخوارون پر

ہم یہی چاہتے ہین ہمکو یہی بھاتا ہے
ناز کرتے ہو میان تم جو خریدارون پر

جمع کرتی ہے پریشانی دل ای شادان
زلف بکھرے ہے عجب حسن ہی رخسارون پر

جرم پر مت کر ہمارے تو نظر
گرچہ ہینگے غرق عصیان سر بسر

تیرے در کو چھوڑ کر جائین کہان
مت پھرا تو اپنے در سے در بدر

رحم اُنکے حال پر اب چاہیے
خلق کو ہیگا وبا سے بس حظر

گرچہ مجرم ہین کرم پر چاہیے
بیرخی اتنی بھی خلقت سے نکر

لاوبالی یار کی درگاہ ہے
کب کسیکا اس جگہ ہووے گزر

سیکڑون دانا پڑے ہینگے جہان
کون پوچھے ہے تجھے ای بے ہنر

کچھ نہ بویا تو نے جسپر یہ غرور
تخم جو بوتا ہے پاتا ہے ثمر

ہے سزاوار اسکو اُسکی صاحبی
کیا خبر ہیگی تجھے اے بے خبر

پردۂ غفلت اُٹھا دے آنکھ سے
یاد مین رکھہ تو ہمین شام و سحر

ہے اُسی سے التجا اپنی مدام
دے ہے شادان کی دعا کو جو اثر

نشہ مین دلبر کو دیکھا مین نے چور
راست مین کہتا ہون تھا وہ رشک حور

آیتِ قرآن کی یہ تفسیر ہے
ہے جو وہ نزدیک مت کہہ اُسکو دُور

ذرہ کو خورشید سے نسبت نہین
وہ سلیمان ہے تو مین ہون مثلِ مور

جسکو کہتے ہین تکبر ہے بُرا
یا الٰہی دُور کر سر سے غرور

نور جسکا ہے در و دیوار مین
دیکھہ لے آنکھون سے تو اُس کا ظہور

ایک دن شادان سے جو ملکر گیا
رات دن اُسکا ہی رہتا ہے سرور

بیدِ ہنگ نہ کہہ اُسکو جو ہے ڈہنگ ہوا پر
نیرنگیِ افلاک سے ہے رنگ ہوا پر

ہو تیرا سہارا تو کھچے کاہ سے آہن
ہمراہ بگولے کے چڑہے سنگ ہوا پر

جون شیر سے بکری سی لڑائی ہو زمین پر
یون باز سے گنجشک سے ہے جنگ ہوا پر

دیکھا نہ کوئی ایسا نوازندہ جہان مین
طنبور کے ہے تار سے آہنگ ہوا پر

افسوس سے کہتا ہے یہ بھنگر کہ غضب ہے
نغمون سے اُڑی جاتی ہے لو بنگ ہوا پر

نادانون کا جو کام ہے اچھا نہین شادان
سُن بات مری تو نہ اُڑا چنگ ہوا پر

دیکھی نہ کوئی گردشِ افلاک زمین پر
نت تازہ و سرسبز رہی تاک زمین پر

ہے حکم گل اندام کا فراشِ صبا کو
گلشن مین نہو کچھ خس و خاشاک زمین پر

سنجیدہ قدم چاہیے میدانِ جہان مین
مستی سے تو کیون پھرتا ہے بیباک زمین پر

پھرتے ہین فلک پر تری دہشت سے مہ و مہر
ہر ایک کو رہتی ہے تری دھاک زمین پر

آخان نہین یہ بات مگر ہووے مکدر
پانی کی طرح کون رہے پاک زمین پر

شادان تو نر ہیو کبھو اسبات سے غافل
ڈھونڈے سے ملے صاحبِ ادراک زمین پر

پی بادہ تو اب شوق سے مستانہ رہا کر
یاد اُسکی مین ہر چیز سے بیگانہ رہا کر

رہ ایسا کہ جون پھول سے بُو ہووے مُنزہ
دنیا سے ملوث تو اب اتنا نہ رہا کر

تنویر سے جسکی یہ جہان ہیگا منور
اُس شمعِ شبستان کا پروانہ رہا کر

شوخی سے جو لیجاے دلِ عاشقِ بیتاب
ایسے ہی پریزاد کا دیوانہ رہا کر

سُننا تو وہی بات کہ جو کام کی ہووے
شادان نہ کبھو مائلِ افسانہ رہا کر

ہرگز نہ رہا کیجیے بیڈھنگ سے ملکر
ہر بات کیا کیجیے آہنگ سے ملکر

وحدت کی حقیقت سُنو ہے شرح یہ اُسکی
پانی کی طرح رہیے سدا رنگ سے ملکر

بیشی و کمی اُسکی نظر کیجیے کب تک
پاسنگ بھی رہتا ہے بھلا سنگ سے ملکر

دل اپنا رکھا کیجے کدورت سے سدا صاف
آئینہ بھی رہتا ہے کہین زنگ سے ملکر

یون تارِ نظر تو بھی لگا یار سے اپنے
جون ڈور لگی رہتی ہے بس چنگ سے ملکر

ہنستے رہو جون پھول سدا صحنِ چمن مین
غنچے کی طرح رہیے نہ دلتنگ سے ملکر

نادانون کی صحبت سے معرفت کا گمان ہی
شادان ہی تو رہ صاحبِ فرہنگ سے ملکر

گر بحث پڑے تو نہو تقریر سے باہر
زنہار نہونا کبھو تدبیر سے باہر

تقریر کیچھ اس مین ہے نہ تمہید ہی اسمین
ہے وصف ترے حُسن کا تحریر سے باہر

جو اُسنے لکھا ہے نہین ٹلتا ہے کسی سے
کوئی بھی ہوا ہے کہین تقدیر سے باہر

مٹتا ہے مٹانے سے کہان جوہرِ ذاتی
ہوتی ہے کہین آب بھی شمشیر سے باہر

ہان اور کھلا تازہ چمن اُسکی ثنا مین
شادان تو نہو خطۂ کشمیر سے باہر

ایدل تو سمجھ کر نہو تسخیر سے باہر
ہوتا ہے کوئی زلفِ گرہگیر سے باہر

گو اُسکی حقیقت نہین ظاہر ہی کسی پر
مس کو نہ سمجھ تو کہ ہے اکسیر سے باہر

ہر گھٹ مین سمائی ہوئی یون ذات ہی اُسکی
روغن نہو جسطرح اجی شیر سے باہر

الفاظ کو معنی سے جُدائی نہین ہوتی
ہوتا ہے کہین خواب بھی تعبیر سے باہر

صیاد مین کچھ ہووے جو چالاکی و چستی
جاتا نہین پھر صید کوئی تیر سے باہر

بیکار جو رہتا ہے اُٹھاتا ہے وہ نقصان
معمار کبھو تو نہو تعمیر سے باہر

شادان اُسے سُن لے کہ جو ہو کام کی کچھ بات
اکسکام کا نسخہ جو ہو تاثیر سے باہر

دیر و حرم مین ایک تو ہی ہیگا جلوہ گر
تل اوٹ ہے پہاڑ تماشے کی بات ہی

اِس بات کی تو ہیگی تمنا و آرزو
کیا لطف ہووے آج کہ آجاے تو اگر

پروانے سے مثال مگس کو نہ دیجیے
ہے سوزِ دل کے واسطے عاشق کا ہی جگر

ہم تجکو ڈہونڈتے ہین پیارے نگر نگر
حق مین جو ہی وہ اُسے پہچانے گا مگر

انسان کو خوے نیک سے کہتے ہین آدمی
ہیئزم کی ہے مثال جو رکھے نہ بو اگر

شاداں یہی ہے راہ سُنی ہے جو پیر سے
مت چھوڑ بھولکر اُسے اپنی جو ہے ڈگر

ہر صبح و شام یار کا دل مین خیال کر
غفلت مین زینہار نہ رہ دیکھہ بھال کر

دوڑیگا جو گرے گا نصیحت یہ گوش کر
ہوئے کٹھن جو راہ قدم رکھہ سنبھال کر

دنرات ہرزہ گردی سے کیا فائدہ تجھے
اک لمحہ بیٹھہ دل کو کبھو تو بحال کر

سُن بات وہ کہ جس سے بھلا ہو ترا سدا
جس کان سے سُنے تو بدی گو شمال کر

اُس شوخ کو قرار نہین ہے قرار پر
کب آئیگا تو یار سے اتنا سوال کر

احسان کرکے کہہ نہ زبان سے کہ ہی مثل
خاموش رہ تو نیکی کو دریا مین ڈال کر

شاداں وہ آئنہ ہی نہین جسمین زنگ ہو
کر اپنے دل کو صاف تو کینہ نکال کر

کیا حُسن کی بہار ہے اُس گلعذار پر
جوبن ہو جیسے پھولی پھلی شاخسار پر

پتھرا کے رہگئی وہین موسیٰ کی چشم شوق
نور اُسکا جلوہ گر جو ہوا کوہسار پر

دیکھا نہ ہمسر اُسکا کسیکو جہان مین
غالب ہے ایک یار مرا سو ہزار پر

وعدہ خلاف یار کو سمجھاؤن کسطرح
آیا نہ رحم اُسکو مرے انتظار پر

پینے سے جسکے نشۂ دوبالا ہو ساقیا
دے جام اور جامِ مے خوشگوار پر

وہ کیا ہوا سے گل مین اُڑیگی مری طرح
مانا کہ عندلیب کے ہین تین چار پر

کر شکر اُسکا جسنے یہ رتبہ تجھے دیا
شادان سدا رہے تو اسی اقتدار پر

آتا ہے یار گرچہ مرے گھر مین بار بار
کہتی ہے چشمِ شوق کہ دیکھون ہزار بار

کیا نازنین نگار نزاکت سے ہی بھرا
جسکے گلے مین ہو دی ہے پھولونکا ہار بار

مت دیکھو اُسکو گھور کے کہتا ہون اُسے
ہے جسکی چشمِ مست کو مے کا خمار بار

بستانِ یار سے ہی مثال اُسکو دیجیے
ایکے چمن مین لایا ہے کیا خوش انار بار

جا سیرِ باغ کو کہ طراوت ہو چشم مین
لایا ہر اک درخت ہے اب بیشمار بار

ہم تیرے در پہ کیسے کھڑے ہینگے امیان
محفل مین اپنی دی تو ہمین ایکبار بار

آٹھون پہر خیال ہی شادان کو اب ترا
اے کاش آئے چار پہر مین تو چار بار

سرشارِ حسنِ یار کو پیمانہ کیا ضرور
میکش جو ہو وے عشق کا میخانہ کیا ضرور

اپنے جمال کا ہے وہ مفتون آپ ہی
جو شمع خود جلے اُسے پروانہ کیا ضرور

شانہ وہان ضرور ہے اُلجھے جہان مین بال
سُلجھی جہان ہو زلف وہان شانہ کیا ضرور

سُنتے ہین ہم کہ دشت مین مجنون نے گھر کیا
دیوانہ جو کہ ہو اُسے کاشانہ کیا ضرور

بیدانہ اُسکے دام مین دل آپ ہی پھنسا
مفتونِ دام جو ہو اُسے دانہ کیا ضرور

پابندِ حرص بحر مین غوطے لگاتے ہین
آزاد جو کہ ہو اُسے دُر دانہ کیا ضرور

جا پوچھ عاشقون سے تو اس بات کا مزہ
دل سے صنم کو پوجے تو بتخانہ کیا ضرور

شادان تو اسکی شرح مین کہہ دوسری غزل
اندھے ہین جو وہ کہتے ہین جانا نہ کیا ضرور

دیوانے ہو دین جسجگہ فرزانہ کیا ضرور
فرزانے ہو دین ہمہ دیوانہ کیا ضرور

فی الفور لیجیے نہ ذرا دیر کیجیے
جو جنس بے بہا ہو تو بیعانہ کیا ضرور

ہین دانت اگر ضرور تو آرے کیواسطے
شمشیر آبدار کو دندانہ کیا ضرور

شادان کہانی اور کوئی کسطرح سُنیے
رہتا ہے اُسکی یاد مین افسانہ کیا ضرور

نہ اُسکی ہے ہوس بہتر نہ اُسکی ہے ہوس بہتر
جو اُسکی یاد مین گزرے وہی ہے اک نفس بہتر

یہی وہ شے ہے جو کام اُسکی ہر منزل مین آتی ہے
مسافر کو بوقتِ کوچ آوازِ جرس بہتر

مقولہ ہے یہ دلکا وصل ہے دلدار کا اچھا
نظر کہتی ہے آنکھون مین کہ ہی اُسکا درس بہتر

بہت سی باتین ہونگی جنکو بہتر لوگ کہتے ہین
ہمین تو دیکھ لینا ہے ترا اے یار بس بہتر

جو ہین آزاد مشرب اُنکو پابندی نہین اچھی
کہین طوطی بھی کھتی ہی کہ ہوتا ہی قفس بہتر

دکن مین اور ملکون مین بفضلِ حضرتِ باری
ہوئی بارش اجی ہر سال سے ابکے برس بہتر

فریدون اور حاتم کا جہان مین نام ہی اب تک
تو مت کر بخل کی باتین کہ ہی دنیا مین جس بہتر

وہ بد تر دُرد سے ہی پاسبانی مین جو ناقص ہے
حفاظت جو کرے خلقت کی ہی وہ ہی عسس بہتر

رہے شادان نہ کیونکر شادمان دورِ سکندر مین
کہ حق مین دادخواہونکی ہے وہ فریادرس بہتر

بہار ایسی کبھی چھائی نہین دیکھی گلستان پر
گمان ہوتا ہے جنت کا زمین کی جانان پر

نہ وہ سامان کیا تو نے جو ان درکار تھا تجکو
عبث مغرور ہے ایدل دوانی یا نکے سامان پر

کسی سے کیا غرض کیا مدعا کیا کام کیا مطلب
کہ تکیہ مجکو رہتا ہے ہمیشہ لطفِ جانان پر

چمن مین دیکھکر پھولونکی رنگت وجد آتا ہی
چڑہایا رنگ صانع نے عجب لعلِ بدخشان پر

گلِ بیخار تو ہے اور اُسے ہی خار سے نسبت
نہ کیون گل کا گریبان چاک ہو تیری گریبان پر

لب رنگین کے آگے غنچۂ گل کی حقیقت کیا
کہ ہے لعلِ بدخشان بھی نثار اُس لعلِ خندان پر

مداوا بحر سے بھی شکر اُسکا کہہ نہین سکتا
نگاہِ لطف جو اُس یار کی ہو حالِ شادان پر

تجھے دیکھون کسی دن آنکھ بھر کر
پڑا ہون اسلیے مین تیرے در پر

رکھیگا کب تلک مشتاق مجکو
پھرائیگا مجھے کب تک تو در در

جو قسمت کا لکھا ہے سو ملیگا
ارے نادان کیون پھرتا ہی گھر گھر

کہان کھوٹی کو نسبت ہی کھریسے
نہ کر تو زرگری اسجا پہ زرگر

کھلی جب آنکھ شادان کیا مزہ تھا
صنم کو خواب مین دیکھا جو در بر

پڑا پھرتا ہے کیون ادہر سے اُدہر
خیال اب کیا ہی تیرا کیون ہی مضطر

توقع مین اسیکی ہے گزرتی
کبھو تو آئیگا بر مین وہ دلبر

جدھر دیکھو اُدھر غولِ بیابان
ترے بن کون ہو سکتا ہی رہبر

بجز رسوائی کچھ حاصل نہو گا
دوانے کیلیے پھرتا ہے در در

نگر مین پھر گیا اِسکا ڈہنڈورا
وہ ہے صاحب مرا مین اُسکا چاکر

زمین و آسمان مین ڈھونڈ دیکھا — نہین کوئی جو ہو تیرے برابر

چمکتا ہے جو شادان مثلِ خورشید
اُسیکا نور یہ چھایا ہے گھر گھر

کبھو تو نگاہِ کرم ہو ادھر — کدھر جاؤن اب مین تجھی چھوڑ کر
کہون کس سے مین تو ہی انصاف کر — اگر ہے حکایت مری دردِ سر
سزاوار تجکو تری صاحبی — مرے حال پر بھی خدارا نظر
مین بھولا ہوا راہِ مقصود ہون — بتا راہ مجکو مرے راہبر
ہوا انجام کیا اس گنہگار کا — نہین ہے مجھے آہ اپنی خبر
مرے ساتھ کے سب ہنرمند ہین — فقط ایک مین رہگیا بے ہنر
بہت دن سے مشتاق ہون مین ترا — کریگا اِدھر بھی کبھو تو گذر
گنہگار کو گرچہ رد ہے کہا ن — الٰہی دعا کو مری دے اثر
ترا نام ستار و غفار ہے — خطاوار ہون مین ترا سر بسر

مناجات شادان کی ہووے قبول
ترا نام جپتا ہے شام و سحر

ردیفِ زاے معجمہ

تم جسطرف نگاہ کرو ہے بہار سبز
ہر شاخِ گل ہے سبز تو ہر برگ و بار سبز

غنچے چٹک کے کہتے ہین کچھ اسمین شک نہین
آنے سے تیرے باغ ہوا گلعذار سبز

ساقی خدا کیواسطے مینا و جام لا
کیا خوشنما ہے دیکھہ تو یہ جویبار سبز

اے گل ترا گزر ہو تو سرسبز اور ہو
منہ پڑنے سے اگرچہ ہوا کو ہسار سبز

اُسکے ہی عکس سے یہ زمرّد کا رنگ ہی
جوڑا ترے بدن مین جو ہی اے نگار سبز

دیکھا جو سیر کرتے اُسے سبزہ زار مین
ڈالا گلے مین یار کے مینے کا ہار سبز

شادان نے سُنکے چھپے اُسکے یقین کیا
بلبل کی ہے نگاہ مین ہر شاخسار سبز

ترے ہی دھیان مین روتا ہون ہر روز
پروتا ہون مین پلکون مین گہر روز

تمہاری یاد جب آتی ہے مجکو
تو کیا کٹتی ہے خوش شام و سحر روز

کب آویگا مرا دلدار گھر مین
رہون ہون سوچ مین دو دو پہر روز

تبہ کاری مین اور لہو و لعب مین
تو کیون کھوتا ہے یون اے بیخبر روز

کرین تعریف ہم شادان تمہاری
غزل ایسی ہی تم لکھو اگر روز

مری نظرون مین ہے وہ با اثر روز
جو کرتا ہے کسیکے دل مین گھر روز

ترا پیار اخوشی کے ساتھ تجھسے
ملے جسدن وہی ہے خوب تر روز

اُسیکو مغتنم بس جان اے دل
مسرت سے جو گذرے سر بسر روز

چمک جائین مری تاریک راتین
اگر آئے مرا رشکِ قمر روز

تجھی سے روشنی پاتا ہے خورشید
ترے ہی نور سے ہے جلوہ گر روز

درِ سلطان درِ حاتم ہے شادان
ملیگا جا تجھے وان سیم وزر روز

جشن کا روز تمہین ہووے مبارک ہر روز
ہر شب و روز رہے در پہ تمہارے نوروز

مثل اسکے نہ کبھی چشمِ فلک نے دیکھی
آپکی بزم طرب خیز ہے عشرت اندوز

شاہ سے میرے ارسطو بھی یہی کہتا ہی
اے سکندر تری حکمت تو ہی حکمت آموز

سیکڑون پھونچین ہین مقصود کو اپنے اُسسے
جسگھڑی نامِ خدا ہوتے ہین جلوہ افروز

آستان اُسکا ہے رتبے مین فلک سے برتر
ماہ و خور اُسکے جلو مین ہین روان تا بہ ہنوز

حال پر خلق کے کرتے ہو جو تم لطف و کرم
ایک عالم ہے دل و جان سے تمہارا دلسوز

ہے دعا ایزدِ سبحان سے یہی شادان کی
فوجِ اعدا پہ رہیں آپ ہمیشہ فیروز

ردیفِ سینِ مہملہ

کہنے تجھے کہا تھا کہ جا طور پر برس
اے ابر آ دہر کسی مخمور پر برس

موسم مین جب برستا ہے ہوتی ہے تب بہار
سرما مین کیا برستا ہے دستور پر برس

عاشق کو چین کب ہی جدائی مین جان من
اک دن ہے ہجر کا ترے مہجور پر برس

سایہ ترا ہے رحمتِ باری جہان کو
ہے یہ دعا ہماری کہ جمہور پر برس

شادان یہ ابرِ فیض سے کہتا ہے بار بار
نزدیک پر برس تو کبھی دور پر برس

ردیفِ شینِ معجمہ

نکروں کیون مین بار بار تلاش
دل کو رہتی ہے تیری یار تلاش

وہ جو پنہان ہے سبکی آنکھون سی — کب ملے ہی کرین ہزار تلاش
نہین بیوقت جستجو اچھی — چاہیے یار وقت کار تلاش
وہ تو اپنے ہی دل مین بستا ہی — تو جو کرتا ہے گلعذار تلاش

کسطرف جا کے چھپ رہا شادان
کرتے ہین اُسکے دوستدار تلاش

ردیفِ صادِ مہملہ

کیا کرون ذکر ہے وقتِ سحر خاص — مگر تجھپر پڑے اُسکی نظر خاص
کیا کرے یاد تو اُسکی ہمیشہ — ترا دل یار کو چاہے اگر خاص
ہنرمندون کا یہ ہیگا مقولہ — کہین ہوتا ہے یار و بی ہنر خاص
مرا دل چھین لینے کو ہے کافی — تری بالے مین جو ہی یہ گہر خاص
یہ فیاضی کسیکی چاہتی ہے — کہ ہووے بہرہ ور ہر عام ہر خاص

تم اپنے دل مین شادان اُسکو ڈہونڈو
سوا اسکے نہین ہے کوئی گھر خاص

ردیفِ ضادِ معجمہ

باغبان ہر گھڑی کرتا ہے چمن مین مقراض
گل کترتی ہے نئے شاخِ کہن مین مقراض

کہین دیکھی نہ سُنی تیز زبانی ایسی
ہے زبان شوخ تری یا ہے دہن مین مقراض

قدرتی ہو جو تراش اُس مین نہین دخلِ بشر
کیا کریگا کوئی اب برگِ سمن مین مقراض

روشنی گل کے کترنے سے تو ہوتی ہے دوچند
واسطے شمع کے لازم ہے لگن مین مقراض

بادو کو قدرتِ خالق نے بنایا خیاط
جبکہ آتی ہے خزان ہوتی ہے بن مین مقراض

قطع کرنا نہین لازم ہے سخن ہر اک کا
کیون چلاتے ہین عبث آپ سخن مین مقراض

قطع کرتی ہے رگِ حرص قناعت شادان
جسطرح چلتی ہے تیزی سے رسن مین مقراض

رکھنا نہ زینہار تو اغیار سے غرض
کیا کام دوسرے سے جو ہو یار سے غرض

غفلت زدون سے کام نہ رکھی جہان مین
رکھے غرض تو عاقل و ہشیار سے غرض

جو تیرے دل مین آوے سو ہمسے سلوک کر
ہمکو تو ہے ہمیشہ ترے پیار سے غرض

وان بندگی قبول ہے گر دل سے کیجیے
اُسکو نہین ہے سبحۂ زُنّار سے غرض

پانی کی طرح چاہیے ہر رنگ مین ملے
اُسکی خوشی سے کام ہے تکرار سے غرض

شاداں نہ کھیو اور چمن کی طرف نظر
رکھتے ہو تم جو اُس گلِ بیخار سے غرض

ردیف طاے مہملہ

ہر چند کچھ نظر مین نہین خاک کی بساط
پر اُسکے آگے ہیچ ہے افلاک کی بساط

باندھا جو عہد سو نہ کیا آج تک وفا
بس دیکھی ہمنے یار ہوسناک کی بساط

وہ تند خونگار کہان اور مین کہان
شعلے کے آگے کیا خس و خاشاک کی بساط

پہونچا نہ اُسکی کنہِ حقیقت کو زینہار
معلوم ہو گئی ہمین ادراک کی بساط

نکلے تھے ڈھونڈنے اُسے پایا نہ کچھ نشان
گردش مین ہین پڑی یہ ہی افلاک کی بساط

لائے پیام جو مرے دلدار کا شتاب
اتنی کہان ہے قاصدِ چالاک کی بساط

شاداں محیطِ عشق سے لو پار ہو گیا
کیا اس سے بڑھکے اور ہو پیراک کی بساط

کیونکر رہے نہ اُسکو ہر انسان کی احتیاط
رہتی ہے باغبان کو گلستان کی احتیاط

ہر اک عسس کا کام نہین جو سمجھ سکے
ہوتی ہے کسطرح سے بیابان کی احتیاط

لازم ہے اُسکو ہو دے جو دنیا مین ہوشمند
رکھّے ہر ایک خار سے دامان کی احتیاط

کیونکر نہ دل مین اُسکو چھپا کر رکھون مدام
برتر ہے اپنی جان سے جانان کی احتیاط

در سے ترے کہین مین ٹلون یہ محال ہے
مشہور ہے جہان مین دربان کی احتیاط

اُسپر نثار کیونکہ نہو جان و دل سے وہ
رکھتا ہے ذوالجلال تو شادان کی احتیاط

ردیفِ ظاے معجمہ

کیون نہون سُنکے ترے نام کو ہر دم محظوظ
ایک مین ہی نہین محظوظ ہی عالم محظوظ

ہم بھی یون وصل سے اُس یار کی خوش رہتے ہین
جون ہم آغوشیِ گل سے ہوئی شبنم محظوظ

دوستون سے جو ملین دوست تو ہو جاتے ہین
عید کے روز ملاقات سے باہم محظوظ

تیرا الحان ہے داؤد کے مانند اے یار
اہلِ دل سُنکے اسے ہوتے ہین کیا کم محظوظ

راگ وہ شے ہے کہ ہین دام مین آہو آتے
ہووے حیوان جو خوش کیون نہو آدم محظوظ

آپ کا شکر ہین کیون نہ زبان و دل سے
آپ کے لطف سے ہم رہتے ہین خرم محظوظ

عام ہو جلوۂ دیدار تو کیا کہنا ہے
لطف ہے یہ کہ ہون نا محرم و محرم محظوظ

آرزو بس یہی شادان کی ہے کچھ اور نہین
ہمسے محظوظ ہو تو تجھسے رہین ہم محظوظ

ردیفِ عینِ مہملہ

دل کو سمجھ رہا ہون مین دلدار کی متاع
اپنی جو ہے متاع وہ ہے یار کی متاع

اس حسن کے تو جن و ملک بھی ہین مشتری
ایسی کہان ہے جیسی ہی سرکار کی متاع

حنظل کا جسطرح سے ثمر کام کا نہین
جائے ہی رائگان جو ہے بیکار کی متاع

جو خالی ہاتھ جائے تو کیا اُسکے ہاتھ آئے
لیوے جو کوئی اُسکی ہے بازار کی متاع

ہشیار رہ کہ دزد نہون تیرے گرد و پیش
غفلت ہی سے لُٹے ہی خریدار کی متاع

لائے ہین ہم کہان سے جو دینے کہین اُسے
جو کچھ ہے اپنے پاس وہ ہی یار کی متاع

شادان اسی رَوِیّے پہ رکھہ اپنا کاروبار
جاتی کہین سُنی نہین ہشیار کی متاع

دیکھنا تیرا سراسر ہے مجھے اے یار نفع
سب نہ سمجھین پر سمجھتا ہے اہی ہشیار نفع

غیرِ غواصیِ دریا کب ملے دُرِ یتیم
یہ سُنا ہیگا اُٹھاتا ہے کوئی بیکار نفع

بے بضاعت کو ہو کیا حاصل اگر جا دی دہان
ہاتھ آوے جنس جو لیوے سہر بازار نفع

دمبدم دم بھر اُسیکا جب تلک ہی دم مین دم
یاد سے شادان اُٹھالی یار کی ہر بار نفع

کوئی کیا جانے کہ جلکر کیا ستم ڈہاتی ہی شمع
دل سے پروانے کی پوچھو جبکہ جلجاتی ہی شمع

خود بخود ہوتی نہین ہے داغِ حسرت سے گداز
دیکھکر چہرے کو تیرے یار شرماتی ہی شمع

اشکِ حسرت مت سمجھ یہ ہی خجالت کا عرق
جون بتاسا رات کو محفل مین گھُل جاتی ہی شمع

ہے کسیکے عارضِ روشن سے شرمائی ہوئی
پردۂ فانوس سے باہر نہین آتی ہی شمع

جسجگہ ہو روزِ روشن کون پھر پوچھے اُسے
حُسن تیرا دیکھکر مجکو نہین بھاتی ہی شمع

بُجھگیا دل کثرتِ آہ و فغان سے ہجر مین
ہو جہان آندہی وہان کب ٹھیر پاتی ہی شمع

دہوپ سائے کی طرح دم بھر کی ہی یہ آب و تاب
حُسن پر اپنے تو کس برتے پہ اتراتی ہی شمع

جمع ہو جاتے ہین پروانے بھی ماتم کیلیے
تربتِ شادان پہ جب روتی ہوئی آتی ہی شمع

ردیفِ غینِ معجمہ

دیکھنے مین گرچہ ہے خوشتر اجی روئے چراغ
مغز کرتی ہے پریشان یار من بوئے چراغ

روشنی سے ہے عیان اُسکا عذارِ آتشین
اور دہوین سی ہین نمایان سرسبز موئے چراغ

جلوۂ عارض کو اُسکے دیکھکر شیدا ہوا
جانتا مطلق نہ تھا پروانہ تو خوئے چراغ

حال اُسکا ہے مگر پروانے کو ہی آشکار
کسکو ملتا ہی اگر ڈھونڈے کوئی کوئے چراغ

روشنی کا اُس سے جلوہ صاف آتا ہی نظر
روزنِ فانوس بھی ہے چشمِ جادوئے چراغ

بزم والون مین لگی دلکی بجھاتا کون ہے
ہے اگر کوئی تو ہے پروانہ داروئے چراغ

چاندنی کی تاب تو ای جان تمہین آتی نہین
ہوویگی گرمی نہ بیٹھو تم بہ پہلوئے چراغ

خوبرو معشوق پر شاداں کا یون آتا ہی دل
جسطرح جائے پتنگا دوڑکر سوئے چراغ

ردیفِ فا

شیرین کی طبع آئی جو بیداد کی طرف
جز عشق تھا نہ کوئی بھی فرہاد کی طرف

تو بھی کبھی نہ دلسے بھلا مجکو ایکدم
مائل ہے دل مرا جو تری یاد کی طرف

آنکھون مین کھُب رہا ہے جو وہ قامتِ بلند
اپنی نگاہ رہتی ہے شمشاد کی طرف

شادان وہان بھی کیا ہی حسینونکی انجمن
جاتے ہین لوگ کیون عدم آباد کی طرف

ہوتا ہے کون عاشقِ ناشاد کی طرف
سارا جہان ہے اُس ستم ایجاد کی طرف

کیا رنگ رنگ کی ہین طرح خدا صورتین
کچھ تو نگاہ کیجیے ایجاد کی طرف

جو حکم ہو کرون مین سر آنکھون سے وہ قبول
رہتا ہے میرا دھیان تو ارشاد کی طرف

جز انفعال اسمین نہو ویگا کچھ حصول
کیجے نہ قصد پنجۂ فولاد کی طرف

تا دادرس کہے تجھے دنیا مین ساری خلق
گوش اپنا رکھنا چاہیے فریاد کی طرف

شادان تجھے جو کہتے ہین یہ بات گوش کر
تو دل سے اعتقاد رکھہ اُستاد کی طرف

جو کہ ہین اپنے یار سے واقف
کچھ وہی ہونگے پیار سے واقف

واقفیت جو ایک سے ہو جاے
کیون نہ ہووے ہزار سے واقف

ہمکو یہ بات خوش نہین آتی
تم تو ہوتے ہو چار سے واقف

نقشِ الفت اُنسی کے دلمین ہے — جو کوئی ہے نگار سے واقف
بیخزان جسکا وصف ہے مشہور — ہمتو ہین اُس بہار سے واقف
کام ہے اُسکا راست جو ہو وی — یار کی کاروبار سے واقف

رہبرِ عشق کیون نہون شادان
ہمتو ہین اُس دیار سے واقف

ردیفِ قاف

اُس سے ای بادِ صبا کہیو سلامِ عاشق — طول دے دیکے بیان کیجیو پیامِ عاشق
اور تو اُسکا ٹھکانا ہی نہین عالم مین — یار کے دل مین مگر ہووے مقامِ عاشق
راہ اسپر بھی کہان ہوتے ہین یہ آہو چشم — جذبۂ عشق ہی ہر چند کہ دامِ عاشق
ہو کے وحشت زدہ پھرتا تھا سدا جون مجنون — الفتِ یار سے ہے ابتو قیامِ عاشق
عطرِ گل جسکی لطافت کو نہ پہنچے ہرگز — اُسکی خوشبو سے معطر ہے مشامِ عاشق
نہین پروانے سی زنہار مگس کو نسبت — چھوڑ دے عشق کو اے یار بنامِ عاشق
فخر اسکا تو کیا چاہیے سب مین شادان — چشمِ ابرو سے اگر لے وہ سلامِ عاشق

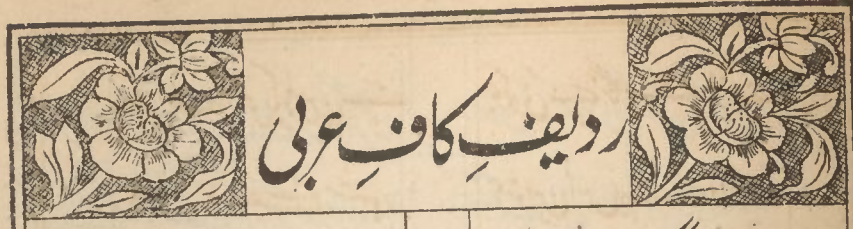

ردیفِ کافِ عربی

کہدو صبا سے مانگ لے زلفِ دوتا سے مشک
تا آئے ہر مشام مین ملکر ہوا سے مشک

پوشیدہ ہے جو نافے مین اسکا سبب یہ ہے
زلفونکو تیری دیکھہ چھپا ہی حیا سے مشک

خوشبو یہ اُسکے خلق کی پھیلی ہی خلق مین
آتا ہے اُسکی نذر کو اب جا بجا سے مشک

وہ سرخرو ہے جسکی رسائی ہو تجھ تلک
ہے روسیاہ حسرتِ رنگِ حنا سے مشک

تب نامور ہوا ہے وہ ایسا جہان مین
اہلِ خطا جو لیگئے زلفِ دوتا سے مشک

بلبل کہے ہے فاش گلستان مین یہ سخن
پھولون مین بس رہا ہی اُسی دلربا سے مشک

شاداں سُنا جو شہرۂ گیسوے عطر بیز
آیا نثار ہونے ختن کی خطا سے مشک

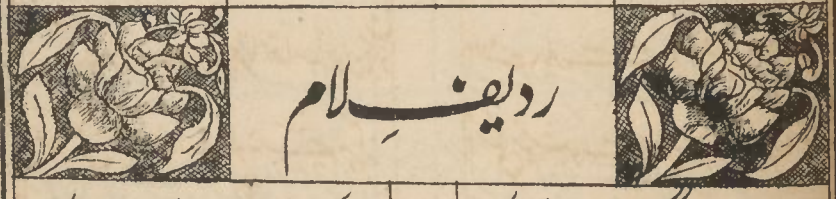

ردیفِ لام

ہو جہان روشن اگر وہ بے نقاب آئی نکل
ابر کے پردے سے جیسے آفتاب آئی نکل

دل مرا یون چاہتا ہے اُسکو دیکھون بے حجاب
کہدو اُس دلدار سے ٹک بے حجاب آئی نکل

پاؤن رکھے گلبدن صحنِ چمن مین جسگھڑی
شوق کے ماری رگِ گل سی گلاب آئی نکل

لفظ سے معنی حقیقت مین جُدا ہرگز نہین
دورکب پانی سے ہووی جو حباب آئی نکل

جسگھڑی ابرِ کرم دیکھے صدف کو آنکھ بھر
قطرۂ نیسان گرے دُرِ خوش آب آئی نکل

جشنِ شادی ہے سکندر جاہ کے گھر کیا عجب
زُہرہ لیکر چرخ سے چنگ و رباب آئی نکل

اُڑ گئی ہے نیند جسکے ہجر مین شادان مری
کیا مزہ ہووہ ادھر جب وقتِ خواب آئی نکل

اور سے عرض کرین جا کے نہین ہے یہ مجال
تو سُنے یا نہ سُنے تجھسے ہی اپنا ہے سوال

ہو نظر حال پہ خلقت کے خداوندِ کریم
گرچہ ہین غرق گناہون مین کرم کر فی الحال

ناز جون طفل کرے ہی پدر و مادر پر
نازیون کرتے ہین ہم تجھپہ بہر حال سنبھال

تجکو عفو و کرم و رحم و عطا زیبا ہے
مت نظر کر تو اگر بد ہین ہمارے اعمال

اپنے ابرِ کرم و فیض سے برسا پانی
ہووے سرسبز خلائق کی یہ کشتِ آمال

دیر کیون اتنی ہے بارش مین اب ای ابرِ کرم
حکم کر ابر کو برسے جو گرج کر اس سال

تیرے بندے ہین کہان جائین تری در کو چھوڑ
ہے یہ شادان کی دعا کر تو الٰہی افضال

نہین خورشید کو نسبت ہی اگر دیجے مثال — اللہ اللہ وہ رکھتا ہے عجب حُسن و جمال
کیون نہ تعریف سے باہر ہو سراپا اُسکا — ہوتی قاصر ہے زبان کہیے اگر اُسکا کمال
خالِ رخسار پہ صدقے ہون فلک کی تاری — ناخنِ پا ہے جسے کہتے ہین سب لوگ ہلال
جو رضا اُسکی ہو تسلیم کرو تم دل سے — شکر واجب ہی کرو اُسکے کرم کا ہر حال
کیا کہین اُس سے بھلا جانتا ہو جو سب کچھ — جو نجانے تو وہان کیجیے کچھ قال و مقال

عرض اب کیون نہین کرتا ہی خوشی ہی شادان
پوچھتا لطف سے ہے آج تو وہ تیرا حال

گوش سے پنبۂ غفلت کو تو بیہوش نکال — دلمین تیرے جو بدی کا ہے بھرا جوش نکال
روز و شب چین کہان ہیگا ترے بن مجکو — آرزو دلکی مرے ہو کی ہم آغوش نکال
کان میرے جو تری بات کی ہینگے مشتاق — کچھ زبان سے تو سخن ای بتِ خاموش نکال
شعر مین نے جو سُنائے صفتِ دندان مین — دیدیا یار نے خوش ہو کے دُرِ گوش نکال

جانِ من بات یہ شادان کی تجھے یاد رہے
دفترِ دل سے تو اب لفظِ فراموش نکال

کہے ہے کیون پڑا غفلت مین اتنا تو اری غافل — ہوا و حرص پر رہتا ہے کیون اسطرحسی مائل

سمجھتا ہی نہین اسکو اگر سمجھائیے ہزم
بھٹکتا پھرتا ہے ادہر سے اودہر کو ہمارا دل

لیا ہے جسنے دل تیرا وہ ہی تیرے لیگا کافی
دوانے اور باتین چھوڑدی اُسکا ہی رہ مائل

وہان تو بے نیازی ہی یہین ہی عاجزی لازم
اگر قائل اُسے کیجے تو ہوتا ہی وہ کب قائل

ارے شادان تجھے کہتا ہون رکھہ اسپر عقیدہ تو
وہ دے ہی بے طلب اُس سی نہونا چاہیی سائل

کسطرحسے فدا نہو یہ دل
دل مرا تجھپہ ہوگیا مائل

کیون بھٹکتا ہے دربدر بیجا
ہو ہدایت اگر ملے کامل

تجھسے مین یہ سوال رکھتا ہون
ہوگیگی حل کبھو مری مشکل

یار مجکو بنالے یارا اپنا
ہون کہان مین جناب اس قابل

دیکھیے کسطرح پہونچتے ہین
پاؤن مین لنگ دور ہی منزل

ناؤ ملتی نہین نیاو کرو
جایئے کسطرحسے تا ساحل

رنگ پانی مین جیسے ملجاے
تو بھی اس رنگ اُس سی ہو شامل

دیکھ تو کھیت مفت لٹتا ہے
کرلے شادان تو اب بھی کچھ حاصل

ہووے ہمیشہ تمکو مبارک یہ ماہ وسال
جتنے عدو ہین آپکے ہووین وہ پائمال

شہرہ ہے آج شاہِ سکندر کی عدل کا
اس دور مین جہانکو ایسا رکھا سنبھال

ہیبت سے اُسکی زہرۂ رستم ہے آب آب
مفسد تھے جو زمانے مین سبکو دیا نکال

کیونکر نہ بیدر لیغ لٹائے وہ گنجِ زر
دولت ہو اُسکی فضلِ الٰہی سی بے زوال

شادان رہیگا شاہِ دکن سیکڑون برس
دیکھی جو ہمنے فال تو نکلی یہ نیک فال

ردیفِ میم

قد دیکھ تو اسرو گلستان سی پھرین ہم
لب دیکھ تری غنچہ دہندان سے پھرین ہم

تابع ہین ترے حکم کے افلاک و مہ و مہر
طاقت یہ ہماری نہین فرمان سی پھرین ہم

میدانِ حقیقت کی ہم ایسے ہین سپاہی
دشوار ہے یہ بات کہ میدان سی پھرین ہم

اب دیر نکر ہان یہی گو ہے یہی میدان
بدعہد نہین تجھسے جو پیمان سی پھرین ہم

ناجنس کی صحبت سے کنارہ ہی بھلا ہے
لازم ہے یہی صحبتِ نادان سی پھرین ہم

اے ماہ ترے حسن کی تعریف کرین کیا
رخ دیکھ ترا مہرِ درخشان سی پھرین ہم

جاروب کش اک عمر سے اُس در کی ہین شاداں
کسطرح بھلا کوچۂ جانان سے پھرین ہم

جون موج ہو دریا مین ہین یون تجھ سے ترین ہم
جون شیر مین روغن ہو جدا تجھ سے نہین ہم

ہین دیکھنے مین دُور نہین دُور پر اُس سے
سچ پوچھیے ہم سے تو جہان وہ ہی وہین ہم

باقی نہ رہا حرفِ دوئی پیشِ رُخِ یار
آئینے کو دیکھا تو نظر آئے ہمین ہم

جون ماہ تو چھپتا ہے عبث ابر کے اندر
بے پردہ تجھے دیکھتے ہین پردہ نشین ہم

شاداں ہین اُسی روز سے مثلِ گلِ خنداں
جس روز سے دیکھا ہے تجھے ماہ جبین ہم

کیا ہم سے ہوئی ایسی خطا کچھ نہین معلوم
تو ہم سے جو اتنا ہے خفا کچھ نہین معلوم

پروا ہی نہین تجکو مرے یار کسی کی
کسطرح کریگا تو وفا کچھ نہین معلوم

آتی ہے پے سیرِ چمن کسکی سواری
اتراتی ہے کیون آج صبا کچھ نہین معلوم

ہو گُل کی خبر آج کسیکو نہین ممکن
کیا ہونیکو ہے ہو دیگا کیا کچھ نہین معلوم

شاید کہ اُسے اور ہی کچھ بات ہے منظور
کیون باندھی ہے پاؤن پہ حنا کچھ نہین معلوم

کیا رات کو میخانے مین پیمانہ کشی تھی
آتا ہے جو مستانہ چلا کچھ نہین معلوم

نیکی کا کوئی کام بن آیا نہین مجھ سے
کیا ہوویگا انجام مرا کچھ نہین معلوم

آنے مین ہوئی دیر تو اس سوچ مین ہین ہم
مشاطہ نے کیا اُس سے کہا کچھ نہین معلوم

شادان طلبِ یار کچھ آسان نہین ہی
ہم ڈھونڈین کہان اُسکو پتا کچھ نہین معلوم

صنم ہمراہ ہوگا تو کرینگے سیرِ گلشن ہم
دُوبالا حُسن سے اُسکے بھرینگے گُل بدامن ہم

تو بت کو پوجتا ہے پوجنا تجکو مبارک ہو
صنم کو رکھتے ہین سینے کے اندر اے برہمن ہم

نظر مین دلمین آنکھون مین پھرا کرتا ہی تو ہردم
تری ہی یاد کی ہین پہیرتے دنرات سُمرن ہم

تری الفت نہین ایسی کہ دل ہی دلمین رہجائے
کسیدن جوگ لینگے دیکھ لینا تیری کارن ہم

ہماری اس غلط فہمی پہ ہی افسوس اے شادان
وہ ہیگا پاس اپنے ڈھونڈتے ہین جسکو بن بن ہم

تری الفت سے نت دلشاد ہین ہم
اسیرِ عشق ہین آزاد ہین ہم

بُھلا مت ہمکو اپنے دلسے پیارے
کہ صبح و شام کرتے یاد ہین ہم

وہ شاگردی کے قابل بھی نہین ہین
جو کہتے پھرتے ہین اُستاد ہین ہم

تری تصویرِ دلکش کھینچکر آج
مصور نے کہا بہزاد ہین ہم

بجا لائین جو ایسا ہمکو ہو جاے — تمہارے تابع ارشاد ہین ہم

دعا کرتا ہے یون دنرات شادان
کہ تجھ سے چاہتے امداد ہین ہم

کبھو تو آؤ گے اے دلربا تم — کرو گے مہربانی سے وفا تم
نہین رکھت کسی سے آشنائی — مجھے تو ایک بس ہو آشنا تم
تمہارے جانِ نثار باوفا ہم — ہمارے جان و دل کے مدعا تم
تمہین کیونکر خریدے بے بضاعت — کہ ہو قیمت مین لعلِ بے بہا تم

مرا دل پھیر کر بولے وہ شادان
تمہارا دل ہی کیا ہے اور کیا تم

مجھے تو آسرا تیرا ہے ہر دم — ترا مین ذکر کرتا ہون سحر دم
ترے دم سے ہے میری زندگانی — ترا بھرتا ہون مین آٹھون پہر دم
بچھوڑو رائگان تم اسکو زنہار — گذارو یاد مین ہو جسقدر دم
دم اُسکا بھر جو تیرے کام آوے — بھرے ہے غیر کا کیون بیخبر دم
رہے تا وہ نگاہِ بد سے محفوظ — دعا پڑھ پڑھ کے اُسکے مُنہ پہ کر دم

تری ہی یاد مین مسرور ہوکر
اُٹھا کرتا ہے شادان تو گجر دم

کہان ہے چین تیرے بن دلارام
کیا ہے تو نے میرا جان و دل رام

چھپا رہنے دے اُس کا رازِ الفت
نکر للہ تو عاشق کو بدنام

مرا مالک ہے تو مختار ہے تو
مین اک بندہ ہون تیرا وہ بھی بیدام

ہزارون جرم کا ہے بار سر پر
نہین معلوم کیا ہوا پنا انجام

غنیمت جان لے مت ہاتھ سے دے
کمائی کا تری ہے یہ ہی ہنگام

گلستان سے مجھے کیا کام ہیگا
مری آنکھون مین بستا ہے وہ گلفام

مگر شکوہ کرین ہم کیون کسی کا
ہمین شادان ہے اپنے کام سے کام

بیخود شبِ انتظار ہین ہم
جون مرگ سے ہمکنار ہین ہم

سرسبز تری نظر سے ہو جائین
گر دیکھے اِدھر بہار ہین ہم

دامن ہے تمہارا ہاتھ اپنا
بیکار نہین بکار ہین ہم

دشمن کا قرارِ دل بنا ہے
جسکے لیے بیقرار ہین ہم

دولت ہے ہمین تمہارا ملنا
ملنے ہی سے کامگار ہین ہم

مت بھولیو تم ہمین خدارا
اے یار تمہارے یار ہین ہم

جون دستِ شکستہ ہو گلوگیر
یون تیرے گلے کا ہار ہین ہم

اب تشکل دکھا حجاب مت کر
سو جان سے ترے نثار ہین ہم

وہ پوچھتے ہین جو ہمکو شادان
تم کہدو کہ جان نثار ہین ہم

پیار یکے جو دوستدار ہین ہم
اسواسطے آشکار ہین ہم

مانندِ درخت عشق پیچان
معشوق سے ہمکنار ہین ہم

جھٹکے بھی تو چھوڑینگے نہ تجکو
دامن کے ترے غبار ہین ہم

شادان وہ ملے گا آکے کس روز
حسرت کشِ انتظار ہین ہم

آرزو ہے کہ دھرین تیرے قدم پر سر ہم
نہ تو دینار ہے درکار نہ ہمکو درہم

تو نے پوچھا نہ کبھو کون ہے اس در پہ پڑا
عمر گزری کہ پڑے ہینگے ترے در پر ہم

دل ہے گیسو مین تو گیسو ہین دلِ شیدا مین
عشق پیچان کی طرح دونون ہین درہم برہم

۵۷ اب یہ قافیہ درست نہین سمجھا جاتا اسلیے کہ درہم برہم ہے

دلدہی خستہ دلون کی ہی ضرور اے شادان
زخم جو ہووے رکھا چاہیے اُسپر مرہم

شہِ دکن کو مبارک سدا ہو عید صیام
رہے بدولت و اقبال اُسکی ذات مدام

درخت جیسے ہو سرسبز آبیاری سے
تمام خلق کا سمجھو کہ ہے اُسی سے قیام

ہر ایک بات ہے دلچسپ دلربا ایسی
کہ آبِ زر سے لکھا چاہیے اب اُسکا کلام

عرب سے تا بعجم کیون نہ ایسا شہرہ ہو
کہ اُسکی ذات سے ہی آج قوتِ اسلام

یہ اُسکی قدر شناسی یہ قدر دانی ہے
جہان تلک ہین ہنرمند پاتے ہین انعام

رہے یہ شاہِ سکندر اید تلک قائم
فلک سے بھی ہی دوبالا بلند جسکا نام

ہر ایک مُلک کا ملت کا آج اے شادان
جو پوچھیے تو حقیقت مین ہی اُسی سے نظام

ردیفِ نون

صنم کی یاد مین ہر وقت مین مسرور رہتا ہون
ہمیشہ نشۂ الفت مین اُسکی چُور رہتا ہون

مجھے کیا کام ہے اب دو سریسے تو جو میرا ہی
تجھے دیکھا ہے جب سے سب سے مین معزور رہتا ہون

مجھے اسطرح سے پہچانتا تھا کون دنیا مین
تری الفت کا باعث ہی جو یون مشہور رہتا ہون

تری طاعت مین تیری بندگی مین یاد مین تیری
نہین مقدور لیکن پھر بھی تا مقدور رہتا ہون

اگرچہ نفسِ امّارہ ہزارون پیچ کرتا ہے
ہوا و حرص سے شکرِ خدا مین دُور رہتا ہون

رہون کیونکر نہ شاد ان شاد ہر دم بات اتنی ہی
کرم اُسکا ہے میرے حال پر مسرور رہتا ہون

یہ آنکھین میری جب سے یار کی آنکھون سے جا لڑیان
نہین ہے چین اُس بن رات دن گنتا ہون مین گھڑیان

اگر بس ہو تو صدقے کیجیے عقدِ ثریا کو
ہین اُسکے کان مین کیا خوب مروارید کی لڑیان

بہار آئی ہے کچھ اس رنگ سے گھر میرے سلطان کے
جدھر دیکھو حسین پھرتے ہین پھولون کی لیے چھڑیان

جدہر دیکھو اُدہر گلشن مین سبزہ لہلہاتا ہے
صنم ہے اور ہم ہین اور ہین برسات کی جھڑیان

چمن مین برگِ گل شبنم سے جیسے خوشنما ہووے

نہین یہ داغ چیچک دیکھ تو ہین چُنیان جڑیان
نجومی سُبھگھڑی کہتے ہین کس کو کیا خبر تجکو
لگن پیار یسے جب لاگے وہی ہین ہمکو سُبھگھڑیان

بڑی اُلجھن مین ہوتی تھی بسر اپنی مگر شادان
ملا ہے جب سے وہ گلرو کھُلی ہین دلکی گتھڑیان

سمجھتے ہو اُٹھا ہے شور کیون اکبار پانیمین
تڑپتی ہین یہ موجین دیکھ عکسِ یار پانیمین

قیامت کا تلاطم اُسگھڑی دریا مین پیدا ہو
کبھو مکھڑا جو دیکھے جھک کے وہ دلدار پانیمین

چراغان یار نے باندھا جو ساحل پر تماشے کو
نظر آتا ہے ہمکو ہر طرف گلزار پانیمین

یہ ہے مضمونِ مستعمل نہین تشبیہ مین جدّت
جو باندھے موج کو شاعر کہے یہ مار پانیمین

مثل ہے چوم کر سنگِ گران کو چھوڑ دیتی ہین
نہین بندھتی اگر باندھے کوئی دیوار پانیمین

تم ایسے کیون ہو غافل موت سے بحرِ حوادث مین
سدا رہتی ہے ماہی دام سے ہشیار پانیمین

یہی ہے قول شادان کا ذرا غواص سُن رکھّے
کہ ہاتھ آتا ہے ڈھونڈے سے درِ شہوار پانیمین

مصور سے کب ایسی ہو سکے تحریر پانی مین
نظر آتی ہے جیسی موج کی زنجیر پانی مین

دلِ پژمردہ مین بالیدگی ہوتی ہی رونے سے
درختِ خشک نہ ہوتا ہے تاثیر پانی مین

جو اُترا گھونٹ مے کا حلق سے جان آگئی ساقی
پلادے جیسے کوئی گھولکر اکسیر پانی مین

محبت ہی کہ جو اک ذات کردیتی ہی دو دل کو
ملا دینے سے ملجاتا ہے جیسے شیر پانی مین

یکایک شور اور غوغا ہوا دریا مین اے شادان
جو دیکھی شوخ نے شوخی سے کل تصویر پانی مین

جو ڈورا ہے بتِ قاتل تری شمشیرِ آہن مین
اُسی سے رشتہ رکھتی ہے جو رگ ہے اپنی گردن مین

ہماری تو کہان گنتی ہے اُس معشوق کے آگے
بندھے ہین دل ہزارون عاشقون کے اُسکے دامن مین

غزالون کی طرح کرتا تھا تو رم اپنی شوخی سے
تجھے ہم ڈھونڈتے پھرتے تھے بیخود ہوکے بن بن مین

ہزارون سیکڑون کے دل لگچل کر ہو گئے پانی
ہوئی ہے موم سی نرمی ترے ہاتھون سے آہن مین

نہووے جسمین تیرا ذکر وہ نغمہ ہے کیا نغمہ

تراہی گیت سُننا مجکو خوش آتا ہے ساون مین

نہووے کسطرح شادان فدا اُسپر دل وجان سے

ہزارون عشوے دیکھے اُسنے دلبر تیری چتون مین

وہی ہے ایک گھر گھر مین دگر ہووے تو مین جانون

دگر تم جسکو کہتے ہو اگر ہووے تو مین جانون

کہین تارِ نظر کو بھی نظر بھر کوئی دیکھے ہے

تو آجا چھپ کے میرے گھر خبر ہووے تو مین جانون

کہان طوطی مین گویائی کہ تیرے سامنے بولے

مقابل گر ترے لب کے شکر ہووے تو مین جانون

سُنا ہے ہمنے افسانہ ترے افسونکا افسونگر

اگر کالے نکے کاٹیکا اثر نہووے تو مین جانون

نہووے ابرِ رحمت کی ترے بارش اگر یارب

صدف مین ابرِ نیسان سے گہر ہووے تو مین جانون

جزاک اللہ غزل پر تو غزل کہتا ہے اے شادان

کوئی اس شان کا شاعر اگر ہووے تو مین جانون

ترا رُخ پھر کے عالم سے ادھر ہووے تو مین جانون

تجلی گاہ تیری میرا گھر ہووے تو مین جانون

نکلنے سے ترے ہے روشنی ورنہ اندھیرا ہے

بغیر از مہر عالم مین سحر ہووے تو مین جانون

یہ مانا چار دن اُس سے بھی دنیا مین اُجالا ہے

مقابل تیرے عارض کے قمر ہووے تو مین جانون

غزالِ دشت مین کیا ہے فقط آنکھین ہی آنکھین ہین

میان تیری کمر جیسی کمر ہووے تو مین جانون

وہی ہادی ہمارا ہے وہی خضرِ طریقت ہے

وہ ہو جس راہ کا رہبر خطر ہووے تو مین جانون

ترا تو دیکھنا الفت بھرا ہیگا ارے شادان

اُسے تیرے نظارے سے نظر ہووے تو مین جانون

تری حمد و ثنا کیونکر کرون مین

نہین یارا زبان کو تر کرون مین

کہان احسان کا تیری ہووے بدلا
ہزارون سجدے گردر پر کرون مین

لے آساقی نہ ٹھہری دیر کی اب
لبالب مے سے تا ساغر کرون مین

جواب خط جو اُس سی لاے قاصد
نثار اُسپر زر و گوہر کرون مین

میسر جس سے ہووی سربلندی
قدم پر اُسکے اپنا سر کرون مین

حکایاتِ کرم سے اُسکے شادان
فراہم لکھ کے اک دفتر کرون مین

ترے اوصاف جب سی سُن چکا ہون
دل وجان سی مین دیوانہ ہوا ہون

نہین ہوسکتی ہے تعریف تیری
تجھے دیکھا ہے جیسے مین فدا ہون

مری گنتی رہے بندون مین تیرے
اگرچہ کمترین ہون با وفا ہون

نہین خورشید سے سائی کو نسبت
جو کچھ ہے سو وہی ہے مین تو کیا ہون

ازل کی ہے مری پہچان اُس سے
نہین بیگانہ ہرگز آشنا ہون

تمہارے لطف سے رہتا ہون شادان
مجھے جسطرح سمجھو آپ کا ہون

گل لالہ کھلا ہے یون چمن مین
عقیق سرخ ہو جیسے یمن مین

تری کاکل ہے ایسی مشک افشان
کہ شہرہ جسکا ہے چین و ختن مین

نزاکت مین وہ بت ہے غنچۂ گل
سمائی بات کی ہے کب دہن مین

جو تم آکر ہوئے ہو بزم افروز
عجب رونق ہے اپنی انجمن مین

بہار آکر ہمارے شاہ کے گھر
نہین پھولی سماتی پیرہن مین

سکندر شاہ با اقبال و اجلال
رہے یارب سدا ملکِ دکن مین

اُسی کا ہو کے تج دون سبکو شادان
یہی آتی ہے ہر دم میرے من مین

وہ بُت یارب کیا ہے جسنے بیچین
کبھی مجھسے کرے گا پیار کی مین (بات)

کبھی تو خواب مین آجا ہمارے
ترستے ہین ترے دیدار کو نین

تغافل اسقدر اللہ اللہ
یہ بُت ہمسے کبھی کرتے نہین سین

نہ ہو خورشید تو پردے سے باہر
گزر جائیگی جلدی وصل کی رین

بکرماجیت تھا راجہ وہان کا
جسے کہتے ہین شادان شہر اُجین

ترے بن دیکھے اب دل کو نہین چین
لگے رہتے ہین در سے اپنی دو نین

سکھی رکھہ اپنے ملنے سے پیارے
ترا تو نام ہم سنتے ہین سکھہ رین

کہان وہ بت جو رہتا ہے دلون مین
کہان متہرا بنارس اور اجین

کبھی شادان کو کر تو وصل سے شاد
نہین کٹتی ہے اسکی بن ترے رین

سکندر رساند کیا ہمنے سلطان
جہان کو کر رکھا ہے جسنے بستان

ملازم اسکے ہین مانند دارا
نہ پہنچے اسکی شوکت کو سلیمان

نکلتا ہے برائے سیر جب دم
بھرا رہتا ہے لشکر سے بیابان

شجاعت اور سخاوت مین ہی بے مثل
شہنشاہ زمان ہین اسکے دربان

رسائی ہو نہین سکتی نظر کو
فلک سے اسکا بالاتر ہے ایوان

خدا کا نور ہے چہرے پر اسکے
خجل ہووے نکیون مہر درخشان

زمان حضرت آدم سے اب تک
سنا ہے تمنے ایسا کوئی خاقان

خدا رکھے اسے سرسبز دائم
برنگ گل ہمیشہ ہو وہ خندان

کرم سے اسکے عالم بہرہ ور ہے
ثنا خوان ہے جہان مین جسکا شادان

سوا تیرے نہین کچھہ جانتا ہون
تجھی کو جانِ من پہچانتا ہون

وہی ہر گھٹ مین ہے مین جانتا ہون
ازل سے اُسکو تو پہچانتا ہون

تو ہی تو ایک میرا مہربان ہے
سوا تیرے کسے مین مانتا ہون

نکل جاتا ہے آنکھون سے نگہ سا
تجھے خاطر مین جب مین ٹھانتا ہون

ثنا و مدح مین سلطان کی شادان
غزل کا مین ورق گرداںتا ہون

انیلا ہون نہین کچھہ جانتا ہون
مگر ہان اک تجھے پہچانتا ہون

ہزارون رنگ سے جلوہ گری ہے
تجھے اے عشوہ گر مین مانتا ہون

شبانہ روز کے اوقات اپنے
اُسیکی یاد مین گزرانتا ہون

یہی ہے مشغلہ ان روزون شادان
جنون مین خاکِ صحرا چھانتا ہون

نہ آیا پاس وہ منظر رہا مین
فدا دل سے رہا جسپر سدا مین

کرم کرنا اُسیکا کام ہیگا
جو کچھہ کہنا تھا مجکو سو کہا مین

ترا ہی جاننا مجکو تو بس ہے
نہین کچھہ جانتا ہون مدعا مین

نظر میری نہین ہے دوسری پر — اُسیکا ہو رہا ہون آشنا مین
جدا مت کیجیو قدمون ہی اکدم — کہ کہلاتا ہون صاحب آپکا مین
نہین ہے ایسی ویسون سے مجھے کام — تمھین پر دل ہی ہون بس مبتلا مین
نظر آتا ہے مجکو ایک تو ہی — نہین رکھتا ہون تجھبن دوسرا مین
دوئی کی بات جو دلسے اُٹھادی — نہین کچھ جانتا تیرے سوا مین

ملے شادان سے آکر یار اُسکا
یہی دیتا ہون اُسکو اب دعا مین

نہین معلوم مجکو مین کدھر ہون — تجھے دیکھا ہے جیسے بے خبر ہون
کہون کیونکر کہ مجکو رکھہ نظر مین — نہین مجھ مین ہنر کچھ بے ہنر ہون
مری آنکھون مین تو جو بس رہا ہے — ترا جلوہ سدا کرتا نظر ہون
نہین مین بھولتا ہون تجکو اکدم — تری ہی یاد مین شام و سحر ہون
تو ہی غفار مین مجرم ہون تیرا — خطا کیونکر نہو آخر بشر ہون
نہین بے علم کی کچھ منزلت ہے — تری تعلیم سے مین بہرہ ور ہون
اجی بچہ بغلمین اور ڈہنڈورا — تجھے مین ڈہونڈتا اید ہر اُدھر ہون

عجب اُلجھاوہے دنیا کا دیکھو
کہ دہندے مین پھنسا آٹھون پہر ہون

گنہگارون مین ہے مشہور شادان
نہ کیونکر وہ کہے سب سے بتر ہون

جب سے کہ چمن مین گُل مُنہ اپنا نکالے ہین
بلبل کی زبان پر بھی فریاد ہے نالے ہین

جسروز سے دیکھا ہے ہون حلقہ بگوش اُسکا
اُس شوخ کی کانون مین کسطرح کے بالی ہین

خاموش ہین بیخود ہین سکتے کا ہی اک عالم
قدرت کے تماشے کو جو دیکھنے والی ہین

منظور نہ تھی اُسکو کچھ بات محبت کی
جو ہمنے کہے فقرے باتون مین وہ ٹالی ہین

جسروز سے گلرو کو دیکھا ہے گلستان مین
ہم تخم محبت کے دل اپنے مین ڈالی ہین

اب دیر نکر شادان یہ محفلِ عشرت ہے
شیشے مین بھری مے ہی ہاتھون مین پیالی ہین

بول تو انصاف سے ہوتی ہے ایسی سرزمین
جس زمین پر یار ہو اُس سی ہو کیا خوشتر زمین

فی الحقیقت ہی کہان پانی سے بالاتر زمین
بھول کر کہتے ہین بعضے لوگ پانی پر زمین

سرزمینِ دل فقط ہی تخم الفت کیلیے
خاک پھل پائے اگر بوئی کوئی بنجر زمین

کون جاوے چھوڑ راہِ راست کو ایسی طرف
کنج اور کاواک جسجا ہووے جون خنجر زمین

جسطرف دیکھو بہار آتی ہے سبزہ کی نظر
موسمِ بارش مین ہوجاتی ہی یکسر ترزمین

وصف جو کیجے دکن کا ہی کہین اُس سے فزون
گوہر و جوہر سے مالامال ہے یکسر زمین

دلربا اکرور شاید اسطرف پھیرا کرے
نقشِ پا کے واسطے آتی ہی بن بنکر زمین

باندھنے کو قافیے کے رنگ کچھ تو چاہیے
شعر اُس مین خوب کب ہو جب نہو بہتر زمین

دیکھ غنچون کو کہا شادان نے یہ دلدار سے
نذر کرنے کو تری لائی ہے یہ گوہر زمین

گرچہ ہے صیاد اُنپر ناوک افگن آب مین
مچھلیونکے واسطے موجین ہین جوشن آب مین

گر تمہ تو چاہتا ہے کر حفاظت ہر طرح
مت ڈبو نادان غافل اپنا خرمن آب مین

گلبدن گلشن سے نسبت کسطرح دیجے تجھے
عکس تیرا جبکہ خود ہوتا ہے گلشن آب مین

جو کہ ہو غواص اُسکے ہاتھ آتا ہے فقط
گوہر نایاب کا ہے گرچہ معدن آب مین

غوک کی صورت اگر غوطہ لگایا کیا حصول
ڈوبتا ہے کیون عبث تو اے برہمن آب مین

لوثِ دنیا سے مُبرا چاہتا ہی گر رہے
مت بھگو تو دیدہ و دانستہ دامن آب مین

اولیا رہتے ہین دنیا مین منزہ اسطرح
جسطرح طینت بدلے اپنی روغن آب مین

جو کہ ناممکن ہے اُسمین سعی ہے بیفائدہ
روشنی کب ہو جو مشعل کیجے روشن آب مین

کچھ نہین اغراق اسمین تو ذ شادان جو کہا
پیرتا ہے وقت جب آتا ہی تو سن آب مین

موسم گرما مین خوش آتی ہین خس کی ٹٹیان
گرچہ یہ بہتر ہین پر تو باندہ جس کی ٹٹیان

گرد و پیش اپنے برائے احتیاط مردمان
چاہیے تجکو کہ باندہے اپنی بس کی ٹٹیان

عشق تجکو چاہیے سیکھے پرندونسے سدا
توڑتی ہین بلبلین اپنی قفس کی ٹٹیان

روبرو شیرونکے ٹھہرے ہی کہین روباہ بھی
عنکبوت اکدم مین توڑے ہی مگس کی ٹٹیان

جسطرح سے شیخ چلی کے ہون منصوبے فضول
یو الہوس باندہے ہی یون دلمین ہوس کی ٹٹیان

موسم گرما مین شادان کیلیے اے خادمو
تو نیو باندہو نہ باندھو کہنہ خس کی ٹٹیان

ذات اُسکی یون ہی شامل آب جون ہر رنگ مین
آتش سوزان نہان ہو جسطرح سنگ مین

جس مین گن ہوتا ہی کہتے ہین اُسی کو سب گنی
ڈہنگ ڈہونڈی بھی نہین ملتا ہی مجھ پیڈہنگ مین

غرق ہی مادمنی کے بحر مین نادان تو
صلح مشرب ہو دلا کیا فائدہ ہی جنگ مین

کر خیال اُسکا جو باہر ہے گمان و وہم سے
مست و لایعقل پڑا ہی کیون خیال تنگ مین

لاوبالی ہے جناب اُسکی اری شادان سُنا
تو جو اپنے کو گنے ہی تو ہی کس پاسنگ مین

سامنے دستِ کرم کے یون خزینے تنگ ہین

جون حدیثِ عشق لکھے سے سفینے تنگ ہین

جوہری کے سامنے جوہر کھُلے تو قدر ہو

رازِ دل اُن سے نہ کہہ تو جنکے سینے تنگ ہین

عکس تیرا گر پڑے دریا مین وہ بھی تنگ ہو

حُسن کی وسعت سے تیرے آبگینے تنگ ہین

حاسد دنگا ہے یہی شیوہ تو اندیشہ نکر

دیکھہ کر تیری رسائی کو کمینے تنگ ہین

دیکھکر تیری نزاکت مین تو ڈرتا ہون بہت

بام پر آہستہ چڑہ پیارے کہ زینے تنگ ہین

اتنے ارمان ہین کہ اے شاداں نکلنے کے لیے

ایک دن کیا سال کے بارہ مہینے تنگ ہین

کیا نظر آئی ہی تجکو صورتِ زیبا کہین — سچ تو کہدے جہوٹ کہنے سے نہو رسوا کہین

جنس جب لینی ہی تو تکرار ہے بیفائدہ — کہوندے ابکی بھی تو بازار مین سودا کہین

سو طرح کے رنگ سے جلوہ دکھاتا ہے مجھے
دلربا دیکھا ہے یون پنہان کہین پیدا کہین

گرچہ ہین لاکھون مگس لیکن نہین پروانہ وار
گل پہ بلبل سا کسی نے دیکھا ہے شیدا کہین

کیا پری کیا حور کیا جن و ملک کیا آدمی
جو ہمارا یار ہے اُسکا نہین ہمتا کہین

بات جو پردے مین ہو دی ہے وہی شادان بھلی
راز دل کا دلمین رکھ ہرگز نکر افشا کہین

وہ ترے باغ کے اے یار ہزارون گل ہین
شیفتہ جن پہ دل و جان سے گل و بلبل ہین

سرو وار فتہ ترے قد پہ ہے اے سرو روان
رُلف و رُخ پر ترے قربان گل و سنبل ہین

اس جہان کی تو ہے محفل کا یہی رنگ بنا ہا
لیکے اس ہاتھ سے اُس ہاتھ مین دیتے مُل ہین

پیر کامل کا تو ارشاد سمجھ یون جیسے
پار دریا سے اُترنے کو بناتے پُل ہین

لاکھ معشوق سہی ہمکو کسی سے کیا کام

ہم تو اک تمپہ میان دل سے فدا بالکل ہین

کیون نہ شادان ہون مین اسباتکو سُنکر دلسے

تیرے آنے کے مرے یار یہان پر غل ہین

رُوٹھ لے یار نہ عشاق ہی جب تیری ہین
بخشدے گرچہ گنہگار ہین اب تیری ہین

مثل خورشید کے پرتو ہی ترا ہی گھر گھر
ایک پر کچھ نہین موقوف کہ سب تیری ہین

مثلِ ابلیس کہین انکو نہ کسطرح سے ہم
جو کہ ملحد ہین دل و جان ہی وہ کب تیری ہین

ہے مسبب تو ہی اس عالمِ اسباب مین یار
جسطرف کھوج کرین ساری سبب تیری ہین

سبز اور سُرخ ہر اک رنگ مین دیکھا تجکو
کیا ہی نقاش ہے تو رنگ عجب تیری ہین

واچھڑی میری میان کام عجب کرتا ہے
دلکو لیجانا ہر انداز سے ڈھب تیری ہین

اسلیے ناز اُٹھاتا ہے تو اب شادان کا
بندے ہم اپنے کو کہتے ہین کہ اب تیری ہین

پوچھتا کیا ہے ترے در پہ پڑا رہتا ہون
تیری ہی یاد مین اے یار سدا رہتا ہون

دستگیری نکرے تو تو بھلا کون کرے
رات دن تیرے ہی دامن سے لگا رہتا ہون

جسطرح ڈور لگی رہتی ہے دُنبالِ پتنگ
تو جدھر جائے تری ساتھہ مین آ رہتا ہون

سُنکے یہ جینے سے ہوتا ہے خفا دل میرا
تو جو کہتا ہے کہ مین تجھ سے خفا رہتا ہون

تیری ہی آنکھ مین تیری ہی نظر مین رہکر
جون چھپے تارِ نظر ویسے چھپا رہتا ہون

جانتا ہون کہ سوا تیرے نہین کوئی مرا
اِسلیے تجھپہ دل وجان سے فدا رہتا ہون

پوچھتا جو کہ ہے شادان سے یہی کہتا ہے
یار سے اپنے مین دنرات ملا رہتا ہون

ہر گھڑی دیکھ تجھے دل سے فدا ہوتا ہون
سُنکے باتین تری قربان سدا ہوتا ہون

ہر بہانے سے گزر ہووے مگر تیری طرف
تیرے کوچہ مین تو ہمراہِ صبا ہوتا ہون

بیڑیان عشق کی ہین اور دلِ دیوانہ
کب تری زلف کے پھندے سے رہا ہوتا ہون

مجھسے اب کون زمانے مین بُرا ہوگا مگر
تو بھلا بولے تو اے یار بھلا ہوتا ہون

جسم سے روح جُدا ہوتی ہے اُسدم شادان
صبح جسوقت وہ کہتا ہے جُدا ہوتا ہون

مثلِ آئینہ تجھے دیکھ کے مین حیران ہون
جبسے دیکھا ہی ترے عشق مین سرگردان ہون

غنچۂ دل نے عجب کام کیا بادِ صبا
صبح کی ہوتی ہی مین گل کی طرح خندان ہون

مجھسے پردہ تجھے اے یار نہین لازم ہے
مین تو سو جان سے صورت پہ تری قربان ہون

جانتا کون ہی یہ دکھ مرے رازِ نہان
مدتون سے جو ترے عشق مین مین جانان ہون

خوش نوائی سے تری کچھ بھی اُسی نسبت ہے
ہی غلط دعوی بلبل کہ مین خوش الحان ہون

کس سے دردِ دلِ بیتاب بھلا جا کہیے
کچھ نہین چلتی ہے اُس شوخ کی آگے ہان ہون

روز و شب خوب گزرتی ہے خوشی مین اپنی
تیرے ہی وصل ہی اے یار سدا شادان ہون

پھرتے پھرتے کبھو دل چاہی تو آجاتی ہین
اُنکا احسان ہے جھمکڑا جو دکھا جاتے ہین

آپ پر صبر مرے ناز و نزاکت کا پڑے
جب وہ آتے ہین یہی بات سُنا جاتے ہین

یہ کرامات نہین ہے تو بھلا پھر کیا ہے
بن کہے مطلب دل میرا وہ پا جاتے ہین

مدعا اُنکا یہی ہے کہ اُنہین یاد کرون
بھول جاتا ہون کبھو مین تو سُجھا جاتے ہین

اپنے مشتاقون کا رہتا ہے اُنہین دل ہی خیال
ہو جو گمراہ اُسے راہ بتا جاتے ہین

شاد رہتا ہے اسی بات سی ہر دم شادان
کر کے وہ لطف جو رُوٹھے کو منا جاتے ہین

عشق و الفت کے اجی راز ہین سارے دل مین
ہم جسے ڈھونڈتے ہین ہے وہ ہمارے دل مین

بھید کچھ اور ہو اس مین تو بھلا بتلاؤ

ہے وہی دل مین ہمارے جو تمھارے دل مین

لامکان کہتے ہین جسکو ہے ٹھکانا تیرا

کر محبت سے تو اب جاے پیارے دل مین

برتر از وہم و گمان ہے نہین کچھ شک اسمین

تو نہین وہ کہ تجھے کوئی بچارے دل مین

نور تیرا تو بھرا ہیگا اُسی کے اندر

مردم دیدہ کرین کیون نہ نظارے دل مین

ہر گھڑی یاد تجھے کرتا ہے دل سے شادان

کیون گیا بھول خدا کے لیے آرے دل مین

دھیان مین وہ بت ظالم ہمین آتا ہی نہین
لاکھ تدبیر کرو راہ پر آتا ہی نہین

دلکو ہے چین اور آنکھونکو طراوت تجھسے
بن تری دیکھے میان کچھ ہمین بھاتا ہی نہین

روٹھے دلبر کو منانا ہے نہایت مشکل
کیا کہین کیا اُسے سمجھائین کچھ آتا ہی نہین

شاید اُسکا ہی کرم ہووے تو کچھ سوجھ پڑے
مین جو بھولا ہون کوئی مجکو سمجھاتا ہی نہین

رہ اسی بات پہ مسرور ہمیشہ شادان
اُس سوا دلکو مرے دوسرا بھاتا ہی نہین

دلِ نادان سے ہمین تو کوئی لہنا ہی نہین
لاکھ سمجھاتے ہین لیکن وہ سمجھتا ہی نہین

کیا کہون کیا ہے تمنا مرے دلمین پیارے
آرزو تیری ہے کچھ اور تمنا ہی نہین

دلفریبی مین مرے یار تو ہے لاثانی
تیرا سا دلبر و دلدار تو دیکھا ہی نہین

دیکھا دنیا کا تماشا پہ نہ دیکھا تجھسا
آنکھون مین تیرے سوا اور تماشا ہی نہین

مدتین ہو گئین شادان کہ دیا ہمنے چھوڑ
کیا کرین غیر سے جھگڑا ہمین جھگڑا ہی نہین

بے نشان کا بھی کہین ڈھونڈے سے ملتا ہی نشان
ہے وہ سب مین تجھے کہتا ہون پر کھہ اُسکا مکان
فائدہ کچھہ نہین اے یار جہان گردی مین
ہے وہ نزدیک ترے ڈھونڈتا پھرتا ہے کہان
غور سے دیکھنا لازم ہے سمجھہ والے کو
ہے وہی ایک یہان اور وہی ایک وہان

خار ہون گرچہ لگا ہون پہ ترے دامن سے
اپنے دامن سے نکر دُور مجھے میرے میان

عکس تیرا جو پڑا ہوگا مری آنکھون مین
مثلِ آئینہ تجھے دیکھہ کے مین ہون حیران

مال اور ملک دیا اور عطا کی نعمت
بے نہایت ہے مرے حال پہ تیرا احسان

بے خبر آپ سے رہتے ہین ترے شوق مین ہم
وصل سے اپنے کبھو ہمکو کرے گا شادان

کیجیے کیا اُسکی قدرت کا بیان
وہم و دانش کو رسائی ہی کہان

پرتو خورشید جون ہو جلوہ گر
جسجگہ دیکھا تو ہی تو ہی عیان

جون ہوا وہ تو بھرا ہے سب جگہ
کون سی جا ہے نہین ہی وہ جہان

ایک واحد کا یہ سارا کھیل ہے
ہی یقین مجکو نہین ہرگز گمان

گر کرون تقریر سو سو طرح سے
وصف اُسکا کچھ نہ پر ہووی بیان

دیدۂ بینا مگر دیکھے اُسے
فاش کہتا ہون نہان ہیگا عیان

جو ترا مطلوب ہے موجود ہے
یاد مین رہ اُسکی شادان شادمان

اُس سوا مجکو تو کچھ بھاتا نہین
کیا کرون روٹھا صنم آتا نہین

روٹھے دلبر کو ارے قاصد مرے
مین تو ہارا تو بھی سمجھاتا نہین

مین سر آنکھون سے کرون تعمیلِ حکم
منتظر ہون کچھ وہ فرماتا نہین

ہو رہا ہے کیا مکدر آئنہ
تو جو مکھڑا اُسکو دکھلاتا نہین

غوک کو کب انت دریا کا ملے
بھید اُسکا تو کوئی پاتا نہین

جو ترا دل چاہے شادان اسگھڑی
مانگ لے تو اُس سوا داتا نہین

یوسفِ کنعان کو دیکھا چاہ مین
روشنی ایسی تھی جیسے ماہ مین

تھے وہ قیصر مین نہ وہ دارا مین وصف
وصف جیسے ہین سکندر جاہ مین

چاہتا تو کیون نہین ہمکو صنم
رات دن رہتی ہین تیری چاہ مین

غیر کو تو اپنے دل سے دُور کر
دھیان رکھہ اپنا سدا اللہ مین

بندۂ عاصی ہون تیرا کہکے یون
سجدہ کیجے ہر دم اُس درگاہ مین

بُوے گل کو اُس سے کچھ نسبت نہین — کیا نزاکت ہی بتِ دلخواہ مین

ڈھونڈتے تھے جسکو شادان گھر بگھر
ملگیا وہ شوخ ہمکو راہ مین

مین فدا ہون دل سے تیری راہ مین — کر ادھر پھیرا تو سال و ماہ مین
جبسے تیری زلف مین دل ہی پھنسا — رات دن گذرے ہے تیری چاہ مین
کرلے کوشش تجھسے جتنی ہو سکے — بندگی ضایع نہین درگاہ مین
مجھ مین اور تجھ مین تفاوت ہے یہی — فرق ہی جتنا گدا و شاہ مین
پھر بھی پھرتا ہے تجھکو ڈھونڈتا — داغ تیرے عشق کا ہے ماہ مین
دلکو الفت چاہیے یون یار سے — جون کشش ہو کہربا اور کاہ مین

کیون تو اے شادان ہی غفلت مین پڑا
یار بستا ہے دلِ آگاہ مین

سب تمہارے تابعِ فرمان ہین — تم پہ سارے ماہرو قربان ہین
لیکے چھوٹے سے بڑے تک روزِ عید — شاہ کے سب بندۂ احسان ہین
ہین جہان مین جسقدر برنا و پیر — آپکے گھر مین سبھی مہمان ہین

بہرہ ور ہین سب تمہارے فیض سے
کب کسی کے دل مین ایسے مان ہین

ایسا دامن ہاتھ مین آتا ہے کب
جنکے ہم وابستۂ دامان ہین

لطف کرتا ہے جو ہمپر روز و شب
ہم اُسیکی یاد مین حیران ہین

وصفِ اسکندر ہو شادان ہمسے کیا
وہ تو سب سلطانون کے سلطان ہین

بات مجھسے یار کرتا کیون نہین
پیار اب دلدار کرتا کیون نہین

منتظر تیرا ہون مدت سے یہان
تو گذر اکبار کرتا کیون نہین

نشہ مین کیون چُور اتنا ہوگیا
گفتگو میخوار کرتا کیون نہین

فرق کیا دیکھا ہماری بات مین
وصل کا اقرار کرتا کیون نہین

ساقیا کہتا ہون اپنے ہاتھ سے
مے پلا سرشار کرتا کیون نہین

تالی بجتی ہے تو دونون ہاتھ سے
عاشقون کو پیار کرتا کیون نہین

عرض یون کرتا ہے شادان یار سے
رازِ دل اظہار کرتا کیون نہین

تیرے سوائے کسکی بھلا آرزو کرین
ہے کون تجھسا جسکی میان جستجو کرین

آئینے کے مثال پڑے عکس جو ترا
کچھ دل سوا نہین کہ ترے روبرو کرین

مکھڑا تو پھیر یار ہماری طرف ذرا
دل چاہتا ہے تجھسے ذرا گفتگو کرین

ہے وقتِ صبح بادِ بہاری کہ دہر ہے تو
گل غنچے ہو دین صحن چمن مین تو بو کرین

کہہ اُنسے یار جو کہ ہین غافل مآل سے
اب کارِ بد کو چھوڑ کے کارِ نیکو کرین

آئینے زنگ دار ہین کب مُنہ نظر پڑے
جو میل دل مین ہو دی اُسی شست و شو کرین

شاداں جنہین ہو خواہشِ سرشاریِ مدام
پیتے ہی جام کیون نہ خیالِ سبو کرین

اُسنے دیا ہے تجھکو اگر کم بہت ہی یان
پانی کو تو نہ ڈھونڈ کہ شبنم بہت ہی یان

کیون بھولتا ہے ہمکو تو ایشوخ نازنین
تیری تو یاد ہمکو ہر اک دم بہت ہی یان

عاشق سے ملکے چاہیے ان روزون تو رہے
تنہا نہ رہ کہ جاڑے کا موسم بہت ہی یان

کیون ملتجی ہون اور امیرون سے جاکے ہم
شاداں بس ایک آپ ہی کا دم بہت ہے یان

اے یار تیرا وصف کرے کیا کوئی بیان
پنہان تجھے جو کہیے تو ہے سب پہ تو عیان

آنکھون کا تار تیری طرف ہے بندہا ہوا

تیرا ہی ذکر کرتی ہے شام و سحر زبان

جو لامکان ہے اُسکے مکان کا نہین ہی حصر

کیا کر سکے کوئی یہ تعین کہ ہے یہان

ہین باد و خاک و آتش و آب اُسکے حکم مین

پیدا ہوئے ہین کہتے ہی اک کُن کے دو جہان

کیا ہے مجال دیر کرین اپنے وقت سے

خورشید و ماہ اُسکے ہی فرمان سے ہین رواں

ظاہر مین جسکو دیکھا ہے باطن مین ہے وہی

درجہ یقین کا ہو گیا کب ہے ہمین گمان

دل صاف کر کے اُسکے ٹھکانے کو ڈھونڈ تو

کیا پوچھتا ہے اُسکا نشان ہے جو بے نشان

سو سو طرح کے رنگ سے پیدا ہے جلوہ گر

قدرت کو اُسکی دیکھ کے شادان ہی شادمان

آئی بہار یار ہے میری نگاہ مین
دن دن بڑھ رہے ہی چاہ پیار کی چاہ مین

ہو جسطرح سے آئنے مین عکس جلوہ گر
ہے نور اُس صنم کا بھرا مہر و ماہ مین

آنکھین لڑی ہین جب سے مری اُس صنم کے ساتھ
دل پھنس رہا ہے اُسکی ہی زلف سیاہ مین

سو سو طرح سے جیسے کہ ہو بحر موج زن
یون ہے وہ شوخ جلوہ نما جلوہ گاہ مین

پھرتے تھے ہم بھٹکتے ہوئے جسکے واسطے
صد شکر ہے وہ یار ملا ہمکو راہ مین

تو ہے رحیم تیرا بھروسا ہے روز حشر
ساری کٹی ہے عمر ہماری گناہ مین

ہے نام جسکا شاہِ سکندر جہانمین
شادان رہے ہی شاد اُسکی پناہ مین

روٹھا ہے تو جو مجھ سے مین کسطرح مناؤن
قربان جاؤن تیرے کیونکر تجھے بُلاؤن

انصاف کر خدارا جب تو سُنے نہ پیارے
دلکا یہ درد اپنے مین کسکو جا سناؤن

کوئی ہنر نہین ہے جس سے تو مجھپہ ریجھے
کہہ یار میری تجکو مین کسطرح رجھاؤن

جو بات ہووے سچی بھاتی وہی ہے تجکو
بنتی نہین ہین ہرگز باتین اگر بناؤن
تجھسے وہ کب ہے مخفی جو جسکے دلمین ہووی
گر جانتا نہو تو ہر طرحسے جتاؤن
ظاہر مین وہ ہی ہیگا باطن مین وہ ہی ہیگا
چھپتا نہین ہے شادان کیونکر اُسے چھپاؤن

شبانہ روز یہ آنکھین لگی درس مین ہین
ہمین کہین بھی وہ لیجائے اُسکے بس مین ہین
نہان ہین راز اسیطرحسے پیارے کے
ہزارون سیکڑون آوازین جون جرس مین ہین
تری جُدائی سے اک آن رہ نہین سکتے
نجا تو پاس سی تجکو ہزار قسمین ہین
کبھو بہار ہے گل کی کبھو ہے لالے کی
ہزار رنگ نئے دیکھ ہر برس مین ہین
جو دُور بینی سے وہ دیکھتے تو کیون پھنستے
پڑے پکارتے طوطی عبث قفس مین ہین

کوئی ہزارون مین شادان مگر ہے آزاد
جہان مین جتنے ہین چھوٹے بڑی ہوس مین ہین

سنوگی درد کی فریاد بھی کبھی اک دن
کہان ہے چین اگر پوچھیے مجھے تم بن

شمار جسکا نہو اُسکا کیا شمار کرون
تری جو وصف مین مین تھک گیا اُنہین گن گن

تمام رنگ ہین کچے مگر یہ ہے پکّا
ترے ہی رنگ مین مین نے میان رنگا باطن

جو سنگ ہووے گران اُسکو چوم کر چھوڑو
وہ کیجے سعی جہانتک کہ ہو سکے ممکن

چُرائے یار سے جو آنکھ کو وہی ہے چور
چُرائے یار جو دل کو اُسے نہ کہہ خائن

فدا ہو یار پہ تو اپنے جان سے دل سے
ملے نہ تجھسے تو اسبات کا مین ہون ضامن

تمہین خبر نہین مسکن کہان ہی شادان کا
جو پوچھتے ہو تو کوے بتانکا ہے ساکن

مرا راز دل کب ہے تجھسے نہان
نمایان ہے جون آرسی مین عیان

کوئی انتہا اُسکی پاتا نہین
اگر کہنے مین آئے کیجے بیان

بھٹکنے سے کیا فائدہ یار من
ترے پاس ہی ڈھونڈتا ہے کہان

تغیر کسی طرح اُسکو نہین
نظر کر کہ وہ ہے جہان کا تہان

دوانے تجھے کیا خبر راز کی
رکھے جسطرح یار رہ شادمان

زمین و زمان مین پون کی طرح
جدھر دیکھیے تو بھرا ہے وہان

گنہگار بخشے ہے اک آن مین
وہ مان باپ سے بڑھ کے ہی مہربان

پیا جسکو چاہے سُہاگن وہی
تری بندگی مین تو ہے اک جہان

گدا تیرے در کے ہین چھوٹے بڑے
جہان تیرا مہمان ہے تو میزبان

تری حمد شاداں سے ہووے ادا
کہان یاوری دے ہے اُسکی زبان

شکر اُسکا زبان سے کرتا ہون
اور دل سے دم اُسکا بھرتا ہون

ہون گنہگار اُسکا جو ہے کریم
کوئی پوچھے تو کب مکرتا ہون

معصیت مین نہ یہ ڈبو دیوین
اپنے فعلون سے مین تو ڈرتا ہون

کیون نہ سمجھون کہ دم غنیمت ہی
دم تری یاد ہی مین بھرتا ہون

اُستادِ ازل ہے ذات تری
تیری تعلیم سے سُدھرتا ہون

اک نظر دیکھ لے کہ ہون شاداں
جب تری راہ سے گزرتا ہون

تخم سے لالہ زار ہوتے ہین
جون الف سے ہزار ہوتے ہین

کچھ تو سمجھے ہین تجکو ای گلِ تر
ہم گلے کے جو ہار ہوتے ہین

موجِ رحمت جو آے دم بھر مین
بحرِ عصیان سے پار ہوتے ہین

اک سوا تیرے ای جہان کے یار
ہم کسیکے بھی یار ہوتے ہین؟

پیار کرتا ہے جو ہمین دلسے
اُس صنم پر نثار ہوتے ہین

اتنا ملنے مین صبر ہے کسکو
دیر سے بیقرار ہوتے ہین

پوچھہ مت وہ سرور اے شادان
ہم جو اُس سے دوچار ہوتے ہین

سبزۂ آبشار ہون کاہِ چمن تو مین نہین
کچھ تو چلن بھی رکھتا ہون غیر چلن تو مین نہین

تجھ سے کرون برابری مجکو کہان یہ منزلت
عہد شکن ہو تو اگر عہد شکن تو مین نہین

گل پہ فدا ہون دل سے مین عشق مرا نہ چھپ سکے
بلبل خوش نوا ہون مین زاغ و زغن تو مین نہین

غیر جو کچھہ کہے مجھے سُنکے نہ کیون جواب دون
غنچہ دہن ہے تو اگر پنبہ دہن تو مین نہین

قمریِ باغ سے کہا چال دکھا کے یار نے

سروِ رواں ہے قد مرا سروِ چمن تو مین نہین
یہ ہے سخن کی انجمن گرمِ سخن ہین نکتہ سنج
شادان نہ چھیڑ تو مجھے اہلِ سخن تو مین نہین

ردیفِ واو

نہین ہے چین بن دیکھی تری ای مہ لقا مجکو
درس کا مین تو پیاسا ہون درس اپنا دکھا مجکو

ہر اک کو آسرا ہر ایک کا ہوتا ہے دنیا مین
نہین ہے آسرا لیکن کوئی تیرے سوا مجکو

تسلی جسکے سُننے سے سراسر دلکو ہو جائے
حقیقت یار کی میرے ارے قاصد سُنا مجکو

ٹھکانا ایسا دنیا مین کہان ملتا کسیکو ہے
چھپا لے اپنے دامن مین کہ ہو وی جائے تا مجکو

اگر ڈھونڈونگا اب مین روشنی لیکر جہان سارا
پیارا تجھسا اے پیارے ملیگا کونسا مجکو

تجھے مین چھوڑ کر جاؤن کہان کس سے کہون پیارے
تو ہی تکیہ ہے میرا ہے ترا ہی آسرا مجکو

جسے مین چاہتا تھا دل سے اپنے ملگیا شادان
مجھے پروا ہے اب کسکی ملا ہی آشنا مجکو

صنم کے ساتھ اپنے شب جو مینوشی کی صورت ہو
الٰہی تو نکر ایسا کہ بیہوشی کی صورت ہو

دوبالا لطف ہوتا ہے صنم سے حال کہنے مین
سُناوین حال ہم اپنا جو سرگوشی کی صورت ہو

اُسے کہیے کہ غافل کیون ہوا ہے اپنے مطلب سے
صنم کی یاد سے جسکو فراموشی کی صورت ہو

اگر تصویر جانان کی کھنچے ہاتون سے مانی کے
مثالِ آئنہ حیرت سے خاموشی کی صورت ہو

وہ آزادی سے پھرتا ہے جھٹک کے اپنے دامن کو
گرانبار ایسے جسکو کچھ سبکدوشی کی صورت ہو

ہزارون عجز سے ہر دم حبابِ کبریائی مین
یہی ہے التماس اپنا خطاپوشی کی صورت ہو

نہین ہے صبر شادان کو صنم کی انتظار مین
ارے قاصد تو ایسا کر ہم آغوشی کی صورت ہو

اگر شہرت کی خواہش ہے ہنر کیجے تو حاصل ہو
ثمر کے واسطے پیدا شجر کیجے تو حاصل ہو

جو ٹھنڈک آنکھ کی منظور ہے اہلِ نظر تمکو
کسیکے چاند سے رُخ پر نظر کیجے تو حاصل ہو

محبت ظاہری باتون سے گر کیجے نہین ہوتی
اگر دل مین کسیکے آپ گھر کیجے تو حاصل ہو

شمار اپنا میانِ عاشقان و نازبرداران

اطاعت جان سے دل سے اگر کیجے تو حاصل ہو
نہ اُسکی دید آسان ہے نہ اُسکا وصل آسان ہے
خودی کو چھوڑ خود کو در بدر کیجے تو حاصل ہو
فریب اور مکر سے مقصود حاصل ہو نہین سکتا
مگر اپنی دعا کو با اثر کیجے تو حاصل ہو
تجھے یہ بات کہتا ہون سمجھ اور بُوجھ اے شادان
مشقت اُسکے ملنے مین اگر کیجے تو حاصل ہو

فغان کرتی ہے بلبل دیکھہ گل کو
کہ تجھپر مین فدا ہون چھوڑ کُل کو
چمن مین بلبلون نے غل مچایا
بہار آئی ہے لا ساقی تو مُل کو
نہین چلتی ہے جب سیلاب آوے
تو پیش از سیل غافل باندھ پُل کو
زبان جب بند ہو تب دل ہو ذاکر
تو رہ خاموش دے اب چھوڑ غل کو
صفائی دلکی کر جون شمع محفل
فزون ہو روشنی گر لیجے گُل کو

نصیحت راست بازون کی ہے شادان
بھلی ہے راستی تج دے تو جُل کو

جو دینا ہے سو دیدے آج مجکو
سوا اپنے نکر محتاج مجکو

تجھے اب چھوڑکر جاؤن کدہر مین
ملے تجھسا کہان سرتاج مجکو

سعادت جانتا ہون تیری خدمت
زیادہ اس سے کیا ہے کاج مجکو

ادا کب ہو سکے ہی شکر تیرا
دیا اپنے کرم سے راج مجکو

سوا تیرے نہین ہی اسکی پروا
کہ حاصل ہو سریر و تاج مجکو

یہی ہے آرزو شادان کی بر لا
ترا دیدار ہے معراج مجکو

ہزارون ڈہونڈتے ہین اُسکی گھر کو
کہ جون غواص ڈہونڈے ہی گہر کو

دلا کیون مفت دن کھوتا ہے اپنے
کبھو تو یاد کر اُسکی سحر کو

رہے نقشِ نگین جیسے نگین مین
تو بر مین اپنے رکھہ یون سیمبر کو

جو تیرے رنگ مین رنگے ہوئے ہین
نہین وہ جانتے ہین سیم و زر کو

ہنرمندون پہ یان موقوف کیا ہے
تو ہی پالے ہے ہر اک بے ہنر کو

پڑے ہین آنکھہ پر پردے جنون کے
کہان پاتے ہین غافل تیرے در کو

جہان مین نور جسکا چہا رہا ہے
دیا نور اُسنے ہی شمس و قمر کو

ثمر ہے تخم پر موقوف شادان
بغیر اسکے نہ ڈھونڈو تم ثمر کو

پیارے کی ہمین باتین سُناؤ
ترستے نین ہین اُس بن دکھاؤ

بڑی مدت سے مجکو آرزو ہے
مرے جانان کو جاکر ڈھونڈ لاؤ

نہین منتا منانے سے ہمارے
جو روٹھا ہے اُسے جاکر مناؤ

رجھانا اُسکا ہے ہرچند مشکل
اگر ریجھے تو پھر دھومین مچاؤ

صلے مین دینگے ہم نقد دل و جان
صنم کو تم ہمارے لا ملاؤ

خدا کی راہ پر کہتے ہین شادان
جو بھوکا ہو کھلاؤ اور پلاؤ

جسے روز سے دیکھا ہے بت ماہ جبین کو
لاتا نہین خاطر مین کسی اور حسین کو

اکدم کی جدائی ہے تری سال برابر
رہ پاس ہمارے تو نجا اور کہین کو

تو صاحب معراج ہے تو صاحب لولاک
رتبہ ترے قدمون سے ملا عرش برین کو

مشتاق تری دید کا بیتاب بہت ہے
پہنچائیو پیغام صبا یار حسین کو

ہان کہنے مین ہی لطف مگر سمجھی ہے دانا
لانا نہ زبان پر تو کبھی حرف نہین کو

جون تارِ نظر اُسکو جُدا دیکھہ نہ شادان
پُتلی کی طرح آنکھہ مین رکھہ پردہ نشین کو

سلطان کے گھر مین اب ہنڈولا جھولو
موسم آیا ہے سب ہنڈولا جھولو

بن ٹھن کے سب اپنے اپنے گھر سے آکر
دیکھے جب شاہ تب ہنڈولا جھولو

گھر مین اُس شہ کے جو سکندر ہیگا
بیساختہ روز و شب ہنڈولا جھولو

ہر ایک کہے ہے مُسکرا کر جی مین
سب بیٹھ کے باادب ہنڈولا جھولو

جب ہووے جھڑی تو خوب ساون گاکر
مل مل کے باطرب ہنڈولا جھولو

دیتی ہے دعا تمام خلقت تمکو
ہر شب کو بفضلِ رب ہنڈولا جھولو

شادی رہے نت گھر مین تمہارے اور عیش
شادان ہو تم اس سبب ہنڈولا جھولو

نام کا تیرے سبق ورد زبان ہے مجکو
ہو دیگی میری نجات اس سے عیان ہی مجکو

دیر ملنے مین نہ کر اتنی کہ مین ہون بیچین
بن ترے چین مری جان کہان ہی مجکو

آزمائش تجھے منظور جو تھی کی تو نے
تسپہ کہتا ہے ابھی اور گمان ہے مجکو

کیون شگفتہ نہین مجھ سے ہی تجھ کیا منظور
دہیان تیرا ہی تو اے غنچہ دہان ہی مجکو

کب مرے گھر مین تو الفت سے چلا آویگا
بس یہی آرزو اے سرو روان ہی مجکو

ایک مدت سے اُسے ڈھونڈ رہا ہون گھر گھر
کوئی بتلا دے مرا یار جہان ہے مجکو

یون دل و جان سے کہتا ہے ہمیشہ شاداں
تیرا ملنا ہی صنم راحت جان ہے مجکو

کسطرح ہونگے تری وصل سے ہم سیر کبھو
تجھسے کہتے ہین جو مل کہتا ہی تو پھیر کبھو

گردش چرخ سدا یون ہی چلی جاتی ہے
جون رہٹ کا ہو گھڑا پیش کبھو زیر کبھو

(دولاب)

عشق بازون ہی سے پوچھے کوئی اُسکی جوہر
ابروے یار سی دیکھی بھی ہی شمشیر کبھو

مرد کا کام بھی نامرد کہین کرتا ہے
لومڑی ہوتی ہے صحرا مین بھلا سیر کبھو

تیرا مشتاق سدا رہتا ہے دلسی شاداں
اُس سے ملنے مین مری یار نکر دیر کبھو

بیکار ہے گہر اگر آبِ گہر نہو
کس کام کا ہے دل جسے اپنی خبر نہو

پیشِ نظر رہے یہ مقولہ حکیم کا
کیجے وہ کام یار کہ جس مین ضرر نہو

اُس سے بھلا ہے زہر کہ رکھتا ہی وہ اثر
شیرین سخن وہ ہیچ ہے جسمین اثر نہو

ایسی بڑائی کام کچھ آتی نہین ولا
سرسبز مثل سرو جو ہو اور ثمر نہو

لیتے ہین باہنر کو جواہر مین تولکر
کچھ تو ہنر بھی سیکھ میان بے ہنر نہو

ابتر اُسے کہینگے سبھی عاشقون کے بیچ
اے یار تیرے رنگ مین جو تر بتر نہو

چمکین حسین ہزار پہ شادان کا ہے یہ قول
تیرا نظیر کوئی بھی رشکِ قمر نہو

اگر یہ لطف میسر ہو کیا تماشا ہو
کہ ہم ہون یار ہو ساقی ہو جام و مینا ہو

بھرا ہے کون و مکان مین ہوا کی صورت سے
اُسیکا دیکھیے جلوہ جو چشم بینا ہو

سمجھ کے فضلِ الٰہی کر اُسکا شکر ادا
تجھے جو دولتِ دنیا یہان مہیا ہو

شرابِ عشق سے سرشار گرچہ ہون ساقی
پلا دے جام مجھے نشۂ تا دو بالا ہو

ہر ایک راہ مین چلتے نہین ہین تیزی سے
قدم سنبھال کے رکھہ جا جو پشت بالا ہو

حجاب کا نہین موقع ہی اس جگہ شادان
تو اُس سے مانگ جو دل مین تری تمنا ہو

ردیفِ ہا ہوز

ہوئی ہے شاہ کی جواب برس گانٹھ
رہے قائم سدا یارب برس گانٹھ

کھلین گر ہین ہزارون مقصدون کی ۔۔۔ ہوئی شاہِ دکن کی جب برس گانٹھہ

یہ کہتے رہتے ہین سب آرزو مین ۔۔۔ اجی آویگی شہ کی کب برس گانٹھہ

سکندر شاہ پائین خضر کی عمر ۔۔۔ دعا دے دیکے گائین سب برس گانٹھہ

شمار اُسکا ہزارون سال ہو جب ۔۔۔ گنونگا شاہ کی مین تب برس گانٹھہ

تمنا اور خوشی رہتی ہے سب کو ۔۔۔ کہ یارب آئیگی کس شب برس گانٹھہ

خوشی کرتا ہے شادان شاد ہو کر
کہ برلاویگی سب مطلب برس گانٹھہ

ذائقہ دیتا ہے کھانی مین کباب فاختہ ۔۔۔ لیک مشکل ہی کوئی کھینچے شراب فاختہ

جسکے دل سی ہوگی اُسکا مزہ جانے وہی ۔۔۔ سرو کے دل سی کوئی پوچھے شباب فاختہ

حرف رکھنا نام پر اُسکے خطا ہی یہ عظیم ۔۔۔ حق نے بخشا لطف سے اپنی خطاب فاختہ

کیا کرے پیوند کھا دیکا کوئی کمخواب پر ۔۔۔ زاغ سے آتا ہے کب یا رو جواب فاختہ

جو کہ ہو عاشق کسیکا اُسکے دل سی پوچھیے ۔۔۔ ہے جو یہ سیماب آسا اضطراب فاختہ

تو بھی عاشق ہو کسیکا تب خبر ہووی تجھی ۔۔۔ پوچھ اپنے دل سے کچھ تعبیر خواب فاختہ

عشق کے آگے اری شادان کوئی کیا آڑ ہو ۔۔۔ ہاتھ اُسکا ہو نہین سکتا نقاب فاختہ

دل دیوانہ بجھے کہتا ہون کچھ اتو سمجھہ
بھولتا کیون ہے تو اس راہ کو مطلب تو سمجھ

چڑیان چگ جائینگی جب کھیت تو پھر کیا حاصل
صبح کو ہوویگا بیدار سر شب تو سمجھہ

بات اب بھی جو نہ سمجھے تو عجب موے رکھہ ہے
جب لگے چوٹ تری دل کو میان تب تو سمجھ

روٹھتا کیون ہے اگر دیکھی ہی تقصیر مری
تجکو سمجھاتا ہون سو ڈھب ہے کسی ڈھب تو سمجھ

دل نادان مرے اتنا بھی نہو تو گمراہ
جب کرون مین تجھے آگاہ بھلا جب تو سمجھ

با ادب رہ کہ ہو جس سے ترا مقصد حاصل
بے ادب ہو وی ہے کیون اپنا تو منصب تو سمجھ

ہاتف غیب سے آئی یہ ندا اے شادان
سُبھ گھڑی آتی ہی کچھ گردش کوکب تو سمجھ

شہ دکن کو مبارک ہزار سالگرہ
خوشی سے آتی رہے بار بار سالگرہ

فلک کے دور مین شمس و قمر رہین جب تک
کیا کرے وہ سدا بیشمار سالگرہ

اگرچہ دور بہت گزرے بادشاہونکے
نہ دیکھی ایسی کوئی باوقار سالگرہ

نثار ہو گئے اختر فلک کے سب اُسوقت
دم سحر جو بندہی نامدار سالگرہ

ہجوم زہرہ جبینان ہے چوطرف دیکھو
ہزار رنگ سے دے ہی بہار سالگرہ

مثال ستد سکندر شہ سکندر کی
رہے جہان مین سدا اُستوار سالگرہ

خدا کے فضل سے شادان کی آرزو ہی بھی
رہے ہزار برس برقرار سالگرہ

ردیفِ یاے تحتانی

سحر خورشید مشرق سے یکایک جب نکلتا ہے
اُسیکی روشنی سے جو گرا ہے وہ سنبھلتا ہے

اگر سو بات کیجے غیر سے لذت نہین ملتی
ہمارا تو اُسیکی گفتگو سے جی بہلتا ہے

جو ہم محکوم ہین اُسکے تو کیا حاجت ہے کہنے کی
ہمارا زور اُسکے سامنے کیا کچھ بھی چلتا ہے

ہمارا وہ ہٹیلا ایسی ہٹ کرتا ہی کیا کہیے
اگر بہلائیے سو طرح سے وہ کب بہلتا ہے

تماشا دیکھتا کیونکر کہ تھا مین خواب غفلت مین
جو ہووے نیند کا ماتا وہ آنکھین اپنی ملتا ہے

دورنگی چھوڑ دے یکرنگ ہو جا آدمیت ہے
کبوتر کی طرح سے رنگ کیون اپنا بدلتا ہے

اُسیکے واسطے کہتے ہین شادان تخم نیکی بو
جو بووے تخم نیکی پھولتا ہے اور پھلتا ہی

جو کچھ احوال ہے میرا سوا تیرے کہون کس سے
تو ہی بتلا کہ مین تیرے سوا مانوس ہون کس سے

نہ کوئی دل کا محرم ہے نہ کوئی اپنا ہمدم ہے
کہانی جو کہ تیری ہے کہون کس سے سُنون کس سے

معلم تو دو عالم کا ہے تیرا نام عالم ہے
جو ہو تعلیم لینی تو سوا تیرے مین لُون کس سے

نظر بھر کر جسے دیکھا لیا بس دام مین اُسکو
تری نظرون مین جادو ہے یہ سیکھا ہی فسون کس سے

لگن جب لگ گئی تجھ سے کسی سے پوچھنا پھر کیا
شگون جب ہو گیا پورا تو اب پوچھون شگون کس سے

ترا ہی نام ہے جگ مین تجھی کو مانتے سب ہین
کیا ہے کام جو تو نے بن آیا ہو گا یون کس سے

اندھیری رات فرقت کی وہی کاٹے جو عاشق ہو
بغیر از کوہکن کٹتا ہے کوہ بیستون کس سے

نہین ثانی ترا کوئی کہ جس سے اپنا مطلب ہو
یہی شاداں کا کہنا ہے کہ تیرے بن ملون کس سے

عجب موسم ہے یہ دیکھو جدہر کیا رنگ ہولی ہے
جدھر سنیے اُدہر سو سو طرحکی بولی ٹھولی ہے

رچایا رنگ کیا اسکندرِ دوران نے ہولیکا
کہ غنچے کی گرہ یکسر صبا نے دلسی کھولی ہے

لڑا کر آنکھ آپس مین تبسم کرتے ہین گلرو
کہون کیا لطف اس رُتکا جدھر دیکھو ٹھٹولی ہے

ہمارے شاہ نے کیسی مچائی دھوم ہولی کی
پڑا ہی رنگ ایسا ہر حسین کی بھیگی چولی ہے

گلال اور قمقمونکی کسطرح سے دھوم ہی شادان
نہین خالی جدہر دیکھو بھری ہر اک کی جھولی ہے

زمانے مین کسی نے اُسکی مت ابتک نہین پائی
وہی صاحب ہمارا ہے ہماری اُس سے بن آئی

دوتا ہیگا فلک سجدے مین اُسکے سرنگون ہوکر
وہ یکتا ہے خدائی مین کہون کیا اُسکی یکتائی

جدھر تو دیکھتا ہے ہوش لیجاتا ہے عالم کے
یہ عالم ہے تری آنکھون کا عالم ہے تماشائی

سراپا سرو قامت کا سراسر دل نہ لی کیونکر
سمایا ہے ہماری آنکھ مین دلبر بعنائی

دُر اُسکے کان کا سو سو طرح سے دل پھنساتا ہے
نہایت زیب دیتا ہے کہون کیا اُسکی زیبائی
شگفتہ غنچۂ دل ہوگیا شادان کا عشرت سے
خبر گلرو کے آنے کی صبا جو صبحدم لائی

ہمارے دلکو سو سو ناز سے ہر دم لبھاتا ہے
جو شوخی ہمسے کرتا ہی ہمین وہ شوخ بھاتا ہی
دل اُسکی دھوم پر مت جا لپٹ اُسکی دامن سے
ہے اپنی حسن پر مغرور تب دھومین مچاتا ہے
شگون اسبات کا ہمنے پھڑکتی آنکھ سے دیکھا
سراپا ناز سے دلبر ہمارا آج آتا ہے
نہین ہے گن کوئی ہم مین مگر کچھ لطف سے اپنے
وہ ہمپر ریجھتا ہے اور خود ہمکو رجھاتا ہے
پھنسا ہے زلف کے پھندے مین جو دل آپکا شیدا
تو دیکھا احوال عاشقکا وہ ہر دم مسکراتا ہے

برنگ غنچہ دلکو جون صبا وہ کھول دیتا ہے
صنم کی بات شادان جو کوئی آکر سناتا ہے

حذر کر ایسے پتھر سے کہ پیدا ہو شر جس سے
الگ رہ ایسے مفسد سے کہ اُٹھے شور و شر جس سے
نرہ خفاش سا تو کوری باطن سے نابینا

تو ہو عاشق اُسی خور کا کہ روشن ہو سحر جس سے
تو رہ محتاج اُس ابرِ کرم کی فیض بخشی کا
صدف مین آبرو رکھتا ہے اے پیارے گہر جس سے
بتاوے کیا کسیکو راہ نابینا جو ہو رہبر
اُسے کب ہے خبر اپنی تو پوچھے ہے خبر جس سے
نہ بھولا چاہیے احسانکو اُسکے جو کہ محسن ہو
سمجھتا رہ اُسے ہر آن سیکھا ہو ہنر جس سے
کہین خارِ مغیلان بھی ثمر دیتا ہے اے شادان
تو بو بے تخم نیکی کا کہ پیدا ہو ثمر جس سے

پیارے دام الفت سے ہی تو تو رام ہوتا ہے
ترے ہی رام ہونے سے ہمین آرام ہوتا ہے
ہزارون غوطے کھانے سے کہین ہاتھ آتی ہین موتی
بغیر از جانفشانی کیا میان کچھ کام ہوتا ہے
کسی کے کہنے سُننے کی یہان ہرگز نہین حاجت
جسے تو چاہتا ہے اُسکا نیک انجام ہوتا ہے
نہین آیکا ہاتھ اے مہربان وہ شوخ گھر بیٹھے
جو وحشی ہو مشقت ہی شکارِ دام ہوتا ہے
میانِ عاشق معشوق اے دل موسم گل مین
مزہ اُسوقت ہوتا ہے کہ دَورِ جام ہوتا ہے

کرم کے جسبگھڑی کھلتے ہین در اُسوقت کیا کہنا
کہین انعام ہوتا ہے کہین اکرام ہوتا ہے

مبارک کہیے اُسدنکو گھڑی سہی بھگھڑی وہ ہی
میسر دیکھنا تیرا جب اے گلفام ہوتا ہے

حقیقت اُسکی تم شادان کہ دلسی ہی اجی پوچھو
میانِ عاشق و معشوق جب پیغام ہوتا ہے

ارے دل باولے میرے محبت یار سی کرلے
تو سب باتو نکو تج دے اور سخن دلدار سی کرلے

کہین سوتا بھی سوتے کو جگاتا ہی سُنا تو نے
محبت چھوڑ دے بیہوش ہی ہُشیار سی کرلے

تغافل کرکے مت سو اور ندی ہاتھونسی وقت اپنا
لڑائی آنکھ کی ٹک طالعِ بیدار سی کرلے

نہین ہی یہ طراوت آبجو مین اور سبزے مین
تو اپنی آنکھ ٹھنڈی یار کے دیدار سی کرلے

مضرت صحبتِ بد کی ہے ظاہر شکلِ آئینہ
جُدائی تجھ سے جتنی ہو سکی اغیار سی کرلے

مزاج اُس نازنین کا ہی بہت نازک اری شادان
نہ روٹھے وہ کہین تجھ سے تو باتین پیار سی کرلے

کیسکی ہے کہان قدرت حقیقت اپنی تو جانے
کہ جیسے کیفیت پانی کی جانے تو سبو جانے

ہزار دن گر زبانین ہون نہو تو بھی بیان اسکا

تیرا احسان جو کچھ ہے وہ میرا مو بمو جانے

کسیکا راز در پردہ کہان معلوم ہوتا ہے

کرامت ہے اگر کوئی کسی کی آرزو جانے

نہین ہے کام ہر اک کا کہ ایسی منزلت پاوے

جو کار نیک جانے بھی تو کوئی نیکخو جانے

اُٹھانا ناز ہے اُسکا تو کہتا ہے یہی شادان

جو میرا حال ہے دل کا وہ میرا خوبرو جانے

مری حرف محبت کو وہ یون نامی سے دہوتا ہے
سیاہی جیسے خامی کی کوئی خامی سے دہوتا ہے

محبت ظاہری اور باطنی مین فرق ہے نادان
دلونکا داغ کب جاوی جو توجامے سے دہوتا ہے

نکھ تو بات جاہل سے نہوتا کوئی شر پیدا
جو دانا ہے وہ اپنا ہاتھ ہنگامے سے دہوتا ہے

ارے شادان کدورت دل سے اپنے تو بھی دہو لیجی
کہ جون دہوبی سر اسر میل عمّامے سے دہوتا ہے

صنم تیری محبت کی گلی کیونکر رہے سُونی
کہ تیرے در کی آگے ہم لگا بیٹھے ہین اب ہونی

ہزارون نعمتون سے ہے وہی بہتر اگر سمجھو
جو اُسکی یاد مین کھاؤ تو نعمت ہے یہی چونی

ہمیشہ یاد رکھتا ہون اُسے مین جاگتے سوتے
مجھے دلدار سے اپنے محبت ہی اجی دُونی

لگی ہے ڈور آنکھونکی تری آنکھون سی جو ہر دم
یہ ہے امید الفت سے کہ ہووی اسمین افزونی

ہر اک موسم مین ہر اک چیز کی تاثیر ہوتی ہے
مزہ دیتی ہین سرما مین سبھونکو کھچڑیان بھونی

جنون اپنا نرالا ہے زمانے بھر سی ای شادان
ہمارے سامنے چلتی نہین مجنون کی مجنونی

ہماری آنکھ مین کیا خوشنما دلبر کی صورت ہی
کہ جون قطرہ صدف مین دیکھیے گوہر کی صورت ہے

نہوتا رنظر جسطرح باہر چشم بینا سے
نظر مین راتدن یون اُس پری پیکر کی صورت ہے

اُٹھے جسطرح سے بحر روان مین موج پانی کی
یُون ہین سرکار کی تلوار مین جوہر کی صورت ہے

اُدہر لالے کے دل پر داغ ہی تیری محبت مین
تو نرگس بھی اودہر شبنم سے چشم تر کی صورت ہے

کرامت بولنے سی ہی وگرنہ بت کو کیا کیجے
نہ بولے گر کوئی انسان تو پتھر کی صورت ہے

خدا کی دین ہے لازم ہے اسکا شکر ای شادان
تمہارے ہاتھ پر جو خال ہے اختر کی صورت ہے

نہین لازم ہے ہمکو ایکدم اُس یار سی دُوری
لگے رہیے جو خدمت مین تو ہو پھر بندگی پوری

ارے عاقل نہ غافل کہ ہی یہ وقت محنت کا
کریگا جو کہ مزدوری ملیگی اُسکو مزدوری

ہمارا یار آتا ہے نکر اب دیر تو اتنی
ارے ساقی ہمین دے ساغرِ صہبائے انگوری

لگی ہے آگ پروانے کے دلمین تیری چاہت سے
ہوئی ہے سوختہ دیکھے سے تیرے شمعِ کافوری

پھڑکتی آنکھ جو بائین تھی اُسکا یہ تگون دیکھو
ملا شادان سے آکر وہ صنم درعینِ بیخوری

کہان بلبل صفت گنجشک زیبِ باغ ہوتی ہے
مگس کب مثلِ پروانہ سراپا داغ ہوتی ہے

رقیبِ روسیہ کی لے نہ تو تصویر سُن میری
مرقع مین نہایت زشت شکلِ زاغ ہوتی ہے

وہان دل چاہتا ہے دیکھنے کو اُس سہی قد کو
جہان برسات کے موسم مین شکلِ راغ ہوتی ہے

کوئی تو چاہتا ہے سُرخ جوڑا اور کوئی دھانی
سبھونکو عید کے دن خواہشِ صبّاغ ہوتی ہے

کہان وہ دن کہ شادان بھیجتے تھے خط پہ خط ہمکو
مہینون مین کہین چٹھی کوئی ابلاغ ہوتی ہے

صنم آیا مرے برمین ادا سے
اگر حاسد جلے میری بلا سے

نظر کب مجھکو ہے شوخی پر اُسکی
ہمین ہے کام اپنے مدعا سے

کبھو میلا نہ کر آئینۂ دل
کبھو بیگانہ مت ہو آشنا سے

کبھی تو رحم آجائیگا اُسکو
نہ غافل ہو خوشامد سے دعا سے

محبت چھوڑ دے ساری جہانکی
محبت دل سے رکھہ اپنے خدا سے

تری مشکل کے ہووین جتنے عقدے
کشائش چاہ تو مشکل کشا سے

نظر بھر تجکو دیکھے گا کبھو تو
ارے شادان لگا دل دلربا سے

ارے دل یار کو اب پیار کر لے
جو لینا ہے تو دریا سے گہر لے

رہائی جس سے اب ہوویگی تیری
اُسیکا نام تو شام و سحر لے

سوا تیرے نہین ہے کوئی اپنا
ہمارے حال کی ابتو خبر لے

نگہ افضل ہے اُسکی کیمیا سے
اُسیکی چشم سے فیض نظر لے

نہین تو ہاتھ سے جاتا ہی ہنگام
میان کچھ بُو کے اب تو بھی ثمر لے

رخِ رنگین جانان پر نظر کر
چمن کے پھولون سے دامن کو بھر لے

کہان تک تجکو مین سمجھاؤن شادان
ہنر کا وقت ہے اے بے ہنر لے

کوئی قدرت کا کیونکر انت پاوے
ہزارون رنگ پل پل مین دکھاوے

نظر کر مہر کی ایسی خداوند
جہان کی ساری کلفت جس سے جاوے

قرار آجاے سینے مین مرے تب
حکایت اُسکی کوئی جب سُناوے

جواہر مین اُسے تولون سراسر
پیارے کو مرے جولا ملاوے

زمانے کو ہو جس سے چین آرام
الٰہی ساعت ایسی نیک آوے

نہو جس دل مین تو وہ دل ہے سُونا
وہی ہے دل کہ جسمین تو سماوے

جو دل مچلے تو بہلانا ہے آسان
کوئی روٹھے کو شادان کیا مناوے

عجب اک حور اپنے بر مین آئی
مسرت آج میرے گھر مین آئی

کھلا تھا در جو چشمِ شوق کا آج
پری بے پردہ ہو اُس در مین آئی

کہارندون نے جان آئی بدن مین
صراحی سے جو مے ساغر مین آئی

تجلی اُسکی مثلِ برقِ تابان
یکایک چشم کے منظر مین آئی

تری ہے ذات ایسی سب مین شامل
کہ جیسے آب ہر گوہر مین آئی

نہین تو کون اُسکو پوچھتا تھا
چمک تیری مہ انور مین آئی

تھکے لکھ لکھ کے سارے لکھنے والے
حقیقت کب تری دفتر مین آئی

نظر کر اُسپہ جو مبدا ہے اِسکا
کہان سے روشنی اختر مین آئی

رکھا صاحب نے جسکے تاج سر پر
جہانکی خوبی اُس افسر مین آئی

خدا کے فضل سے کہتا ہے شادان
خوشی ساری اسی کشور مین آئی

مری آنکھون مین پیارا پھر رہا ہے
فلک پر جون ستارا پھر رہا ہے

نہان جو آنکھ کے پردے مین ہیگا
نظر کر آشکارا پھر رہا ہے

ترستا ہے ترے ملنے کو عاشق
تو اب کیون اُس سے نیارا پھر رہا ہے

چھبیلا چلبلا کہتے ہین جسکو
وہ دیکھو ماہ پارا پھر رہا ہے

مثال سایہ ہم ہین ساتھ اُسکے
جدہر پیارا ہمارا پھر رہا ہے

جسے کہتے ہین شادان مدتون سے
تری خاطر بچارا پھر رہا ہے

جدھر دیکھو گھٹا ہے خوب چھائی
منا و عیش اب برسات آئی

چمک بجلی کی سمجھے چونک کر سب
صنم نے جب جھلک اپنی دکھائی

برسنے مین نکر تو دیر اے ابر
سکندر شاہ کی تجکو دہائی

خدا کے حکم سے آویگا وہ ابر
کہ آویگی نظر اُسکی خدائی

برسنے دو کہ جنگل ہووے جل تھل
نہ ٹوکو کیون جھڑی ایسی لگائی

مرادین مانگتے تھے جو خدا سے
اُسیکے فضل سے ایک اک بر آئی

محبت مین کرون کس کس سے شادان
سوا اُسکے نہین دل مین سمائی

محبت دل سے رکھتے ہین تمہاری
رکھو کچھ شرم تم بھی تو ہماری

ہمین ہین عاشق صادق تمہارے
ہمین کرتے ہین دل سے جان نثاری

ترے صدقے نہو اے یار خاموش
تری باتین مجھے لگتی ہین پیاری

یہی ہے شرط جب تک دم مین دم ہے
نچھوڑونگا تری اے یار یاری

ترے محکوم سارے تاجور ہین
تجھے زیبا ہے سبکی تاجداری

رہے ہے منتظر ہر صبح شادان
چلے گی کب ادھر باد بہاری

ارے دل دیکھ یہ قدرت خدا کی
کہ مین نے جان ہی اُسپر فدا کی

اسی مین دو جہان کی ہی بھلائی
ارے دل جی سے طاعت کر خدا کی

مرا تو ایک وہ ہی آشنا ہی
مین چھوڑون کیونکر الفت آشنا کی

پنو چھو اُسکی شانِ بے نیازی
ہزارون بار مین نے التجا کی

محبت بیوفاؤن سے نکرنا
محبت چاہیے اُس باوفا کی

تجھے مین ہر گھڑی کہتا ہون شادان
تو کر بے بندگی حاجت روا کی

نکر ایسا کہ ہووے جگ ہنسائی
وہی کر کام جس مین ہو بھلائی

کرینگے لوگ سب بدنام تجکو
خدارا چھوڑدے اب خجلت نمائی

خجل ہون دیکھ مین اعمال اپنے
مجھے کب ہو ترے در تک رسائی

ہمارا ذکر کیا ایسے ہزارون
ترے در پر کرین ہین جبہہ سائی

مہ و خورشید روشن ہین تجھی سے
مسلم ہے تجھے تیری خدائی

جو تیرے وصل کا مشتاق ہو نمین
سہی جاتی نہین اک پل جدائی

صنم پر اپنے ہر دم جان و دل سے
تصدق ہے یہ شادان اور فدائی

نگاہ لطف کر اکدن ادھر بھی
اُٹھائین جس سے ہم کچھ تو ثمر بھی

ارے صاحب ترا بندہ ہون دلسے
کریگا حال پر میرے نظر بھی

پرائے حال کی ناحق پڑی ہے
تو رکھتا ہے میان اپنی خبر بھی

ہنرمندونکو رکھتے ہین معزز
نہ تو بے ہنر کر لے ہنر بھی

کرونگا فرش مین آنکھون کو اپنی
کبھو کوچے مین میرے کر گزر بھی

ترے آنے سے جو ہی میری گھر مین
کہین دیکھی نہ یہ شام و سحر بھی

پھرے دن یار کے آنے سے شادان
کبھو دیکھی تھی یہ شام و سحر بھی

دلا کب تک یہ تیری خاکبازی
خدا کی دیکھہ تو حکمت طرازی

ترا تو نام ہے ستار و غفار
تو کر بندون کی اپنے سرفرازی

قیامت ہے کسیکی زلف کا طول
شب ہجران کی جیسے ہو درازی

تمہاری یاد سے خالی ہے کوئی
خراسانی عراقی یا حجازی

کہین گل ہے کہین لالہ کہین سرو
اُسی صانع کی ہے سب کارسازی

ارے شادان یہ سُن رکھہ کان دھر کے
نکر تو نازوان ہے بے نیازی

مجھے تسکین اب تجھ بن کہان ہے
جہان تو ہے مرا دل بھی وہان ہے

نہین ہے اُس سے کوئی جاے خالی
وہ ہر جائی جہان دیکھو تہان ہے

اُسیکے دم سے آبادی ہے ساری
اُسیکے لطف سے بستا جہان ہے

جو چاہا تو نے سو وہ ہی کرے گا
ہمین تو یار اِسکا امتحان ہے

نشانِ بے نشان کیونکر ملے گا
مکان اُسکا کہان ہے لامکان ہے

کہان تک شکرِ نعمت اُسکا کیجے
مرا صاحب تو مجھپہ مہربان ہے

اجی ہر گھٹ مین ہے اُسکا ٹھکانا
نہان کیونکر اُسے کہیے عیان ہے

سماتا تو نہین دونون جہان مین
تری تعریف خارج از بیان ہے

جو تیری ہے رضا وہ ہی ہے اپنی
بہر صورت یہ شادان شادمان ہے

نہان ہے تو مگر سب پر عیان ہی
جدھر سُنیے اُدھر تیرا بیان ہے

مشایخ اولیا سب ڈہونڈتے ہین
پتا ملتا ہے کسکو تو کہان ہے

سماتا ہے کہان کوزے مین دریا
ہزارون وصف تیرے اک زبان ہے

نہین مطلب ہے ہمکو دوسرے سے
کہ جسپر ہم ہین عاشق جاودان ہے

خیالِ و وہم سے ہیگا وہ برتر
نشان کیا دیجے اُسکا بے نشان ہی

بہت غمگین تھا وہ مدت سے لیکن
ترے ملنے سے شاداں شادمان ہی

لگی جس سے مرے جی کی لگن ہے
قرارِ دل ہے وہ روحِ بدن ہے

ہدایت سے تری ہے رہنمائی
وہی ہے راست جو تیرا چلن ہے

عجائب رنگ ہین قدرت کے تیری
جہان دیکھو وہان تیرا چمن ہے

ترے ہی نور کا ہے سب اُجالا
تو ہی تو ایک شمعِ انجمن ہے

اُسے آغوش مین کسطرح لیجے
کہ نازک گل سے اپنا گلبدن ہے

تری ہر بات میٹھی کیون نہ ہووے
ثنا خوان تیرا ہر شیرین سخن ہے

بغیر از راستی و نیک ورزی
نہین چلتا وہان کچھ مکر و فن ہے

ضرورت ہمسفر کی کیون ہو شاداں
رفیقِ راہ جب یادِ وطن ہے

تجھے مین چاہتا ہون دلسے اپنے
جُدا منکر مجھے محمل سے اپنے

ارے جاہل تجھے اورون ہی کیا کام
غرض رکھہ مرشدِ کامل سے اپنے

تلاطم جبکہ ہو دریا مین پیدا
تجاوز تو نکر ساحل سے اپنے

جو دل سے چاہتا ہے وصلِ جانان
اُٹھالے ہاتھ تو حاصل سے اپنے

یہی ہے بات جو کہتا ہون تجھ سے
تو رو گردان نہو مقبل سے اپنے

تجھے کیا فائدہ ہے دوسرے سے
لگن دلکی لگا مائل سے اپنے

نہ پوچھا اُسنے بھی افسوس شادان
بڑی امید تھی قاتل سے اپنے

کرم اب حال پر کیجے ہمارے
کہ کہلاتے ہین دل سے ہم تمہارے

نہ ترسا مجکو مین بندہ ہون تیرا
محبت سے تو باتین کر پیارے

خوشی سے آنکھ بہر کر تجکو دیکھون
کبھو تو میرے گھر مین بھی تو آرے

بلاشک جنکا تکیہ ہے خدا پر
خدا نے کام سب اُنکے سنوارے

ملین ہر طور سے اپنے پیا سے
پہرین ہین کھوج مین سب چاند تارے

ہزارون رنگ سے وہ جلوہ گر ہے
ارے شادان تو کر اُسکے نظارے

ہماری یار سے اچھی بنے گی
چھنے گی اُس سے اور گاڑھی چھنے گی

اگر سوطرح سے کوئی کہے کچھ — وہ ہوگی اُسکے جی مین جو ٹھنے گی
قدم ہمک تیرے اس حیلہ سے پہونچے — حنا اے یار پس پس کر سنیگی
ہماری تو لگن لاگی ہے تجھ سے — بھلا تیرے سوا کس سے بنے گی

مچلنا شوخ کا آفت ہے شادان
جو رُوٹھے گی پری کیونکر منے گی

لگن لاگی ہماری ہے صنم سے — ملے گا آکے وہ اپنے کرم سے
منائین یار جھائین کیونکر اُسکو — نہین کچھ طور بن آتا ہے ہم سے
کسی بھی راہ سے ملنا ہو اُسکا — محبت ہے ہمین دیر و حرم سے
ارے دل مین تجھے کہتا ہون ہردم — اُسے مت بھول ہرگز اپنے دم سے
یہی ہے مدعا صاحب ہمارا — جُدا مت کر ہمین اپنے قدم سے
سمائے کب ہزارون دفترون مین — ثنا تیری اگر لکھین قلم سے

کرم کر اپنے شادان پر الٰہی
غنی کردے اُسے دام و درم سے

ہزارون رنگ مین دیکھا وہی ہے — وہی ہر گھر مین ہے ہر جا وہی ہے

نہین چھپتا ہے جون بادلمین خورشید
اگر پنہان کہو پیدا وہی ہے

گل وبلبل فقط کہنے کو دو ہین
وہی گل بلبل شیدا وہی ہے

حباب اُسکی بہت ہے لا اُبالی
جسے کہتے ہین بے پرواہی ہے

نہین رکھتا ہون اُس بن دوسرا مین
کسیکا کوئی ہو میرا وہی ہے

نہین اس مین تو کچھ اغراق ہرگز
جو میرا یار ہے مولا وہی ہے

سمجھ کر بوجھ کر دیکھا جو شادان
سبھی ہین خوب پر اچھا وہی ہے

ہمارے دل کا تو پیارا وہی ہے
چمکتا دیکھ لے تارا وہی ہے

صفت پانی کی کیا کہیے زبان سے
وہی میٹھا ہے اور کھارا وہی ہے

اُسیکا نور پھیلا ہے جہان مین
نظر کر دیکھ مہ پارا وہی ہے

رہے پھولون مین جیسے باس پیاری
وہی ہے سب مین اور نیارا وہی ہے

نکر اس راز کو شادان تو ظاہر
وہی ہے بزم بزم آرا وہی ہے

جدہر دیکھو اُدہر جلوہ ترا ہے
نہین خالی ہر اک شے مین بھرا ہے

موحّد ہے تو یکتائی سے مت ٹل
نہ کہہ اپنی زبان سے دوسرا ہے

بُرائی مین نہ کہہ ہرگز قدم تو
بھلائی کر کہ آخر کو بھلا ہے

ہمین کیا کام ہے دونون جہان سے
ترا ملنا ہمارا مدعا ہے

نہ پوچھہ احوال تو کچھہ انتہا کا
تڑپنا عاشقی مین ابتدا ہے

فدا ہون دل سے تجھہ پر چشم بد دُور
ترا مکھڑا میان کیا خوشنما ہے

نکیجو اپنے دامن سے جُدا تو
ہمین تو یار تیرا آسرا ہے

سکندر شاہ تم دنیا مین دائم
رہو قائم ہماری یہ دعا ہے

شجیع اور تم سخی ہو اور عادل
یہی چرچا تمہارا جا بجا ہے

ارے شادان نہ ڈر ہرگز کسی سے
کسی کا کوئی ہے تیرا خدا ہے

ہزارون تجھہ پہ شیدا ہین قمر سے
کرورون تجھہ پہ غلطان ہین گہر سے

بڑی اُمید مین رکھتا ہون تجھہ سے
گر امت تو مجھے اپنی نظر سے

سراسر رحم تو کرتا ہے پیارے
ہزارون سہو ہوتے ہین بشر سے

زوال اُسکو کبھی ہوتا نہین ہے
اُٹھے جو یاد مین تیری سحر سے

ارے شادان تجھے جو پالتا ہے
نہین وہ بے خبر تیری خبر سے

ہمارے یار کی کیا بانکی دھج ہے
کلہ سر پر بڑی خوبی سے کج ہے

خصوصاً گائین جس مین تیری تعریف
سہانی راگنی کیسی پرج ہے

بزرگون کا مقولہ ہے مجھے یاد
طوافِ دل کرو یہ عین حج ہے

بہت ہی راست یہ کہتا ہی شادان
نجا اُس راہ کو جو راہ کج ہے

ہزارون رنگ سے تو جلوہ گر ہی
جدہر دیکھا اُدہر تو ہی مگر ہے

نہ غفلت مین رہ ہشیار ہر دم
تجھے کچھ شوق ملنے کا اگر ہے

اُسے اب سحر کہیے یا کہ افسون
تری جو بات ہے سو پُر اثر ہے

خبر کیا یار کی ہو ویگی تجکو
تو اپنے سے بھی غافل بیخبر ہے

نہین ظاہر پہ ہے گھٹ گھٹ مین موجود
کہین کیا ہم کہان ہی وہ کدہر ہے

جو ہے بے فیض اُسکو کیا کہون مین
وہ اس گلشن مین نخلِ بے ثمر ہے

ہی اُس ابر کرم کا لطف شادان
کہ ہر اک قطرہ نیسان گہر ہے

کتھا الفت کی ہے سب سے نرالی
اجی دو ہاتھ سے بجتی ہے تالی

کھلین ہین پھول اسمین سو طرح کے
لگایا باغ اچھا تو نے مالی

مین کیا دیکھون گلونکو آنکھہ بھر کر
فغان کرتی ہے بلبل ڈالی ڈالی

ہوا سے جسطرح معمور جہان ہو
نہین ہے اُس سے کوئی جاے خالی

کیا کر مشورے سے کام اے یار
اگرچہ ہووے تیری راے عالی

تجھے اب کون اُسجا پوچھتا ہے
جناب اُسکی ہے شادان لا اُبالی

اے دل کیون تو ایسا بے خبر ہے
یہ قصہ عشق کا کیا مختصر ہے

بس اک دَر یار کا کافی ہے تجکو
دلا پھرتا عبث تو در بدر ہے

رخِ جانان سے ہین دل سب کے روشن
اُجالا ایک خور کا گھر بگھر ہے

ثناے یار مین ہون مین سخن سنج
سخن اپنا ہے یا سلکِ گہر ہے

جدھر دیکھو اُٹھا کر آنکھہ اپنی
وہی پیارا ہمارا جلوہ گر ہے

مخاطب کر کے کہتا ہے یہ شادان
کہ تو ہی یارِ من مدّ نظر ہے

کہون کیا تجھسے تو سب جانتا ہے
جو کچھ ہے دل مین سو پہچانتا ہے

حسینون سے جہان ہے گرچہ آباد
ہمارا دل تجھی کو مانتا ہے

اُسے سمجھا نہین سکتا ہے کوئی
وہ کرتا ہے جو دل مین ٹھانتا ہے

خوشی کے ساتھہ اپنی عمر شادان
اُسیکی یاد مین گزرانتا ہے

بہارِ تازہ موسم کی جو آئی
نوید اُس یار کے ملنے کی لائی

مرے ہوتے ملے اغیار سے تم
تمہاری دیکھہ لی بس آشنائی

کہان دریا کا مچھلی انت پاوے
تجھے معلوم ہے یہ تیری خدائی

نہ کوشش کام آتی ہے نہ تدبیر
کہان ہوسکتی ہے اُس تک رسائی

کدورت سے جو ہو جاتا ہے تاریک
کہان ہوتی ہے اُس دل کی صفائی

نہ رکھہ تو وصل سے شادان کو محروم
سہی جاتی نہین اُس سے جُدائی

محبت مین بہت ایذا سہی ہے
خدایا آسرا میرا تو ہی ہے

نہین پھرتا ہے تیرا حکم ہرگز
وہی ہوتی ہے جو تو نے کہی ہے

کیا اس بات کو تحقیق مین نے
تری جو راہ بھولے گمرہی ہے

ترا جو راز ہے وہ تو ہی جانے
کسے اس بات کی یان آگہی ہے

یہان سب طفلِ مکتب ہین ولیکن
ترا طالب جو ہے وہ منتہی ہے

کسی کو اور کب جانے ہی شادان
تجھی سے بس اُسے الفت رہی ہے

جو کچھ تو نے کہا ہے حق وہی ہے
سوا اُسکے جو ہے سو گمرہی ہے

چمن مین قمریون نے غل مچایا
ترا قامت بہ از سروِ سہی ہے

ترے اسرار مین کب جانتا ہون
جو کچھ ہے بھی تو دل کو آگہی ہے

جدھر دیکھو کھلا ہے ایک گلزار
ہوا کچھ اندنون ایسی بہی[1] ہے

نزون ہے اوج مین مہر فلک سے
ترے سر پہ جو یہ تاجِ شہی ہے

نہ بھولے تو کبھی ہمکو الٰہی
تمنّا تجھ سے شادان کی یہی ہے

جو کچھ تو نے کہا سو ہی بھلا ہے
چھپا اس مین نہین کچھ برملا ہے

اُبل جاتا ہے جون پانی سبو سے
صنم کے وصل کا یون ولولا ہے

[1] ہوا چلنا کی جگہ ہوا بہنا بھی کاتبون نے لکھا ہے

کٹھن سودا سمجھ کر سب نے چھوڑا
رہِ الفت مین کوئی بھی چلا ہے

نہ کیجے دیر کارِ نیک مین کچھ
کہ طے کرنا تمہین یہ مرحلا ہے

جو پھیرے تجھ سے مُنہ وہ مردہ دل ہے
جو تیرے سامنے ہو منچلا ہے

بھرا آنکھون مین جیسے نور ہووے
وہ ہے سب مین بھرامت کہہ خلا ہے

سخن تیرا ثنا مین اُسکی شادان
گہر ہے اور سانچے مین ڈہلا ہے

چمن مین بلبلون کا شور کیا ہے
وہان وحشت کا دیکھو زور کیا ہے

حقیقت مین ہین کمتر مور سے ہم
غلط ہے یہ جو کہیے مور کیا ہے

دوئی کا وہم کیون رکھتے ہو دلمین
تمہارے دل مین بیٹھا چور کیا ہے

سمجھ لے اے دوانے اب خدارا
نہین کیون سوجھہ تجکو کور کیا ہے؟

سوا ذکرِ صنم کے اور شادان
صدا کرتا چمن مین مور کیا ہے

ہم ڈہونڈتے ہین جسکو ہمراہ تو وہی ہے
جو ظاہر و باطن ہے اللہ تو وہ ہی ہے

گھٹ گھٹ کی وہ جانی ہے جو بات چھپی ہووے
گمراہ نہو اُس سے آگاہ تو وہی ہے

محبوب نہ کیون رکھون محبوبِ دو عالم ہے
دل کیون نہ اُسے چاہے لیخواہ تو وہی ہے

پرتو سے اُسیکے ہے خورشید ضیا گستر
جو ماہ کو چمکائے وہ ماہ تو وہ ہی ہے

ظاہر کی محبت تو محسوب نہین ہوتی
دلسے جو کوئی چاہے بس چاہ تو وہ ہی ہے

دردر کے بھٹکنے سے حاصل نہین کچھ نادان
چھوٹے نہ درِ جانان درگاہ تو وہ ہی ہے

مداح نکیون اُسکا دل اپنے سی ہو شادان
جو شاہِ سکندر ہے بس شاہ تو وہ ہی ہے

جسطرح ثمر دیتی پھولی پھلی ڈالی ہے
بلبل نے ترانے کی یون شاخ نکالی ہے

اللہ جو والی ہے پھر ڈر ہے مجھے کسکا
گو جانا ہے کوسون کا اور رات بھی کالی ہے

ہر شاخ کو دیتا ہے پیوند نیا ہر دم
کب خشک چمن ہووے جس باغ مین مالی ہے

جلوہ ہے عجب اُسکا ہر شام و سحر دیکھو
روشن ہے جہان مین جو فانوسِ خیالی ہے

پانی ہے بہت مشکل یہ بات کہون کیسے مین
معشوق کی میری تو ہر بات نرالی ہے

مجکو تو ہر اک لحظہ اُسکا ہی سہارا ہے
کہلاتا ہون مین جسکا وہ ہی مراد والی ہے

جاروب کش اُس در کا کسطرح نہون شادان
درگاہ اُسیکی سب درگاہون سے عالی ہے

گر تجکو میسر ہو ملاقات کسیکی
تو چھیڑ کسی طور سے بھی بات کسیکی

بیگانے کا بھی ہاتھ مین دل آتا ہی اس سے
کیا چیز ہے واللہ مدارات کسیکی

ہے عیب فقیرون کے لیے شوق کرامات
مت پوچھ کسی سے تو کرامات کسیکی

مشغول بدل سجدۂ و تسبیح مین رہنا
ہوتی ہے ہزارون مین یہ اوقات کسیکی

وہ شوخ جو آتا ہے ملاقات کو شادان
صد شکر کہ کٹتی ہے بھلی رات کسیکی

جسطرح رکھے یار اُسی طرح سے رہیے
احوال نہو وے اُسے معلوم تو کہیے

موقع ہو نہ کچھ کہنے کا جس یار کے آگے
کیا کیجیے جو کچھ کہ کہا اُسنے سو سہیے

شایان نہین تمکو کہ بنو راہ کا پتھر
پانی کی طرح وہ جو بہاتا ہے تو بہیے

شادان تمہین کہتے ہین یہ سن رکھو نصیحت
اُس یار کے ہر وقت لگے قدمون سی رہیے

ہے چین کہان جیسے مری آنکھ لڑی ہے
ملنے کی بنومی تو بتا کون گھڑی ہے

ہے کسکو خبر رازِ نہانی کی جو بولے
کیا عاشق و معشوق ہی باتون مین جھڑی ہے

جو تو نے کہا روزِ ازل مین نہین بھولا
ہر بات تری دلمین نگینے سی جڑی ہے

اے بادِ صبا کہو لدے اب وقتِ سحر ہے
غنچے مین تبسم کی جو گلبھڑسی پڑی ہے

سالک ہو طریقت کا جو مرشد تجھے ملجاے
مت بھول تو اس راہ کو گو راہ کڑی ہے

گھر شاہِ سکندر کے بہار آئی ہے شادان
ہر شاخ لیے نذر کو پھولون کی چھڑی ہے

تڑپانے مین ہر چند کہ قاتل نے کمی کی
لیکن نہ تڑپنے مین مری دل نے کمی کی

تک لینی تھی مجنون کی خبر وسعتِ جنون مین
افسوس یہان صاحبِ محمل نے کمی کی

دینے مین تو کچھ عذر نہ تھا بحرِ کرم کو
مانگا نہ سخی سے تو یہ سائل نے کمی کی

ہے عقل سے باہر یہ ہنرمند کی نزدیک
سیکھا نہ جو کچھ علم تو عاقل نے کمی کی

شادان نہین کہتا ہی غلط بات یہ سچ ہے
جسوقت گرہ کھل گئی مشکل نے کمی کی

بے پردہ وہ چار سو عیان ہے
نافہم کو وہم ہے گمان ہے

ہے پاس ترے نہ بھول ای دل
کیا دیکھ رہا یہان وہان ہے

آنکھین ہون تو کوئی اُسکو دیکھے
آنکھون ہی کے پردے مین نہان ہے

کچھ ہو جو نشان نشان ملے تب
کیا دیجے نشان وہ بی نشان ہے

موقوف نہین ہے ایک دو پر
وہ حال پہ سب کی مہربان ہے

تعریف خدا زبان سے شادان
کیا کیجے کہ خارج از بیان ہے

مرغوب جو یار کو چمن ہے
بلبل کا اسی لیے وطن ہے

ملجائے تو خاک مین نہ جب تک
ملنا اُسکا بہت کٹھن ہے

بُو اُسکی سے ہی جہان معطر
گلرو کا جو گل سا پیرہن ہے

آتی ہے ہنسی بھی مشکلون سے
غنچے سے بھی تنگ وہ دہن ہے

کب پہنچے ہے قند اُسکی لب کو
غیرت دہِ سیب وہ ذقن ہے

کیا شان ہی اُسکی چشم بد دُور
سج دھج مین عجیب بانکپن ہے

باندھے ہی جو شوخ سرخ دستار
کیا حُسن ہے واہ کیا پھبن ہے

شیرین کو جو اپنے دل مین دیکھا
عاشق تو اُسی پہ کوہکن ہے

قربان اُسپہ ہون مین تو شادان
آقا جو مرا شہِ دکن ہے

سُبھ گھڑی تھی وہ ہی جسدم یار دو دل مل گئے

منتظر تھے جسکے ہم سو آکے وہ مل مل گئے
دینے والے کو بجز داد و دہش کب چین ہے
خوش بہت ہوتا ہے جسدم اُسکو سائل مل گئے
ہے مثل ہمجنس کو ہمجنس ہی سے میل ہے
شغل کا تھا شوق جسکو اُسکو شاغل مل گئے
بات کہنے کی نہین شادان مین اسکو کیا کہون
زورِ طالع تھا کہ آکر ہمسے کامل مل گئے

شکر اُسکا چاہیے کرتا رہے تو ہر گھڑی
نور سے جسکے ترا سینہ ہی معمور ہر گھڑی
خلق کرنے سے ہوئی انسان کی شہرت خلق مین
غنچہ گل ہوتے ہی پھیلی ہر طرف بُو ہر گھڑی
عید آتی ہے برسمین ہے یہان ہر روز عید
ہین ہلال عید ہمکو تیرے ابرو ہر گھڑی
سچ اگر پوچھو تو ہین عارض پہ بکھرے اسلیے
دام مین لاتے ہین دل کو اُسکے گیسو ہر گھڑی
سیکھ جائین سحر بازیگر نگاہِ ناز سے
کرتی ہے جادو تمہاری چشم جادو ہر گھڑی

کب پسندِ خاطرِ شادان جدائی ہے تری
چاہتا ہے دل رہے تو زیبِ پہلو ہر گھڑی

وہ ہی ہوویگا جو ای صاحب تجھے منظور ہے
سامنے تیرے بھلا بندی کا کیا مقدور ہے

دیدہ و دانستہ گر ہو جرم بخشائش نہو
عذر اُسکا ہے پذیرا جو کوئی معذور ہے

چار دن کی چاندنی ہے حُسن کی آبِ و تاب
اسقدر اے یار کس برتے پہ تو مغرور ہے

چشمِ نرگس دیکھہ کر حیرت زدہ سی رہگئی
آنکھہ تیری دورِ مے سے اسطرح مخمور ہے

نور جسکا ہر طرف پھیلا ہے مثلِ آفتاب
وہ بتِ طنّاز غیر از دیکھہ رشکِ حور ہے

جون نگہ ہو دُور اور نزدیک یکساں آنکھہ مین
ہیگا وہ نزدیک کیون کہتا تو اُسکو دُور ہے

فی الحقیقت ہی یہی شادان جو کچھہ تو نے کہا
یاد مین اُسکی رہی جو کوئی وہ مسرور ہے

ہم گئے سیرِ چمن کو باغبان سوتی رہے
سرو و گلشن بر لبِ آبِ روان سوتے رہے

اے دوانے چاہیے ہشیار رہنا ہر گھڑی
چور چوری کر گیا اور پاسبان سوتے رہے

نشۂ غفلت مین ایسی چور ہو کر پڑ رہے
صبح ہونے پر بھی سب خرد و کلان سوتے رہے

دل سے ہین بیدار ظاہر ہر نکر اُنکے نظر
جو کہ تھے ہشیار شادان شادمان سوتی رہے

چاہیے شام و سحر بس نام اُسکا لیجیے
جسطرح رکھے وہ ہر دم تذکرہ اُسکا کیجیے

ہے خداوندی سزاوار اُسکو ہمکو بندگی
دل ندیجے اور کو اپنا اُسیکو دیجیے

پیش و پس ہرگز نہ کیجے گر بلائے مہربان
آب حیوان جانکر اُسکو خوشی سے پیجیے

آنکھ نیچی ہو نہ اے شادان کسی سے عمر بھر
جبر دل پر کیجیے لیکن نہ احسان لیجیے

دل ہمارا کچھ سمجھتا ہی نہین نادان ہے
اور جو ہے دلربا وہ جانکر انجان ہے

اے پری وش تو نے پائی ہے وہ صورت دلفریب
آدمی کا ذکر کیا آئینہ بھی حیران ہے

مال و زر اور ملک و دولت کی نہین کچھ منزلت
دی ہے اُسنے جان اور ایمان یہ احسان ہے

تو تو ہے ستار اور غفار اور رازق رحیم
کی جو بندے نے خطا آخر کو پھر انسان ہے

شکل تیری میری آنکھون مین پھرے ہے راتدن
یاد تیری میرے دل مین ہر گھڑی ہر آن ہے

پالتا ہے دامنِ رحمت مین ہر ذی روح کو
دو جہان کا ہے جو مالک یہ اُسیکی شان ہے
حکم مین رہتے ہین جسکے یہ زمین و آسمان
جان و دل سے اُسکا شادان تابعِ فرمان ہے

صفحۂ دل پر مین کھینچون تیری جانان تو سہی
اے مصور لکھہ کے دکھلادون گلستان تو سہی

ہیچ کیون کھاتا ہے مثلِ مارای حاسد نکل
خوب سا تجکو کرون مین ایکے حیران تو سہی

اے بخومی سُن ہماری بات از راہِ شگون
ایکے بار شمین بھی برسے خوب باران تو سہی

اُوستادی ہے بہت مشکل یہان سی سیکھ لے
ہم کرین ثابت تجھے طفلِ دبستان تو سہی

ہمنے مانا تو نہین مشتاق سیرِ باغ کا
تجکو بہلا کر کبھی لیجا ے شادان تو سہی

خیر جو تجکو کھلاتا ہے کھلا یون ہی سہی
لاکھ کی جا اک دلاتا ہے دلا یون ہی سہی

ہمتو پینے والے جامِ عشق کے ہین ساقیا
مے اگر ہمکو پلاتا ہے پلا یون ہی سہی

ہمکو شکوہ کچھ نہین یہ بھی اک اُسکا ناز ہی
یار جو اغیار سے جا کر ملا یون ہی سہی

تو ہنسی کرتا ہے شادان سی تو کر دی پیار مین
کھِل کھلاتا ہی جو کھل کر کھل کھلا یون ہی سہی

عید ہے دشمن کو اپنے سنہ پہ قربان کیجیے
عیش و عشرت کا خوشی کی ساتھ سامان کیجیے

مستمندونکو بروزِ عید اپنے فیض سے
خلعتِ زیبا جواہر دیکے شادان کیجیے

جز درِ دولت کسیکا آسرا اُنکو نہین
جو کہ بندے ہین تمہارے اُنپہ احسان کیجیے

دستِ قدرت سے خدا نے تمکو دی ہے دسترس
مشکلین جتنی کہ ہووین سبکو آسان کیجیے

احتیاج اُنکو نہووے پھر طبیبونسے کبھو
دردمندونکا مسیحا ایسا درمان کیجیے

التجا یہ ہے نسیم لطف سے شاہِ دکن
غنچۂ دل بند جو ہین اُنکو خندان کیجیے

آپ جاتے ہین جہان ہوتا ہی جنت کا سمان
خانۂ شادان کو بھی اکدن گلستان کیجیے

مین نے تو اے بیوفا اپنی سی بہتیری کہی
تو نہین سُنتا نہ سُن مرضی تری یون ہی سہی

ہر طرح سے اسکو سمجھاتا ہون پر ہے بات کیا
دل مرا کرتا ہے تیری یاد سے کیون کو تہی

کس طرح سے کاٹیے بن تیرے دن اور رات کو
ایک پل کی بھی جدائی اب نہین جاتی سہی

کہنے کو شادان بہت سے دوست ہین اپنے مگر
کوئی اتنا بھی نہین آکر کرے جو دلدہی

لطف سے کی حال پر میرے نظر دلدار نے
عہد جو ہمسے کیا تھا سو نبا ہا یار نے

آئی رُت برسات کی چلنے لگی ٹھنڈی ہوا
قطرے برسائے گہر سے ابرِ گوہر بار نے

جی مین جو آتا ہے سو کہتے ہین تجھسی ہر گھڑی
اسطرح ہمکو کیا گستاخ تیرے پیار نے

ہے یہی ضرب المثل ڈھونڈیگا جو پائیگا وہ
ڈھونڈنے سے تجکو پایا طالبِ دیدار نے

عاشقونکی دلفریبی کا یہی دستور ہے
سو طرحکے رنگ دکھلائے مری دلدار نے

آج ہے تو ہی دکن مین شاعرِ شیرین کلام
بند طوطی کو کیا شادان تری گفتار نے

کر دیا دل تنگ غنچے کو دہانِ یار نے
آگ پھولون مین لگائی آتشین رخسار نے

آنکھ اپنی جسمین گھڑی جاکر لڑی اُس آنکھ سی
دلکو آوارہ کیا اُس طرّہ طرار نے

دلکے بہلانیکی کیا صورت نکالی واہ واہ
زلف کے پھندے مین ڈالا دلبرِ عیار نے

سیرِ گل کا لطف کیا تمسے کہون اے مہربان
چشم کو بخشی طراوت صبحدم گلزار نے

تیرے نظارے سے ہوتا ہی ہر اک کی دل مین جوش
دیکھہ دریا کو لگا اپنے مین موجین مار نے

کیون نہو وے مست شادان تیری چشمِ مست سے
کھو دیے جب ہوش اپنے دیکھہ ہر ہشیار نے

ہے دعا یہ راقمِ ہر ایک دولتخواہ کی
عمر ہووے خضر سی شاہِ سکندر جاہ کی

کیون نہ ہو حیرت زدہ آئینہ اُنکے عکس سے
یون جبین اُنکی ہی جیسے ہو دی طلعت ماہ کی

جتنے بندی جان و دل سی ہین در دولت کے آج
لطف سے کہیے اُن پہ یہ ہی عرض دو لتخواہ کی

برگزیدہ آپکو اُسنے کیا ہے لطف سے
ابتدا سے آپ پر دیکھی مدد اللہ کی

شکر کیجے اُسکا شادان کیون نہ دسی ہر گھڑی
حاجتین کین جسنے پوری بندۂ درگاہ کی

فیض ہے یون صاحب ادراک کی سائی تلے
پرورش پاتے ہین جون افلاک کی سائی تلے

تب اُسے معلوم ہوتی ہیگی قدر عافیت
دہوپ کا مارا جو بیٹھے تاک کی سائی تلے

پیٹ کا مارا پھرے ہی اسطرحسے در بدر
سگ شکاری دوڑی جون فتراک کی سائی تلے

سایۂ طوبےٰ سے بہتر جان اُسکی منزلت
سوئے ہے دہوپی سدا پوشاک کی سائی تلے

قدرت اُسکی دیکھکر شادان تو ہیگا شادمان
پھوٹتا ہے تخم ہر اک خاک کے سائی تلے

آرزو ہے بندہ پرور نامۂ و پیغام کی
کوئی تو صورت نکالو چین کی آرام کی

جیسے کھانا بی نمک ہو دی نہو دی کچھ مزہ
ذکر پیارے کا نہو جس بات مین کس کام کی

روٹھنے مین تیرے اور اپنی منانے مین صنم
رات تو یونہی کٹی ٹھہرے کہین اب جام کی

خوابِ غفلت مین پڑا سوتا ہی ہے رات دن
اے دوانی ہے خبر کچھ بھی تجھے انجام کی

دیکھیے آتا ہی وہ پیارا ہمارا کس گھڑی
صبح سے ہم دیکھتے ہین راہ ہر دم شام کی

بات ایسی کر کہ شادان نیکنامی مین ہو
ورنہ دنیا مین کوئی عزت نہین بدنام کی

رٹ لگی ہے مجکو پیاری ایک تیرے نام کی
بیخودی مین کب خبر ہوتی ہی صبح و شام کی

کس گھڑی آکر ملیگا وہ نہین معلوم کچھ
جستجو رہتی ہے میرے دل کو اُس گلفام کی

صورتِ آرام آوے کیونکہ بن تیرے نظر
رام ہونے سی ترے ہوتی ہی شکل آرام کی

روشنی پھیلی ہے جسکے دیکھنے سی چوطرف
آنکھ مین پھرتی ہے شکل اُس نازنین اندام کی

اسطرح خواہش تری شادان کو رہتی ہی مدام
جیسے خواہش ابر مین ہوتی ہی دورِ جام کی

یار اب روٹھا ہی اپنا کسطرح پر چایئے
جو سمجھتا ہی نہو دے کیا اُسے سمجھایئے

پنچ بالو نکا نہ نکلے عشق پیچان کی طرح
جو سُلجھتی ہی نہو دے بات کیا سُلجھایئے

ہے منزہ ذات اُسکی برتر از وہم و گمان
جو نظر آتا نہو کیونکر اُسے دکھلایئے

دوستو تمسے ہمارا کب سے یہ پیغام ہے
ڈھونڈتے ہین ہم جسے اُسکا نشان بتلایئے

شاد ہو کہتا ہے شادان اپنے دل کا مدعا
منتظر ہین آپکے ہم ٹک ادہر تو آیئے

دیکھنا تیرا نگہ کو باعثِ آرام ہے
دلمین مرے یاد تیری یار صبح و شام ہے

یاد تیری شاخِ دل کو سبز رکھے ہے مدام
بھول جائے جو کہ تجکو دلسے وہ گمنام ہے

بادۂ الفت سے یکسر کر دیا سرشار یون
جاگتے سوتے مری نظرون مین وہ گلفام ہے

دیکھنا تیرا تو مجکو جون ہلالِ عید ہے
بس سوا تیرے مجھے اب کیا کسی سے کام ہے

جو نہ سمجھے عاقبت کو غافل اُسکو جانیے
ہے وہی انسان جسے مدِ نظر انجام ہے

مرغِ دل جاکر پھنسے ہی دیکھو دانہ خال کا
زلف تیری دلفریبی کو میان اک دام ہے

کیا اثر ہی چشم مین شادان کو جو بیخود کیا
آنکھ کی گردش نہین ہے بلکہ دورِ جام ہی

ڈھونڈتے پھرتے ہو جسکو وہ تمہارے پاس ہے
گو نظر آتا نہین پر پھول مین جون باس ہے

بادِ صرصر سے بچائے شمع کو فانوس جون
ہو خدا جسکا نگہبان کیا اُسے وسواس ہے

جسکے سینے مین کدورت ہو نہین کچھ کام کا
صاف جو سینہ کہ ہو وی وہ بہ از الماس ہے

جو کہ ہے بندہ خدا کا اُسکا رتبہ ہے بلند
ہے بھلا اُسکا جہان مین جو کہ ہر کا داس ہے

غلام

اس جہان مین کیا کہون مین دوسرے کیا آسرا
مجکو تو پیارے فقط اک تیرے دم کی آس ہے

آیۂ لاتقنطوا پڑہکر سنا دے تو اُسے
جسکو اے شادان حصول مدعا کی یاس ہے

عاشقونکے دل لُبھانے کو یہ تیرا ناز ہے
جان بھی قربان ہوجاتی ہی وہ انداز ہے

دلفریبی مین عجب قدرت خدا نے دی تجھے
بات جو تیری زبان ہی سحر ہے اعجاز ہے

اُسکے سُننے سے خوشی عاشق کو ہوتی ہی مدام
بلبلونکی جو چمن مین صبحدم آواز ہے

دن خزان کے جا چکے تجکو مبارک عندلیب
ہر طرف گلشن مین پھولونکی بہار آغاز ہے

تم نہین سمجھے ہو کچھ اس رمز کو کیا رمز ہی
ناز جو کرتا ہے دل سے بت طناز ہے

سیکڑون ہین ماہ طلعت ہین ہزارون خوشجمال
ہمنے جسکو چُن لیا سب مین وہی ممتاز ہے

پائی شہرت اسلیے شادان ہماری نام نے
دل ہمارا بے دھڑک جو یار کا دمساز ہے

ہمنے تو ہر رنگ مین اے یار پہچانا تجھے
گو کسی قالب مین تو آیا مگر جانا تجھے

دیر کیون کرتا ہے ملنے مین خدا کیواسطے
ہر بہانے سے مرے گھر جا ہی آنا تجھے

تب تو کچھ تجکو بھی رحم آئیگا ایصاحبے
حال دل کا جب سناؤنگا مین افسانہ تجھے

پر تو خورشید پڑتا ہیگا نیک و بد پہ چون
فی الحقیقت ہین برابر خویش و بیگانہ تجھے

دیدۂ مجنون مین تھا جسطرح سے لیلی کا گھر
مردمک سا آنکھہ مین رکھتا ہی دیوانہ تجھے

تیری خواہش کیا ہی پیارے کیا ہی تیرا مدعا
ہر طرح منظور ہے شادان کو بہلانا تجھے

دل تڑپتا ہے مرا دلدار کب دیکھون تجھے
چین آوے دلکو میرے یار جب دیکھون تجھے

صبر کب آتا ہے عاشق کو جدائی مین تری
کل پہ مت رکھہ دل یہ چاہی ہی کہ اب دیکھون تجھے

لطف تب ہو ای ہلالِ عید تو جب بدر ہو
چہرہ تیرا کچھہ نظر آتا ہی سب دیکھون تجھے

روشنیِ چشم ہو جاوے دوبالا جسگھڑی
اختر دن مین جلوہ گر ایماہِ شب دیکھون تجھے

ہے بڑی امید مجکو اپنی چشمِ شوق سے
گرچہ تو پردہ مین ہی پر کیا عجب دیکھون تجھے

چاہتا ہون مین کہ ہو مجھپر نہ کچھ احسانِ غیر
با سبب ملتا ہی لیکن بی سبب دیکھون تجھے

یار سے اپنے یہی شادان کی ہی بس آرزو
خواب مین پہلو بہ پہلو لب بلب دیکھون تجھے

سیر کو چل باغ مین تو گل بھی ہی لالا بھی ہے
بلبلون مین ہر طرف نغمہ بھی ہی نالا بھی ہے

زلف ہی اسکی سیاہ اور کان مین بالا بھی ہے
فتنہ گر ہے چشم اور نسرین کا دونا لا بھی ہے

وہ بتِ طناز سو سو رنگ سے ہی جلوہ گر
دوش پر زنار ہے اور ہاتھ مین بالا بھی ہے

ہے وہ قادر اُسکی قدرت کا تماشا دیکھ لی
جسم پیدا کر کے اُسنے روح کو ڈالا بھی ہے

قابلِ نظارہ ہی اُس مہرِ طلعت کا بناؤ
زلف یون چہرے پہ ہی جون ماہ اور ہالا بھی ہے

جسطرح سے دیکھیے بھاتا ہی ہمکو چلبلا
نیند کا ماتا ہے تسپر شوخ متوالا بھی ہے

دیکھیے بنتی ہی کیونکر لا اُبالی شوخ سے
جو ہے دشمن جانکا اُس سی پڑا پالا بھی ہے

اسطرح کے روٹھنے اور چاہنی رہین نثار
روٹھنے والا بھی ہے اور چاہنے والا بھی ہے

شکر ہے شادان دکھائی یہ گھڑی اللہ نے
ہم ہین اور معشوق ہی شیشہ بھی ہے پیالہ[1] بھی ہی

کی خطا تو نے جو اُس پیار کی یاری چھوڑدی
نا سمجھ تھا چیز ہلکی لیکے بھاری چھوڑدی

ہم نہ کہتے تھے کہ جھوٹا عشق ہی اغیار کا
انتظاری کرتے تھے سو انتظاری چھوڑدی

گرچہ شکوہ پیشتر ہمکو بھی اُس سی تھا مگر
بر مین جب آیا صنم شکوہ گذاری چھوڑدی

دیکھکر بادِ بہاری پیچھے کرنے لگین
بلبلون نے اب چمن مین بیقراری چھوڑدی

نشۂ ظاہر پہ شادان کا کبھی دل تھا مگر
نشۂ الفت بڑھا تو بادہ خواری چھوڑدی

[1] پیالہ بروزن شوالہ ہے یعنی ہمین اور تو مخاطب نہین ہے مگر زیادتی تعظیم مین ان باتون پر نظر نہین کی جاتی ہے ۱۲

ہمسے جو کہتا ہی تو اے یار دامن چھوڑ دی
ہم بھی کہتے ہین کہ تو یہ مکر یہ فن چھوڑ دے

بازی دو بازیچہ مین کب تک مصروفی تری
جب ہوا تو پیر شہر ماکر لڑکپن چھوڑ دے

مردمک سا رکھہ اُسے آنکھو نکے اندر راتدن
اُس سوا کچھہ دیکھہ مست مژگان کی چلون چھوڑ دے

یوج اُس پیارے صنم کو ہی جو گھٹ گھٹ مین بہرا
اب پرستش سنگ کی تو ای برہمن چھوڑ دے

مکر سے کیا فائدہ رکھہ کام سچی بات سے
دلسے کر تو یاد اب ظاہر کی سُمرن چھوڑ دے

کہہ صبا شادان سی گر ہے شادمانی کی ہوس
دیکھہ وہ دستِ نگارین سیرِ گلشن چھوڑ دے

جو کہ ہے چالاک اور پیر اک دریا پار جاے
کب شمار اک بار کا ہے بلکہ سو سو بار جاے

ہٹ نہین چلتی کسو کی تیرے آگے ادمیان
شرط باندہے آی جو تجھسی وہ آخر ہار جاے

روز و شب آنکھو نکے آگے چاہتا ہو نہین اُسے
چین کب آتا ہے پہلو سی اگر دلدار جاے

یوسفِ مصری بھی آے بنکی تیرا مشتری
دھوم ہو جاے اگر تو بر سر بازار جاے

کین حاصل کچھ نہین ہی ہرزہ گردی کی سوا
کیون بہٹکتا ہی تو اکدر چھوڑ کر دو چار جاے

لطف حاصل ہو دو بالا پھر تو ای شادان تجھی
سیر کو جب یار سی مل جانبِ گلزار جاے

وہ جو روٹھا تھا ہمین اسکی خبر کرنی نہ تھی
کی خبر ناحق کوئی تدبیر اگر کرنی نہ تھی

یار کے جانیکا گر تجکو اشارہ تھا ملا
اطلاع آگے سے کیا بادِ سحر کرنی نہ تھی

کھیت چڑیان چگ گئین پچتاہی سے اب نفع کیا
اسکی کچھ تدبیر تجکو پیشتر کرنی نہ تھی؟

کیا کہین تقصیر کی کچھ شرح ہو سکتی نہین
کی تہی گر اکبار تو بارِ دگر کرنی نہ تھی

ہے تمہارا نام جب ستار و غفار و رحیم
کیا گنہگارونسے تمکو درگزر کرنی نہ تھی

دل مرا لیجا کی مجھسے اب یہ کرتا ہے سلوک
کیون چراتا ہی نظر پہلے نظر کرنی نہ تھی

عاشق ایسا جیسا شاداں ہی کہان ہی دہر مین
دلسے تمکو کچھ توجہ کیا ادھر کرنی نہ تھی

آہِ بلبل سے ہوا مین جب شرر اڑنے لگے
برگِ گل گلزار مین ایدہر اودہر اڑنے لگے

صبحدم دیکھا جو ہمنے ٹک اٹھا کر آنکھ کو
تیری گلشن کے طرف مرغِ سحر اڑنے لگے

تہنیت ہی کیا بہار آنیکی سینو دوستو
باغ مین پت جھڑ سے پتے مثلِ پر اڑنے لگے

موسمِ بارش مین پیدا ہو رہین سی یک بیک
سیکڑون پروار کیڑے در بدر اڑنے لگے

ابتو آبادی مین ہی بڑھکر گلستان سی بہار
مور گلشن سے نکل کر گھر بگھر اڑنے لگے

عاشقونکو دیکھ کر انکو بھی آیا ولولا
بلبلونکے غول ہر سو بیشتر اڑنے لگے

کب سند ہوتی ہے ایسی بات پیشِ عاقلان
باہنر کے سامنے کیا بی ہنر اڑنے لگے

فکر کرنے سے معانی لفظ کے آتے ہین ہاتھ
سنگ سے چقماق لگتے ہی شرار اڑنے لگے

شعر کے میدان مین آئین تو ہو تعریف بھی
بات ہی کیا اسپ شادان کی اگر اڑنے لگی

جب صبا گلشن مین جا غنچونکی عقدی وا کرے
چہچہے سو رنگ سے پھر بلبل شیدا کرے

لکھتے لکھتے تھک گئے سب اولیا اور انبیا
بیشمار اُسکی ہی قدرت کیا کوئی لیکھا کرے

قطرہ دریا کی جدائی سے کرے جب اضطراب
ابر رحمت قطرے کو اک آن مین دریا کرے

راہ ایسی چل کسیکا دو کھنا تجھپر نہو
جگ ہنسائی تو نکر جسکا کوئی چرچا کرے

اک پلک کے (الزام) بارنے مین دو جہان پیدا کیے
جسگھڑی خالق نے چاہا خلق کو پیدا کرے

گلبدن نازک بدن ہی چاہیے شادان تجھے
اپنے پیارے کو تو پیاری آنکھ سے دیکھا کرے

شمع جو روشن ہی محفلمین اُسیکا نور ہے
جسنے دیکھا آنکھ بھر اُسکو وہی مسرور ہے

موج ہے دریا مین لیکن مضطرب ہی جوش سے
ہی تری نزدیک جسکو ڈھونڈتا تو دور ہے

گر ندیکھا جلوۂ خورشید کسکا ہے قصور
پوچھتا ہے ہمسے کیا تو اُسکو جو مشہور ہے

پردہ دل کو اُٹھا کر دیکھ شادان بیحجاب
روشنی آنکھونکی تیری آنکھ سے مستور ہے

دل مرے غافل نہ زنہار اُسکی یاد سے
گر تو بھولا ہے سبق پڑھ لی کسی اُستاد سے

بادو باراں جون ہوا و حرص کرتے ہین خلل
چاہیے دیوار مستحکم اُٹھے بنیاد سے

سرو جو آزاد ہے سرسبز قدرت سے ہوا
گر فراغت چاہتا ہی سیکھ لے آزاد سے

بوالہوس تجکو اگر ہے عشقبازی کی ہوس
سیکھ لے تو یہ ہنر اے بے ہنر فرہاد سے

جسطرح فیل و نشان سے فوج کی ہوتی ہی شان
رونق گلشن ہے یون ہی سرو اور شمشاد سے

تو بھی کر لے نام روشن جیسے کسریٰ نے کیا
نامور ہوتا ہے عادل اپنے عدل و داد سے

جو کہا شادان سے اُسنے نقش کر دلپر رکھا
اب کہان ہوتا ہی باہر آپکے ارشاد سے

یاد کرتا ہون تجھے مین ہر گھڑی
بھولکر باتین سبھی چھوٹی بڑی

قیمت اُسکی ہی جواہر سے فزون
بات تیری ہیگی موتی کی لڑی

تھے جو نافرمان ہوی سب بے اعتبار
کیا جمائی تو نے مستی کی دھڑی

تیرے ملنے سے دوبالا حُسن ہے
خوشنما ہے گرچہ ساون کی جھڑی

چھوڑدی اُسنے لڑائی غیر سے
آنکھ جب شادان کی دلبر سے لڑی

دھیان رہتا ہی ترا اب ہر گھڑی
آنکھ رہتی ہے تری در سی لڑی

کسطرح مین رازِ دل تجھسے کہون
تجکو اپنی مجکو اپنی ہے پڑی

شوخ شوخی گرچہ تیرا کام ہے
پر نکر ملنے مین اتنی بھی اڑی

لعل مین آیا نظر نیلم کا رنگ
جب جمائی لب پہ مستی کی دھڑی

چھوڑمت شادان تو ملنا یار سے
گر لگی ہو خوب ساون کی جھڑی

راتدن مجکو تمہارا دھیان ہے
دلکو ملنے کی ہوس ہر آن ہے

ہی جوانی تیری دو دن کی بہار
کیون تجھے اسطرح کا ابھمان ہے

پردۂ غفلت کچھ ایسا ہے پڑا
غرہ
دل ہمارا جان کر انجان ہے

حضرتِ موسیٰ نہ لائی تاب جب
دید کا تیری کسے اوسان ہے

آنکھ مین گھر حسرتِ دیدار کا
دلمین ملنے کا تری ارمان ہے

جانتا ہے اسکو وہ بس مغتنم
کچھ جو شادان کو تری پہچان ہے

آجکی شب خوشنما ہے چاندنی
سیر کرلے باصفا ہی چاندنی

نور برسے ہے در و دیوار سے
ہان میان کیا بے بہا ہی چاندنی

دلربا کے ساتھ چلکر دیکھیے
بوستان مین دلربا ہے چاندنی

شاہِ اسکندر کا وہ روشن ہی نام
روبرو اُسکے تو کیا ہی چاندنی

ماہ سے ہے شاہ کا رتبہ دوچند
گھر مین اُسکے جا بجا ہی چاندنی

خوش رہے وہ خسرو خورشید رو
اس جہان کے بیچ تا ہی چاندنی

نور رخ ہے یار کا شادان شریک
اسطرح جو دلکشا ہے چاندنی

منتظر ہون کب ہی کب تم آؤ گی
چین جب ہوگا کہ جب تم آؤ گے

دلکو تسکین ہے مری اس بات سے
حسبِ وعدہ وقتِ شب تم آؤ گے

ظاہری باتون مین کیا ہی دلبری مین
ملتجی جب ہو کے تم آؤ گے

ہی یقین اسمین نہین مجکو گمان
دل ہی مضطر اس سبب تم آؤ گے

یار میرے تم پہ مین ہونگا نثار
سُبھ گھڑی جب باطرب تم آؤ گے

کہہ نہین سکتا ہے شادان یہ سخن
دل جو چاہے بے طلب تم آؤ گے

تک اوہر دیکھے تو کلفت دُور ہی ۔ ہو گذر اُسکا تو ظلمت نور ہے
بو چھپاؤ مشک کی چھپتی نہین ۔ عشق میرا کیا چھپے مشہور ہے
کوئی جا خالی نظر آتی نہین ۔ ہر مکان اُس ذات سے معمور ہے
اے دوانے یاد رکھہ اس بات کو ۔ بھولنا اُسکا نہین دستور ہے
جانتا ہے تو جو مخفی دل مین ہے ۔ عرض کرنے کا کہان مقدور ہے
کہنے اور سُننے کی یان حاجت نہین ۔ وہ ہی ہوگا جو تجھے منظور ہے

طفل یان کو دیکھ جون ہوتا ہے خوش
دیکھہ شاداں شاہ کو مسرور ہے

شہ کے گھر شورِ مبارک باد ہے ۔ عید آنے سے مرا دل شاد ہی
بھولتا کب ہی جو دل مین نقش ہو ۔ بانکپن تیرا وہ ہمکو یاد ہے
علم ہر اک بات کا ہیگا اُسے ۔ فن مین ہر اک چیز کے اُستاد ہی
شاہِ اسکندر تمامی خلق پر ۔ ہے مسلم جو ترا ارشاد ہی
عیدِ قربان مین عدو قربان ہوے ۔ ملک اُسکی ذات سے آباد ہی
پرورش کرتا ہے جو مخلوق کی ۔ حق تعالی کی اُسے امداد ہی

غیب سے آتی ہے ای شادان ندا
اُسکی قائم تا ابد بنیاد ہے

ڈھونڈتے ہو جسکو تم وہ پاس ہے
پھول مین جیسی کہ پنہان باس ہے

بھول مت اُسکو جو بندہ ہو ترا
دیکھ پیارے ہمکو تیری آس ہے

تو نہ روٹھے دیکھکر کوئی قصور
راتدن ہمکو یہی وسواس ہے

گر قرن گزرے شمار اُسکا نکر
وصل جسمین ہو وہ خوشتر پاس ہے

چاندنی پرتو سے جسکے ہی خجل
چاند سے بازو پہ وہ الماس ہے

کیا کہین نالہ نکرنے کا سبب
تیرے نازک دل کا ہمکو پاس ہے

جسکو کہتے ہینگے شادان گھر بگھر
ہے یہی مشہور تیرا داس ہے

راتدن بستا ہمارے پاس ہی
ہم اگر گل ہین تو وہ جون باس ہی

ہر زمان شادان کو اُس ہی آس ہے
وہ نگہبان ہی تو کیا وسواس ہی

یاد مین رہ اُسکی بے کھٹکے سدا
ڈر نہین اُسکو جو اُسکا داس ہی

گفتگو ہے راست مرد خاص کی
سُن نہ جو قول عوام الناس ہی

ہو کی جس شب بادلہ پوش آئی یار
چاندنی پھر تختۂ الماس ہے

دُور ہووے یہ جدائی یار کی
ایک پل حق مین ہماری باس ہے

اے نجومی سُبھگھڑی لاگی لگن
یار کی شادان سے ملنی راس ہی

چاہتا ہون دلسے پیاری تجھی
حرزِ جان کر رکھون آری مین تجھے

تیری بُو سے ہونگا جب مسرور مین
گُل چمنمین دونگا ساری مین تجھے

ٹک بھی تو نے تو نہ دیکھا اسطرف
کب سے کرتا ہون اشاری مین تجھے

وارنیکے واسطے مثلِ سپند
نذر دیتا ہون ستارے مین تجھے

دلمین جو پوشیدہ ہی راز و نیاز
سُن کہونگا کچھ کنارے مین تجھے

اتنا ترساتا ہے کیون شادان کو تو
کہہ رہا ہون آرے آرے مین تجھے

دوسرے سے اب مجھے کیا کام ہے
تیرے قدمونکے تلے آرام ہی

خواہ تو لے خواہ مجکو دی میان
تیرے میرے درمیان اک حجاب ہی

ہو کھٹک جیسے کسی کی آنکھ مین
دہیان تیرا دلکو صبح و شام ہی

جسکی بُو سے ہی معطر سب جہان
میرے برمین تو وہی گلفام ہی

سینہ صافی سے تجھی کہتا ہون نہین
کندہ لوحِ دل پہ تیرا نام ہی

انتظاری مین نہ رکھ اتنا مجھے
میرا دلبر سے یہی پیغام ہی

واچھڑے کہتا ہے شادان دیکھکر
زلف تیری عاشقون کا دام ہی

میٹھی باتین کرلے اپنے یار سے
مین تجھے کہتا ہون سن لے پیار سے

دوسرے لیسے کیا تجھے اب کام ہی
کام رکھ تو اپنے اک دلدار سے

دیکھیے اب کسطرح ہووی نباہ
ہے مجھے پالا پڑا عیار سے

دیکھنا اُسکا مجھے گلزار ہے
کام کیا ہے اب مجھے گلزار سے

زاہدو آجائے جب ماہِ صیام
ڈرتے رہیے مست اور سرشار سے

خوابِ غفلت مین نہ اتنا پڑا
تجکو صحبت چاہیے ہشیار سے

اپنی اُلجھن تجھ سے شادان کیا کہون
دل ہے اُلجھا طرۂ طرار سے

یار میرے نہین اب چین ہمین بن تیرے
کیا کرین کس سے کہین رنج والم مین گھیرے

کیا ترے گھر مین کمی ہیگی کسی باتکی یار
کیون تو ترساتا ہی اب دینے مین کچھ تو دیر ے

کچھ نظر کر نہ بد اعمالی و بد حالی پر
چاہتے ہین تجھے ہم آ تو ہماری دیر ے

قدر کیا تیری ہو شادان وہ بڑی ہی سرکار
چاہنے والے تجھ ایسے ہین وہان بہتیر ے

منتظر مین ترے ملنے کا ہون صاحب میرے
تیرے کو چین کیا کرتا ہون سو سو پھیر ے

ملتا ہے جسپہ کرم کرتا ہے تو گھر بیٹھے
یون تو سنیاسی تجھے ڈھونڈتے ہین بہتیر ے

جسطرح تار نظر ہووے نظر سے پنہان
تجکو مین ڈھونڈتا ہون تو تو ہی میری نیر ے

اک نظر دیکھ کہ اس بحر سے ہو بیڑا پار
بیطرح دلکو مرے حرص و ہوا ہین گھیر ے

بندگی چاہیے بندیکو بلا عذر مدام
تو ہین سمجھے نہ سمجھی ہین مگر ہم تیر ے

بھول مت بہر خدا دلسے کبھو شادان کو
تو جو صاحب ہی تو ہم دلسے ہین تیری چیر ے

مہر طلعت ہی وہ پردے مین کہین چھپتا ہی
سو طرحسے بھی چھپاؤ تو نہین چھپتا ہے

عیب پردی مین جو ہو پردہ دری ہوتی ہے
تخم بویا تو کہین زیر زمین چھپتا ہے

گو سیاہی مین ڈبو دیجیے اُسکو لیکن
منقلب ہووی تو کب نقش نگین چھپتا ہے

ابر کے پردی مین گر اُسکو چھپا دیجے مگر
ماہ کا جلوہ نہین ماہ جبین چھپتا ہے

شب دیجور کہان روشنی روز کہان
کفر چھپتا ہی چھپائے سی نہ دین چھپتا ہے

پردہ نسوان ہی کی خاطر ہی نہ کچھ تیری لیے
تو نہ چھپ جیسے کوئی پردہ نشین چھپتا ہے

ہے یہی اُسکے چھپانیکا ٹھکانا شادان
اپنے دل مین جو چھپاؤ یہ یقین چھپتا ہے

تجھ سوا اور کوئی کس کو یہان بھاتا ہی
مثل خورشید مجھے تو ہی نظر آتا ہے

آنکھ پھڑکے ہی مری آج سحر سے ہمدم
کہین تو نے بھی سُنا یار مرا آتا ہے

جب کہ بے پردہ نکلتا ہے اجی ماہ مرا
ابر مین چھپتا ہے خورشید یہ شرماتا ہے

مزرع آخرت اسوا سطے دنیا کو کہا
جو کہ دیتا ہے یہان وہ ہی وہان پاتا ہے

اُسکے فرمان سی باہر ہے کوئی ای شادان
وہ ہی ہوتا ہے بہر طور جو فرماتا ہے

کہہ اُنہین پہنچے ہین منزل کو جو منزل والے
شیر میدان کے جو ہوتی ہین وہ ہین دل والے

ہم تو مشتاق ترے دیکھنی کی ہین کب سے
تک ٹھہر کر تو ادہر دیکھہ لے محمل والے

جو کہ دریا مین پڑے ہینگے اُنہین ہیگا خوف
کب تجھی فکر ہی گرداب کی ساحل والے

ہمتو ہین صاف مریجان تجھے کہتے ہین
دلمین کچھ میل کا شک ہو تو قسم کہلوا لے

واچھڑی تیری نزاکت کی کرون کیا تعریف
خط اُٹھاتے ہین تجھی دیکھہ کی محفل والے

دیکھہ پروانے سی گرتے ہین ہزارون عاشق
دانۂ دام ہے عارض پہ تری تل والے

بلبل اتنا تو نکر شور چمن کے اندر
چاک دامن ہی جو اب گل کا اُسی سلوا لے

ہے یہ دنیا کا مزہ اُسکو اگر تو سمجھے
کھالے کچھ آپ بھی اور دوسرونکو کھلوا لے

ہی مناجات یہ شادان کی تو کردی آسان
تیرے دروازی پہ آجائین جو مشکل والے

ہوش مین آدلِ نادان مری غافل کیون ہے
چھوڑدی جہل میان اتنا بھی جاہل کیون ہی

احولی چھوڑ اُسے دیکھہ کہ ہے ایک ہی
یار کو چھوڑ کے تو غیر کا مائل کیون ہی

ہے وہ داتا اُسے دینا نہین کچھ بھی مشکل
بن تری مانگے ہی دیتا ہی تو سائل کیون ہی

خوے بد طبع سی تیری نہین جاتی ہی رقیب
یار کے ملنے مین تو شک سے حائل کیون ہی

دیکھنا کام ہے شادان کلِ خ جانان کو
آئنہ یار کے چہرے سی مقابل کیون ہی

ہین جو غفلت مین اُٹھا آنکھ سی یارب پردے
کچھ تو کر رحم کہ کہلاتے ہین تیرے بردی

مانگنا تجھسے ہی کیا شرم کہ تو داتا ہے
کام جتنے ہین جہان مین وہ ہماری کر دے

اجر محنت کا خداوند کے ہی ہاتھون مین
غوطے کھاتے ہین جو دریا مین انہین گوہر دے

یتری درگاہ کو اب چھوڑ کے مین جاؤن کہان
لطف سے مُنہ پہ مری کھول تو اپنا در دے

ناز رکھتا ہے تری لطف پہ ہر دم شادان
یا خدا گوہر مقصود سے دامن بھر دے

کون کہتا ہے کہ دامانِ سحر پھیلا ہے
نورِ محبوب جدھر دیکھو اُدھر پھیلا ہے

دیکھہ قدرت کا تماشا جو بصیرت ہو تجھے
کفِ گلزار مین سو رنگ سے زر پھیلا ہے

شمع کا نور بڑھا بزم مین گُل لینے سے
شاخ ہونے سے قلم خوب شجر پھیلا ہے

کام صیاد کا کرتی ہے تری چشمِ سیاہ
صید ہو کیونکہ نہ دل دامِ نظر پھیلا ہے

حمد کر اُسکی جو ہے ارض و سما کا مالک
اُسکے پرتو ہی سے یہ نورِ قمر پھیلا ہے

شاد ہوتا ہی جسے دیکھہ کے ہر دم شادان
فیض اُسکا ہے کہ اُدھر سے اِدھر پھیلا ہی

تو ہی داتا ہے تو ہم مانگین بھلا جا کس سے
اپنی فریاد کرین اے مرے داتا کس سے

تجھ سوا کون غریبون کی ہی سُننے والا
چھوڑ تجکو کہون احوالِ دل اپنا کس سے

سو طرح سے اُسے پر جاؤن مچل جاتا ہی
وہ تو سُنتا ہی نہین پہر مین کہون آکس سے

کور کے سامنے سو نقش ہون کیا حاصل ہی
گر نہ دیکھا ہو کہین حالِ تماشا کس سے

تو ہی شادان کا ہے والی مری صاحب سُن لی
بن ترے جا کے کہے دلکی تمنا کس سے

گیان اور دھیان ترا شام و سحر رہتا ہے
جیسے گودنا ہوا رشتی مین گہر رہتا ہے

آنکھ سے نیند بھی راتونکو اُچٹ جاتی ہی
دلمین کھٹکا جو ترا آٹھ پہر رہتا ہے

تیری باتین نہین کم سحر سے اے فتنہ سرشت
دلمین ہر بات کا برسون ہی اثر رہتا ہے

ہر مہینے مین تو اک روز ہو تو جلوہ نما
منتظر تیرا سہ چرخ قمر رہتا ہے

پردہ دلمین ترا عشق چھپا ہے ایسا
جسطرح سنگ مین پوشیدہ شرر رہتا ہے

چشمِ بد سے رکھی محفوظ خدا اے حاسد
اُسکو رہنے دے مری برمین اگر رہتا ہے

تیرے ملنے کی تمنا ہی رہی شادان کو
ڈھونڈتا ہے وہ تجھے یار کدھر رہتا ہے

جو کہ پھیکا ہو سخن اُسکو نمک سے بھر دے
مے گلگون مین مزہ لیکے گزک سی بھر دے

برق کی طرح سے کیون آکے نکلجاتا ہے
چشمِ عاشق کو میان اپنی جھلک سے بھر دے

درد سر دیکھکے کتنون ہی کا مٹجائے گا
اپنے ماتھے کو تو جو وقت تلک سی بھر دے

ترچھی نظرون سے سدا تیری طرف دیکھو ہی
چشم بدبین کو تو اب خار و خسک سی بھر دے

خلق سے ہوتی ہی بہتر بھی کوئی چیز کہین
جسجگہ جائی تو مجلس کو مہک سے بھر دے

ایسی باتون کی نصیحت مین تجھی کرتا ہون
خاطر غیر کو زنہار نہ شک سے بھر دے

گر تجھے حق نے کیا ہیگا میان دار و غہ
پیٹ ہر ایک گرسنہ کا چشک سے بھر دے

دیکھہ صاحب کی تو یہ صاحبی اور ہو شادان
کس مین طاقت ہی زمین کو جو فلک سی بھر دے

آنکھہ یون بیٹھہ کے ظالم پس چلون مارے
تیر جیسی کہ صف جنگ مین ارجن مارے

پنکھڑی پھول سی ہنس ہنس کی جدا ہو جائے
گلبدن سیر گلستان مین جو دامن مارے

کچھ بھی چلتا ہی بھلا کام میان ایسی جگہ
جاے نیزہ کوئی نادان جو سوزن مارے

دل مرا ایک گھڑی تو بھی کہین نچلا بیٹھہ
دیکھہ جنگل مین کوئی بیٹھا ہی آسن مارے

تو نہ پھر تجکو نہ کچھہ پھر نیسے ہوگا حاصل
دربدر جیسے کہ پھرتا ہے برہمن مارے

بات آسان نہین کہتا ہی جو تو اے شادان
خواہش دل وہین بر آے اگر من مارے

ایسی غافل وہ پری ہی کہ ہو جون مدہ ماتی
کیا کرون مجھسے کوئی بات نہین بن آتی

ہے مثل جسکو پیا چاہی سُہاگن ہی وہی
بات ہے وہ ہی جو ای یار تجھی ہی بھاتی

آنکھ سے نیند اچٹ جائی اُچھلنے لگی دل
چین کب آئے یہ سنکر وہ پری ہے آتی

گر ملے یار تپش دلکی ابھی مٹ جائے
فرقتِ یار سے دھڑکے ہی ہماری چھاتی

حال اپنا جو اُسے ہمنے لکھا ہی شادان
لیکے پہونچاوے کوئی اُسکو ہماری پاتی

راست کہتا ہون سُن ای یار حقیقت یون ہے
گر ہی چھوڑ کے چل راہ طریقت یون ہے

شورِ بلبل کی اُسے تاب نہین آتی ہے
ہنس کے غنچے نے کہا گل کی نزاکت یون ہے

منزلِ عشق مین حیرانی عاشق مت پوچھ
مثل آئینہ ہے حیرت زدہ حیرت یون ہے

جسطرح لیلی و مجنون مین کسی وقت مین تھی
ہمسے اور یار سے اب کہتے ہین الفت یون ہے

سُن مرے یار محبت کا طریقہ مجھ سے
بھول مت دلسے اُسے شرطِ محبت یون ہے

سائی کی طرح لگا رہ تو قدم سے اُسکے
دامن اُسکا نہ کبھو چھوڑ رفاقت یون ہے

کیون فراموش تو کرتا ہی اُسے ای شادان
تجکو بھولا نہ کبھی یار کی چاہت یون ہے

مجکو تو آس لگی رہتی ہی پیارے تیری
بن ترے کہہ تو بھلا کون خبر لے میری

ہر گھڑی دھیان مرا تجھ سے بندھا رہتا ہی
دیکھنے سی ترے کسطرح مجھے ہو سیری

ہار تو ایسے ہین لے کوئی گلے مین ڈالے
پر تری سیج کے لائق ہی گلون کی ڈھیری

کہین ہلجائین اکیلے جو مجھے وہ شادان
پاؤن پر گر کے خوشامد مین کرون بہتیری

مجھسے کب آکے ملیگا تو پیاری میرے
منتظر ہون ترا ای راج دولاری میرے

باعثِ روشنیِ خانہ کہون کیون نہ تجھے
گھر مین آنے سی ترے چمکے ستاری میرے

تیرا ملنا ہی میان دلکی مری ہیگی مراد
یہی مطلب ہی یہی کام ہین ساری میرے

رنگِ گُل گُل سی ہو باہر یہ کہان ممکن ہے
کوئی کیا جانے جو ہین راز تمہاری میرے

آپکے آنے سی کیونکر نہ خوشی ہو مجکو
گھر مین آئے ہو میان بہولکی باری میرے

پروریش کیون نہ کرے بندی کی بندہ پرور
کاج جتنے تھے وہ سب اُسنے سنواری میرے

اسلیے تیرے ہی دروازی پڑا ہی شادان
جانتا ہے کہ تو سمجھے ہی اشارے میرے

کیون میان جھوٹری ہی سچ کہہ تو ملاقات مری
کیا تجھی بھاتی نہین ہیگی کوئی بات مری

آزمایا اسے سو طرح سے کچھ جھوٹ نہین — تو جو کہتا ہے کہ تجھ پر ہی عنایات مری

طفلِ مکتب سا دبستان مین ترے پڑھتا ہون — کیا ترے سامنے چلتی ہی کرامات مری

صبح اور شام ترا نام لیا کرتا ہون — کبھو مقبول تو ہوئیگی مناجات مری

سوچ رہتا ہے اسی بات کا اب کیا کیجے — کارِ دنیا مین عبث کٹتی ہی اوقات مری

تم بن اب ایک گھڑی چین نہین ہی مجکو — عرض سُن لیجیو اے قبلۂ حاجات مری

دلسے شادان کی کوئی پوچھ لے لذت اُسکی
خوب کٹتی ہے جو ملتا ہی صنم رات مری

مثلِ نوروز خوشی سے تجھے ہر روز رہے — دست بستہ تری درگاہ مین نوروز رہے

جیسے خورشید کا ہو نور فلک پر روشن — کوکبِ بخت ہمیشہ ترا فیروز رہے

نعمتِ ہر دو جہان ہووے میسر تجکو — عیش و عشرت سے تری بزم دل افروز رہے

علم اور فضل مین ثانی نہو کوئی تیرا — گوارسطوے زمان ہو سبق آموز رہے

نیزہ بردار ہو خورشید سپر دار ہو ماہ — جو ملازم ہو ترے کام پہ دلسوز رہے

سرنگون در پہ رہین تیرے جہانکے سرکش — تنِ اعدا پہ ترا تیر جگر دوز رہے

جشن و محفل کو تری دیکھ کے شادان کیطرح — مہر کو ہے یہ تمنا مشرف اندوز رہے

تجھ بن اے یار مری کچھ نہین بھاتا ہی مجھے
یاد رکھتا ہون تری کیون تو بھلاتا ہی مجھے

بن ترے حکم کے اک برگ نہین ہلتا ہی
مین وہان بیٹھون ہون جسجا تو بٹھاتا ہی مجھے

جلوۂ یار بصد رنگ جو چھایا ہے یہان
جسطرف دیکھون مین وہی نظر آتا ہی مجھے

واچھڑے یار مری کیا ہی تو ہے افسونگر
دل مرا لینے کو سو طرح لبھاتا ہے مجھے

دل مرا چاہے ہی بے پردہ تجھی دیکھون مین
چھپ کے پردی مین تو کیون جلوہ دکھاتا ہی مجھے

مجھ مین کیا بات ہے مجکو جو رجھاتا کوئی
تیرے قربان مری یار رجھاتا ہے مجھے

شکر کیونکر نہ کرون اُسکا زبان سی شادان
اپنی ہی یاد مین ہر صبح اُٹھاتا ہے مجھے

تجکو جو بھول گئے ہم یہ بڑی بھول پڑی
آنکھ تجھ سے نہ لڑی دوسرے جا کی لڑی

جیسے ہٹ کر کے ہٹیلا کوئی جاتا ہی مچل
یار ملنے مین تو اب مجھسی نکراتی اڑی

تہاہ اسکی بھی نہین ملتی ہے دریا کیطرح
بات تیری یہ مسلسل ہی کہ موتی کی لڑی

مدتین ہوگئین اب تک ہی اُسکی اُمید
تیرا ملنا جو ہوا تھی وہ عجب نیک گھڑی

پاؤن اندازے سی باہر نہین رکھنا لازم
بات ایسی نکراے یار جو ہو حد سے بڑی

یار ہمراہ جو ہو سیر گل و گلشن مین
خوشنما لگتی ہی شادان مجھی ساون کی جھڑی

رات جسوقت کہ جاتی ہے سحر ہوتی ہے
تمکو اے غافلو اُسوقت خبر ہوتی ہے

خطِ موہوم اسے کہیے تو بالکل ہی صحیح
دیکھو ایسی کہین باریک کمر ہوتی ہے

سبکی نظرون مین بھلی لگتی ہی ای جانِ جہان
تجکو جو چیز کہ منظورِ نظر ہوتی ہے

دن وہ شادان کا گزرتا ہے بڑی عیش کی ساتھ
یاد مین تیری کبھی صبح اگر ہوتی ہے

چھوڑکر ہمکو میان ایسے کہان جا بیٹھے
ہم بھی پہنچین گے وہان تم ہو جہان جا بیٹھے

روز پہلو مرا آباد کیا کرتے تھے
آج کیون روٹھ کے تم ہمسے وہان جا بیٹھے

ہم تمہین ڈھونڈتے پھرتے ہین ادہر اور اُدہر
خوب تم پردی مین بے شان گمان جا بیٹھے

ہم تو روتے ہین یہان تمکو بھلا لازم تھا
کہ تماشے کو لبِ آبِ روان جا بیٹھے

قابلِ دید ہے شوریدہ سری شادان کی
بے محابانہ سرِ کوے بتان جا بیٹھے

شب جو روٹھے رہے کچھ بات نہونے پائی
چاہیے جیسی ملاقات نہونے پائی

اسکو کہتے ہین کرم اور محبت دل کی
شام ہی آن ملے رات نہونے پائی

سبکی شبنم سے ہوئی سبز زراعت ساری
گو کہ اس سال مین برسات نہونے پائی

ایسے صاحب کی ثنا کیونکہ زبان سے کیجے
بخشے سب جرم مکافات نہونے پائی

بیخودی چھا گئی مجھپر تو خوشی کے مارے
کچھ میان تیری مدارات نہونے پائی

اُسکی دزدیدہ نظر دیکھہ کے دل تھام لیا
کیا بچایا ہے کوئی گھات نہونے پائی

ہاتھہ اُسکے رہی شطرنج جہان کی بازی
چال ایسی وہ چلا بات نہونے پائی

وصلِ محبوب کے دن ختم ہوئے اے شادان
ہے یہ افسوس کہ برسات نہونے پائی

دلِ مشتاق کو دہیان آٹھ پہر اُسکا ہے
دیر کیون کرتا ہے آنی مین یہ گھر اُسکا ہے

کب تلک لہو و لعب مین تو رہیگا غافل
یاد کر دلسے خدا کی تو اگر اُسکا ہے

مجکو اللہ نے ہمچشمون مین سرسبز کیا
تخم الفت کا جو بویا تھا ثمر اُسکا ہے

چشمِ مخمورِ صنم نشہ عجب رکھتی ہے
اُڑ گئے ہوش ہمارے یہ اثر اُسکا ہے

ہر طرف کسلیے بھٹکے ہی مثالِ سیماب
دیکھہ دل کو کہ اسی گھر مین گزر اُسکا ہے

کر پرستش اُسی خورشید کی دلسے شادان
سنگ جو لعل ہوا فیضِ نظر اُسکا ہے

نا امیدی مین اُمید اُسکی ہے
ہے جو امید نو امید اُسکی ہے

ہے وہ شیرین سخنی مین ممتاز
سُنلے جو گفت و شنید اُسکی ہی

عشق گر چاہے تو دل اُس سے لگا
دید گر چاہے تو دید اُسکی ہے

بار گردن پہ اندہیری راتین
پہونچین کیا راہ بعید اُسکی ہے

ایسا بازار کہان پائے گا
دلسے بیجا کہ خرید اُسکی ہے

کوئی مشکل جو پڑے اُس سے کہہ
دربستہ کو کلید اُسکی ہے

چل ملاقات کو اُسکی شادان
آج تو عید سعید اُسکی ہے

اُسکی قدرت کا بیان کیا کیجے
انت کسطرح سے اُسکا لیجے

جز تمہارے نہین مقصد کچھ اور
تمسے جو مانگتے ہین سو دیجے

قطرہ قطرے سے کہان سیری ہو
اسطرح دیجے کہ دنیا بھیجے

ابر چھایا ہے مزے کا ہی سمان
ہاتھ سے میری پہ ساغر پیجے

چاہیے نام پہ اُسکے شادان
جان و مال اپنا تصدق کیجے

مجھے غیر سے یار کیا کام ہے
ترے ذکر سے دلکو آرام ہی

یہی شغل بہتر ہے ہر شغل سے
مجھے وردِ لب جو ترا نام ہے

اسی مین گزرتی ہے خوش زندگی
ترا دھیان از صبح تا شام ہے

ذرا صبر کر تو نہو بیقرار
یہ اُس یار کا ہمسے پیغام ہے

پیو شوق سے تم کہ دل شاد ہو
بھرا مے سے ہمنے جو جام ہے

کئی دن سے دیتا ہی ہمکو فریب
غلط ہے تجھے کونسا کام ہے

معطر ہے خوشبو سے سارا جہان
ترے برین شادان وہ گلفام ہے

بحکمِ خدا خوب برسے کا پانی
رہیگی نہ باقی یہ جو ہے گرانی

کرم سے وہ برسائیگا خوب پانی
کہ پانی سے خلقت کی ہی زندگانی

جو دورِ فلک مین نظر کر کے دیکھا
نہین کوئی شاہِ سکندر کا ثانی

جدھر دیکھو سبزہ ہی اور آبجو ہے
یہ رُت ہیگی برسات کی کیا سُہانی

بچھایا ہی خوانِ کرم اُسنے ایسا
کہ کرتا ہی ہر ایک کی میہمانی

رؤف و رحیم اُسکا ہی نام بیشک
کرے کیون نہ مخلوق پر مہربانی

یہی عرض کرنے کا موقع ہی شادان
تو کہہ اپنے صاحب سے دردِ نہانی

جو سمجھا تجھے وہ ہی ہشیار ہے
وگرنہ ہر اک مست و سرشار ہے

سبھی چاہنے والے اُسکے ہین لیک
ہمارا وہی ایک دلدار ہے

جو غافل ہین آنکھین وہ آنکھین نہین
وہی آنکھ ہے جو کہ بیدار ہے

ملیگی اُسیکو یہ جنسِ گران
جو دل سے صنم کا خریدار ہے

اِسے آپ پہچانتے کیا نہین
یہ شادان تمہارا گنہگار ہے

گر فائدہ تو چاہے خدمت فقیر کی ہی
اور دوسرو نسے بہتر صحبت امیر کی ہے

دیکھے جو ماہِ گردون ہو جاے وہ بھی مفتون
وہ روشنی ہمارے بدرِ منیر کی ہے

کر یاد یار کی تو یہ بات کان مین رکھ
کہتے ہین تجھ سے اب ہم جو پند پیر کی ہے

ہان چھوڑ کجروی کو تا ہو نشانہ پورا
چل راہِ راست پر تو خصلت جو تیر کی ہے

جو ہی فقیر اُسکا اُسکی نظر مین شادان
تختِ شہی سے بڑھکر عزت حصیر کی ہے

کس حال مین کٹی ہے کیا پوچھتے ہو ہمسی
ہے آسرا ہمین تو پیاری تمہاری دم سے

قانوس کی طرح سے ہے کالبد ہمارا
دنرات لو لگی ہی اک شمعرو صنم سے

چھوڑونگا مین نہ اُسکو جبتک کہ دم مین دم ہے
سر میرا لگ رہا ہے اُس یار کی قدم سے

ہے یہ یقین مجکو دادار داد گستر
بخشیگا جرم میرا سب اپنی ہی کرم سے

قربان اُسکے دلسے ہم کسطرح نجائین
پالے ہی یار ہمکو سو ناز اور نعم سے

دیکھا نہ کوئی سلطان تمساشہ سکندر
برتر تمہارا رتبہ ہے کیقباد و جم سے

درگاہ کبریا مین شادان کی یہ دعا ہے
قائم رہی یہ سلطان تخت جاہ اور حشم سے

اے مایہ نشاط و آرام و کامرانی
سُنتا جو تو تو کہتے اپنی بہی ہم کہانی

کیونکر ہو چین ہمکو فرقت مین اُسکی ہمدم
کب آنکر ملیگا ہمسے ہمارا جانی

اے مہربان عالم ادنے ہین تیری بندے
کر حال پر ہمارے تک ابتو مہربانی

عاشق کا حال تیری اب رحم کر ہے قابل
تو جاکے اُس سی کہیو قاصد یہی زبانی

کیا منہ ہی پھر کسیکا جو دید کا ہو خواہان
موسلی کو جب سنائی وہ یار لن ترانی

تیری غزل یہ سنکر کہتے ہین سب سخنور
اچھی زمین ہی شادان کر اسمین فکر ثانی

ہر چند تو چھپا ہی پردے مین یار جانی
کرتے ہین تو بہی عاشق نظارۂ نہانی

پُتلی کی طرح تجکو رکھون نہ آنکھ مین کیون
تیرے ہی دیکھنے سی ہے میری زندگانی

ہے نفس شوم ایسا جیسی کہ گرگ ہووے
ہووی ہے گرگ سے کب گلی کی پاسبانی

جو رنگ مین تمہارے دلسی رنگی ہوئی ہین
ہوتی ہے اُنپہ ہر دم تائید آسمانی

اُسکو نہ ہاتھ سے کھو جو کچھ کہ حال اب ہے
آتا ہی پھر کے اب کیا وہ عالم جوانی

شادان تو شاد ہو کر تعریف مین صنم کی
کہہ تیسری غزل بھی اب چھوڑ قصہ خوانی

تیرا مکان کہان ہے ای یار لامکانی
پایا نشان نہ ہمنے ہر چند خاک چھانی

ملتا ہے بھید تیرا اے یار کب کسیکو
مشکل سے بھی ہی مشکل کچھ تیری بات پانی

گرچہ بہت بُرا ہون پر دلسی مین ترا ہون
در پر ترے پڑا ہون رکھ لی تو میری بانی

بے مثل و بیچگون ہی بیچون و بی نمو ہے
تصویر کہینچنے مین مانی ہے عجز مانی

غوطے ہزار کھائے دریا مین کولی لیکن
آتا ہے ہاتھ کسکے یہ گوہر معانی

کب آنکر ملوگے اے دلربا ہمارے
شادان کو ہوگی حاصل کسروز شادمانی

غفلت مین کیون پڑا ہے تو آرام کے لیے
آیا ہی اس جہان مین کس کام کے لیے

بیواسطہ پہونچ ہو کسیکی نہ یار تک
زینے کی احتیاج ہو جون بام کے لیے

گر شب نہووے روز کو کب منزلت ملی
رکھتا ہے حسن روی سحر شام کے لیے

صحنِ چمن سے تحفہ کوئی ساتھ لیچلون
کچھ پھول توڑلون بتِ گلفام کے لیے

کسطرح صبح و شام نہ بھجتا رہے تجھے
شادان جنم لیا ہے ترے نام کے لیے

جب سے کہ پڑگئی ہے ہمپر نظر کسیکی
بیخود ہوئے ہین ایسے کب ہی خبر کسیکی

شاید کہ یاد کوئی کرتا ہے دلسے ہمکو
رہتی ہے یاد ہمکو شام و سحر کسیکی

چین آئیگا نہ دنکو نیند آئیگی نہ شب کو
کچھ تو سُنے گا پیارے باتین اگر کسیکی

بے آبجن ہو ماہی دریا کی جستجو مین
خواہش ہمارے دلمین ہی اسقدر کسیکی

خلقت کہے نہ تجکو اے یار ہمپروست
رکھنا ہی چاہیے اب خاطر تو ہر کسیکی

کچھ شک نہین ہی شادان یہ بات ہی مقرر
ہوجاے گی کبھو تو ہمپر نظر کسیکی

کیون ناز ہر کسیکا جہان مین اُٹھایئے
جی اپنا جسکو چاہے دل اُس سے لگایئے

ہونے کو یون بہت سے طرحدار ہین مگر
جو بیچھتا ہوا پنے سے اُسکو جھایئے

در پردہ کب تلک یہ رہیگی فسونگری
مشتاق ہین جمال کے صورت دکھایئے

معشوق وہ ہٹیلا ہے ہٹ سے بھرا ہوا
روٹھے جو بار بار تو کیونکر منایئے

احباب سے یہ رہتی ہے شادان کی التجا
معشوق کو ہمارے بہر طور لایئے

یون چاہتا ہون سینے سے سینہ لگا رہے
انگشتری مین جیسے نگینہ لگا رہے

رکھہ تو بھی اپنے یار سے اسطرح اتفاق
دریا کے ساتھہ جیسے سفینہ لگا رہے

جیسے کہ خار گل سے نہ ہووے کبھی جدا
دامن سے آپکے یہ کمینہ لگا رہے

بیوقت رائگان تو نکرا اے خزینہ دار
کام آوے وقت پر جو خزینہ لگا رہے

گستاخ ہو کے یار سے شادان نے یہ کہا
پہلو سے پہلو[1] سینہ سے سینہ لگا رہے

[1] پہلو کا اور گرانے سے ایطا عیب ہوا بجہتے ہین اس لیے کہ فارسی کا لفظ ہے ۱۲

جسوقت مین کہ مہر و مہ آسمان نتھے
تنہا حسن و عشق گویہ زمین و زمان نتھے

تم ہر جگہ تھے جلوہ نما مہربان مگر
بینائی جسجگہ کہ نتھی وان عیان نتھے

کیونکر کہون کہ مانع دیدار تھا حجاب
میری نظر سے تم کوئی دم بھی نہان نتھے

بجلی سا کوندنا یہ تمہارا عجیب ہے
معلوم کچھہ نہین کہ کہان تھے کہان نتھے

دنیا کی سب بلاؤن سے محفوظ مین رہا
کیونکر کہون کہ آپ مری پاسبان نتھے

کرتا تھا وہ شکار نگاہون سے خلق کو
ابرو کمان کے ہاتھ مین تیر و کمان نتھے

جنکو خبر نہین وہ ہین قائل فراق کے
کب میری دل مین چشم مین تم میری جان نتھے

دل لیکے پھیرتے تھے وہ کیون ہر گھڑی مرا
اس بات مین جو کرتے مرا امتحان نتھے

پشت و پناہ تم تھے ہماری لیے جہان
تھے پہلوان ہمتو وہان ناتوان نتھے

شادان تو دیکھتا ہے تمہین ہر گھڑی عیان
غافل وہ شخص ہے جو کہے تم تہان نتھے

میرے اور اُنکے شرط جو تھی وہ ادا ہوئی
پوشیدہ تھی جو بات سو اب برملا ہوئی

جو چاہتے تھے دلسے بر آئی وہ آرزو
صد شکر مستجاب ہماری دعا ہوئی

ہوتا نہ گر خلوص بھٹکتے تمام عمر
نیت ہی اپنی اپنے لیے رہنما ہوئی

خلعت ملا تھا سبز ہوئی اُسپہ سرخرو
رنگین ہاتھ سے تری رنگین حنا ہوئی

شادان ترا خیال تہا جو یار کی طرف
ایک اور اس زمین مین غزل خوشنما ہوئی

مجھسے خطا ہوئی تھی اُدہر سے عطا ہوئی
کیا پوچھتے ہین لوگ کہ وہ بات کیا ہوئی

برآئی جو مراد ہماری تھی آن مین
حق مین ہمارے تیری دعا کیمیا ہوئی

شاہِ دکن کی ذات سے حاجت روائی خلق
اک میری کیا ہر ایک کی حاجت روا ہوئی

مدت سے مین مریض تھا دردِ فراق کا
تیرے ہی لطف اور کرم سے شفا ہوئی

شادان خدا کا فضل ہوا تیرے حال پر
مدت کے بعد اب وہ پری آشنا ہوئی

بیہوش ہو گئے جو ہین[1] اُسنے نگاہ کی
جیسے گہر مین رشتہ ہو یون دلمین راہ کی

خالی نہین اثر سے محبت وہ چیز ہے
ہم چاہتے ہین اُسکو تو اُسنے بھی چاہ کی

اکدم مین لُوٹ پُوٹ ہوئی ساری خاص و عام
ترچھی نگاہ قہر ہے اُس کج کلاہ کی

سب ملکے گائین آج بدھاوی شگون کے
کیا لطف کی ہی سالگرہ میرے شاہ کی

پھولی نہین سماتی ہین شادان خوشی سے ہم
آنکھین لڑی ہین ہمسے جو اُس شکِ ماہ کی

ہرگز نہین ہے کام ہمین کائنات سے
وابستہ ہمتو ہینگے میان تیری ذات سے

شیرین لبون سے تیرے جو ہین کامیاب ہم
ہے اپنی زندگی اسی آبِ حیات سے

ہمکو جو دیکھتا ہے نگاہِ کرم سے تو
رہتے ہین خوش ہمیشہ تری التفات سے

[1] جو ہین قریب ہوئے ہم
ہے اب اس جگہ
بیہوشی کہنا ہے

سنجاف وار ہین تری دامن سی ہم لگے
ہرگز نہ ہمکو چھوڑ کبھو اپنے سات سی

شادان خوشی سے کہتا ہی سب دوستونمین مل
آیا ہے اپنے گھر مین صنم آج رات سے

ساقی ہو تو ہو اور ہون شیشے شراب کے
تب خوشنما ہون پھول چمن مین گلاب کے

ہین بیقرار تجکو جو دیکھا ہے کس لیے
برقع اُتار تا نہین ہاری حجاب کے

پرتو سے جسکے نور بھرا ہیگا ہر طرف
ذرّے ہین ایک ہم بھی اُسی آفتاب کے

خوگر ہین ابتدا سے عنایات کی تری
متکر عتاب ہم نہین قابل عتاب کے

اختر کی چشم سے تجھے دیکھے ہی آسمان
دریا نے بھی نکالے ہین دیدی حباب کے

جسکا لقب ہی شاہِ سکندر جہان مین
وابستہ ہینگے ہم بھی اُسیکی جناب کے

شادان کی کیا مجال ہے جو ہر سکی بیان
مت پوچھ وصف اُس شہِ گردون رکاب کے

گر وہ نہین ہے یار تو پھر یار کون ہے
اُسمین وفا نہین تو وفادار کون ہے

مت پوچھ ہمسے کیا نہین اتنی تجھے خبر
اس دل مین غیر یار کے دلدار کون ہے

پھرتے ہین مہر و ماہ شب و روز حکم سے
مشغول سب ہین کام مین بیکار کون ہے

رندون مین واعظون مین پڑی ہی جو یہ نزاع
غافل ہے کون دونون مین ہشیار کون ہے

زاہد کرے ہی زہد گنہگار سے جدل
دیکھین کرم کا اُسکے سزاوار کون ہے

پائی نہ اُسکی رمز کسو نے مین کیا کہون
دونون جہان مین واقف اسرار کون ہے

جنس اور کچھ نہین ہی یہان جز گناہ و جرم
تیرے سوا اب اسکا خریدار کون ہے

مجکو تو ہر طرح سے تمہاری پناہ ہے
لطف و کرم سے آپکے میرا نباہ ہے

یہ ہی لکھا ہے اور پڑہا ہے کتابین
بھولا جو یاد تیری سراسر گناہ ہے

لذت وہ دید مین ہی کہ بھرتا نہین ہی جی
آٹھون پہر تمہارے ہی رُخ پر نگاہ ہے

پھیرا کبھو ادہر بھی کر اے ماہ دلفروز
تیرا ہی انتظار تو شام و پگاہ ہے

سمجھے ہی کون کس سے یہین ماجرا کہون
اک لحظہ کی جدائی مجھے سال و ماہ ہے

دیکھا جو حسن تیرا گرفتار ہو گیا
شادان کو جان و دل سے میان تیری چاہ ہے

رکھہ کام یار اُس سے کہ اسمین بھلا تو ہی
مت چھوڑ تو دشمنون سے کہ تیرا خدا تو ہے

مانا کہ راہ عشق کی ہی پُر خطر میان
کیا خوف ہے کہ خضر ترا رہنما تو ہے

کیا حال پوچھتا ہے دوانے کا بار بار
کتنا ہی وہ بُرا ہے ترا مبتلا تو ہے

دیوانہ اور باؤلا اپنے سے ہو گیا
عاشق کا حال جو کہ ہوا سُو سُنا تو ہے

شادان ترا رفیق ہے مدتسی بیگمان
بیگانہ تو نہو کہ ترا آشنا تو ہے

ناز مجکو تجھی پہ ہے پیارے
تھے جو مطلب برآئے وہ سارے

دیکھ تیری لطافتِ عارض
گُل ہین پژمردہ شرم کے مارے

مین تڑپتا ہون اُس سے ملنے کو
قاصد اُسکا پیام لا جارے

تیرے ملنے کا ہون سدا مشتاق
پیار کی راہ سے کبھی آ رے

جان اپنی فدا کرون تمپر
وقت پر خوب آئے تم پیارے

تیرا عاشق ہے جان سے شادان
چاہیے تجھپہ نقدِ دل وارے

تیری الفت نے کیا لپیٹا ہے
مثلِ موجِ گہر سمیٹا ہے

جو کرے کام نیک دنیا مین
باپ کا وہ رشید بیٹا ہے

چاہیے بات پر رہے قائم
جو کہ بدعہد ہے وہ ہٹا ہے

کیا مزے سے سُنا ہی یہ شادان
آج دلبر کے ساتھ لیٹا ہے

ناز تیرا نیاز میرا ہے
تو تو سب کا ہے بندہ تیرا ہے

شاید اکدن نظر وہ آجائے
اُسکے کوچے مین روز پھیرا ہے

ایسا ملتا ہے کیون میان ہمی
شب کو پنچھی کا جون بسیرا ہے

صبح کو ذکر یار کر نادان
یہ نہین ہے تو پھر سویرا ہے

مانگیے تجھ سے اور کیا صاحب
تونے ہمکو دیا گھنیرا ہے

یاد مین رہتا ہے سدا شادان
تیری الفت نے ایسا گھیرا ہے

رہنما ہے وہ راہ مین میری
ہر گھڑی ہے نگاہ مین میری

گر نہووے تری پناہ مجھے
کون آئے پناہ مین میری

دیکھیے کب ملیگا آکے صنم
نت گزرتی ہی چاہ مین میری

روز آنے کو مین نہین کہتا
لے خبر سال و ماہ مین میری

اسکا لیکھا کہان تلک کیجے
عمر گزری گناہ مین میری

جرم شادان کا عفو ہو جائے
عرض ہے بارگاہ مین میری

تو ہی سب کے دلونکا مالک ہی
جانے یہ بھید جو کہ سالک ہی

بات جو کام کی ہو سو کیجے
چھوڑ دو وہ جو غیر ذالک ہی

عرض کی کیا مجال ہو اُس سے
مین ہون مملوک اور وہ مالک ہی

جسکا پرتو جہان مین ہی شادان
وہ ہی اک مالکِ ممالک ہے

کیون نہین میل کرتے تم ہمسے
شوق تمکو پڑا ہے کیا رم سے

بھید تیرا نہ ایک نے بھی دیا
پوچھکر تھک گیا مین عالم سے

وہ تو محرم ہے رازِ مخفی کا
کیون چھپاتا ہے راز محرم سے

دیکھتا ہون عرق ترے رخ پر
جیسے نسبت ہو گل کو شبنم سے

دوسرون سے نہین ہی کچھ مطلب
ہے مجھے کام یار ہمدم سے

یار ہو برمین اور جھڑی ہو لگی
لطف کچھ تو اُٹھالے سوہم سے

کیون نہ تجھپر فدا رہے شادان
آبرو اُسکی ہی ترے دم سے

لطفِ مولیٰ پہ ہون فدا دلسے
شکر کرتا ہون مین سدا دلسے

لطف کرتا ہے وہ جو مجھپہ سدا
اُسکو مین دیتا ہون دعا دلسے

عاشقِ ظاہری تو ہین اکثر
کوئی ہوتا ہے مبتلا دلسے

لاکھہ سمجھاؤ کب سمجھتا ہے
کیا کرین کام ہے پڑا دلسے

اسمین کچھہ فائدہ نہین اے یار
غصہ و کینہ تو اُٹھا دلسے

آشنا یار سا کہان شادان
تو بھی ہو اُسکا آشنا دلسے

کیا کہون مین عجب تماشا ہے
جسطرف دیکھو اُسکا جلوا ہے

ایک ہے وہ مگر تماشا ہے
چشمِ عالم مین جلوہ فرما ہے

کیا کہون کہنے مین نہین آتا
پوچھتے ہو جو تم کہ وہ کیا ہے

دوسرے کی یہان حقیقت کیا
تو ہی دانا ہے تو ہی بینا ہے

تجھسے مجکو نہین گلہ کوئی
جو کیا میرے حق مین اچھا ہے

اے صبا یہ پیام پہونچا دے
آپ کے وصل کی تمنا ہے

چُن لیا مثلِ گل گلستان سے
یار میرا جہان مین یکتا ہے

بے سمجھ کی نہ بات کہہ شادان
جسنے جانا ہے وہ ہی دانا ہے

بن ترے کون میرا صاحب ہی
دل تو میرا تجھی پہ راغب ہے

بجز اسکے کہ ہے خیال ترا
کون میرا میان مصاحب ہے

فی الحقیقت وہ یار ہے حاضر
دیکھنے کو نظر سے غائب ہے

جو نہ ڈھونڈے اُسی وہ کیا پاوے
اُسکو ملتا ہی جو کہ طالب ہے

نامناسب تجھے نہین کہتا
راہ رکھ اُس سے تو مناسب ہے

جسنے رکھا تجھے سدا شادان
شکر اُسکا مدام واجب ہے

شکلِ ہستی سراب کی سی ہی
بے ثباتی حباب کی سی ہے

گلبدن تو جو گل سا ہے نازک
بُو دہن مین گلاب کی سی ہے

لبِ شیرین مین تیرے شیرینی
جانِ من شہدِ ناب کی سی ہے

جلوہ گر وہ جو بام پر ہے آج
چاندنی ماہتاب کی سی ہے

آنکھ سے تیری کچھ نہین نسبت
کیون کہون مین حباب کی سی ہے

دیکھہ وہ مست چشم اے شادان
مجکو مستی شراب کی سی ہے

پیام تو نے ارے نامہ بر کہا بھی ہے
خیال اُسکو تو سب کا ہی کچھ مرا بھی ہے

ہمارا دل ہے اُسی چاہتا لی آؤ اُسے
کہ سیر باغ ہی اور ابر ہے ہوا بھی ہے

اگر کہے تو کوئی کیا کہے نہین قدرت
سمجھ تو قدرت خالق کی انتہا بھی ہے

گناہ کرتے ہی ایدل کٹی ہی عمر تمام
ہو شرمسار اگر کچھہ تجھے حیا بھی ہے

جھگڑے اُسکی نزاکت کی کیا بیان کیجے
اگرچہ شوخ ہے لیکن وہ دلربا بھی ہے

کبھی کبھی تو ملا ہے وہ تجھسے اے شادان
نہ بیوفا تو اُسے کہہ کہ باوفا بھی ہے

ہزار رنگ سے اب کے بسنت آئی ہے
گھٹا گلال کی دیکھو جدہر کو چھائی ہے

درخت انبہ پہ آیا ہے مور کثرت سے
ہر ایک باغ سی مالن یہ نذر لائی ہے

برائے شاہ دکن جن پہ خلق شیدا ہی
بناؤ کرکے عروس بہار آئی ہے

پر یر خونکے مین جوڑون کی کیا بہار کہون
اُدہر ہے رنگ بسنتی ادہر حنائی ہے

رہے مدام شہنشاہ شاد اور سرسبز
یہ کویلون نے صدا باغ مین سُنائی ہے

کیا جو ایسا شہنشاہ عادل و باذل
خدا کی دیکھ تو کیا لطف کی خدائی ہے

ہزار سال رہے بادشاہ اسکندر
ہر اک دیار مین جسکی پھری دہائی ہے

اُسیکے فیض سے ہی گہر بگھر نشاط و سرور
یہ بات دلمین ہر اک شخص کی سمائی ہے

جو کچھ کہ عرض کرے ہوتی ہے وہی منظور
خبابِ شاہ مین شادان کی وہ رسائی ہے

جو مانگ سر پہ ترے میر بجان نکل آئی
اُسیکے دیکھنے کو کہکشان نکل آئی

فلک پہ چھپ نہ سکی ابر مین یہ قوسِ قزح
ترے نظارے کو ابر کمان نکل آئی

ہمارے عشق کے جذبہ نے کیا ہی کام کیا
نہان جو ہمسے پری تھی عیان نکل آئی

مثالِ برق پلک مارنے مین کوند گئی
کہان تھی اور وہ دم مین کہان نکل آئی

چھپانہ راز محبت کا بوے گل کی طرح
جو بات دل مین تھی وہ درمیان نکل آئی

اُچٹ گئی مری آنکھون سے نیند ای ہمدم
حدیثِ عشق کی جب داستان نکل آئی

ہزار پردے سی وہ حور زادای شادان
سُنا جو نام ترا شادمان نکل آئی

صبا لے آئی سحر یہ نوید خوشحالی
کھلے ہین باغ مین گل پات پات ہر ڈالی

مثالِ روح بھرا ہے ہر ایک کے تن مین — وہ سب جگہ ہے نہین اُس سی کوئی جا خالی
فلک اُسی کا نمونہ ہے یہ ہلال ترا — چمکتی دیکھہ تو دلبر کے کان مین بالی
کہان ہے رات کو نسبت جو دی مثال کوئی — دراز زلف تمہاری بلا کی ہے کالی

دعا ہے شاہِ سکندر سدار ہے شادان
کہ جسکے لطف سی ہے ہمکو فارغ البالی

کہان ہے چال صبا کی ترے چلن کی سی
نہین ہے غنچے مین تنگی ترے دہن کی سی
کھلے ہین پھول ستارون سے بڑھکے رنگا رنگ
بہار کب ہے فلک مین ترے چمن کی سی
نظر ملا نہین سکتے ہین چاند سورج بھی
ندیکھی ہمنے چمک تیرے نور تن کی سی
ہمین نشہ ہی شرابِ الست کا ساقی
نہین ہے کیف[1] کسی مین مے کہن کی سی
اگرچہ شاخ ہے سنبل کی بھی خمیدہ مگر

[1] کیف بمعنی مستی

ہے پیچدار کہان زلفِ پُرشکن کی سی
خدا کے واسطے اب تو ملے نظر تیری
چُرائی آنکھ ہے کیون شرم سے دُلہن کی سی
کرے ہے وصف جو شادان شہِ سکندر کا
کسی نے دیکھی ہے شوکت شہِ دکن کی سی

پیار کرتا ہون چاہتا ہون تجھے
اسلیے مین سراہتا ہون تجھے
یاد مین یار کی جو رہتا ہے
دل مرے مین نباہتا ہون تجھے
دخترِ رز نکل تو پردے سے
باندہ کنگنا مین بیاہتا ہون تجھے

تیرا مشتاق جو کہ ہے شادان
پھر یہ کہتا ہے چاہتا ہون تجھے

شکرِ خدا دل سے کیا چاہیے
نامِ خدا دل سے لیا چاہیے
کر نہ تامل تو براہِ خدا
ہو جو ترے پاس دیا چاہیے
اور تمنا نہین کوئی یہان
چاہیے ہمکو تو پیا چاہیے
چاک پڑے دامنِ دل مین اگر
سوزنِ مژگان سے سیا چاہیے

نام کا تیرے ہی اوجالا ہے بس
کسکو اندھیرے مین دیا چاہیے

ورنہ اکارت ہے یہان زندگی
یاد مین اُسکی ہی جیا چاہیے

فاش یہی کہتا ہے شادان تجھے
عشق چھپانیکو ہیا چاہیے
دل

رباعیات

عشاق کو ہر طرح سے جوشان دیکھا
معشوق کے شوق مین خروشان دیکھا

تسکین کی صورت نہ کہین آئی نظر
آرام کی جا شہر خموشان دیکھا

رباعی

خالق نے کیا جہانکو جب سے پیدا
بلبل کو کیا ہے گل پہ تب سے شیدا

ہے عشق کی بنیاد ازل سے شادان
پنہان نہین یہ بات ہے سب پر پیدا
ظاہر

رباعی

کیا کام کیا آکے جہان مین تو بہلا
ملنا تھا تجھے جس سے کبھو تو نہ ملا

شادان نہ سمجھ تجکو نہ گوشِ شنوا
اب بھی تو سمجھ یار کی آتی ہے صدا

رباعی

روٹھا ہے تو کیون ہم سے ہماری صاحب
سو جان سے صدقے تری پیاری صاحب
تو اپنے کرم سے بخشدے شادان کو
اعمال بُرے اسکے ہین ساری صاحب

رباعی

رحمت کا ہے صاحب وہ کرم کا صاحب
کہتے ہین اُسے لوح و قلم کا صاحب
شادان تجھے کیا کام تعصب سے بھلا
ہے ایک جو وہ دیر و حرم کا صاحب

رباعی

قربان تری صاحبی کے اے صاحب
سو رنگ سے تو دیکھے ہے حاضر غائب
شادان کی نظر سے کب چھپے ہے پیارے
پہچانتا ہے تجکو وہ در ہر قالب

رباعی

نوروز تمہارے گھر مین ہووے ہر روز
ہر روز تمہارے گھر مین ہووے نوروز
اقبال تمہارا ہو ہمیشہ افزون
اعدا پہ رہو فضلِ خدا سے فیروز

رباعی

رکھتے ہی نہین کسیکی تجھ بن ہم آس
آتا نہین کیون یار ہمارے تو پاس

شادان کو نہین ہے بن ترے دم بھر چین
اک پل ہے جدائی کا تیری ہمکو پاس پہر

رباعی

نوروز تمہین ہووے مبارک ہر سال
جو ہووے عدو رہے ہمیشہ پامال
شادان کی دعا ہے شاہ میری ہر روز
خورشید سا رخشان ہو تمہارا اقبال

رباعی

جز تیرے کسی سے بھی نہین ہمکو کام
تو دل مین ہے لب پر ہے سدا تیرا نام
شادان کو ترے نام کی نت سمرن ہی
ہر صبح گزرتی ہے خوشی سے تا شام

رباعی

جو ہووے عیان اُسے نہان کیا کیجے
ہووے جو یقین بھلا گمان کیا کیجے
شادان کو مجال کچھ نہین کہنے کی
اللہ کی قدرت کا بیان کیا کیجے

رباعی

آگاہ جو ہو اُس سے کہو کیا کہیے
واقف جو نہو کوئی تو ہان جا کہیے
وہ خود ہی جو کہنے کو کہے ای شادان
تب اُس سے کچھ احوالِ دل اپنا کہیے

رباعی

سو طرح سے کر کے جبہہ سائی دیکھی
ہر رنگ مین شانِ کبریائی دیکھی
کچھ اور تو آیا نہ نظر شادان کو
جو کچھہ دیکھا تری خدائی دیکھی

رباعی

بھاتی نہین ایک آن جُدائی تیری
ملجائے جو تو دیکھین خدائی تیری
شادان تو رہا بخت سے ابتک محروم
موسیٰ کو تجلی نظر آئی تیری

رباعی

تو آئے تو بر آئے تمنا میری
رہل ایسا کہ ہووے دلکو جس سے سیری
اعدا کی شرارت سے حفاظت کیلیے
شادان ہے پناہ مین پیاری تیری

رباعی

گھٹ گھٹ کی وہ جب جانے اُسے کون کہے
بن بولے جو پہچانے اُسی کون کہے
کرتا ہے وہی آئے جو اُسکے جی مین
دنیا کی نہ جو مانے اُسے کون کہے

رباعی

آئینہ مثال دیکھہ رہتے ہینگے
کچھہ سُنتے ہین ہم یا نہ کہتے ہینگے
دم مارنے کی جای نہین ہی شادان
گر ظلم بھی ہو خوشی سے سہتے ہینگے

رباعی

درگاہ تو اُسکی لا اُبالی ہیگی
کب بندگی وان کسیکی خالی ہیگی
شادان سے غریبونکی بھی پرسش ہیوہان
ہرچند جناب اُسکی عالی ہیگی

رباعی

جز یار نہ التجا کسی سے کیجے
دل چاہے جو اپنا مانگ اُس سے لیجے
لینا دینا یہی ہے بہتر شادان
جو دیوے سو لیکے اُسکی رہ مین دیجے

قطعات

اُسپہ وارفتہ دلسے رہتا ہون
صاف یہ بات سب سے کہتا ہون
عشق ہی اِسکا ہے سبب شادان
سختیان راتدن جو سہتا ہون

قطعہ

ہووے تمکو خوشی ہزارون سال
دوست آباد ہون عدو پامال
یہ دعا ہیگی دل سے شادان کی
شاہ میرے سدا رہو خوشحال

قطعہ

شاہ کو میرے سدا عید مبارک ہووے
دولت و حشمتِ جاوید مبارک ہووے

ہے یہ شادان کی دعا رام ہون سب اُسکی عدو
اور اُسے مسندِ جمشید مبارک ہووے

بالخیر تمت

تاریخ ترتیبِ دیوانِ دوم شادان از مرزا عابد علی بیگ خان متخلص بہ ظہور

ہے کشورِ دکن کا جو سلطان بے نظیر
کہتے ہین اہلِ چین اُسی خاقانِ بے نظیر

آسودہ کیون نہ خلق رہے اُسکی عہد مین
شادان سا اُسکا ہو وی جو دیوانِ بے نظیر

اہلِ کمال کہتے ہین جسکے کمال دیکھہ
طبابِ بے عدیل و سخندانِ بے نظیر

گلہائے نظم اُسکے جو دیکھے بچشمِ غور
دیوان کو کہے وہ گلستانِ بے نظیر

جسکی نظیر ہووے نہ آفاق مین ظہور
تاریخ اُسکی کیون نہو دیوانِ بے نظیر

۱۲۴۳ھ

Author Shādān
Title Kulliy
MG7